صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

5 نومبر 1973ء

(9 شوال 1393ھ)

جلد 6 - شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

Provincial Assembly
14.2.77
Punjab

صوبائی اسمبلی
پنجاب

مندرجات

(سوموار — 5 نومبر 1973ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - 1

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف — - 2

قیمت : 1 روپے

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

سوموار 5 نومبر 1973ء

(دو شنبہ ۔ 9 شوال 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ
خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ پ ۲۹ ۔ ملک ۔ رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۵

وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے بڑی برکت والا اور ہر چیز پر قادر ہے ۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے ۔ اور وہ زبردست بخشنے والا ہے ۔ اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے ۔ تو کیا تو رحمان کی آفرینش میں کوئی کجی دیکھتا ہے ؟ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے ۔ پھر دوبارہ سہ بارہ نظر کر ۔ تو نظر ہر بار تیرے پاس عاجز درماندہ اور تھک کر لوٹ آئے گی ۔ اور ہم نے تو قریب کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے مزین کر دیا ہے اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بھی بنایا ہے اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر محمد صادق

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : محترم اراکین ! محترم سپیکر صاحب نے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت مندرجہ ذیل اراکین کو موجودہ سیشن کے لیے صدر نشین منتخب کیا ہے :

1 ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

2 ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

3 ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔

4 ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔

قرارداد تعزیت

شیخ صفدر علی کا انتقال پر ملال

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ اسمبلی کے اجلاس کی ایجنڈے کے مطابق کارروائی کو شروع کیا جائے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان مجھ سے اتفاق کرے گا کہ ہمارے ایک معزز رکن شیخ صفدر علی جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں ، ان کی وفات پر کوئی قرارداد پیش کی جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! پارلیمانی روایات یہ

ہیں کہ جب حزب اقتدار کا کوئی رکن وفات پا جائے تو لیڈر آف دی آپوزیشن کی طرف سے قرارداد تعزیت پیش کی جاتی ہے اور اس کے بعد قائد ایوان اس کی تائید کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی آپ پیش کر دیں ۔ زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر و گرامی قدر میں جناب شیخ صفدر علی کی وفات حسرت آیات پر ایک قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

> کہ یہ اسمبلی شیخ محمد صفدر علی ایم بی اے کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! شیخ صفدر علی مرحوم نہ صرف اس لئے کہ میرے نہایت ہی گہرے دوست تھے، مخلص ساتھی تھے بلکہ اس لئے کہ وہ اس معزز ایوان کے نہایت ہی بےباک اور حقیقت پسند رکن تھے اور ان کی باغ و بہار شخصیت ایوان کے اندر اور ایوان سے باہر ایک خاص جاذبیت اور کشش رکھتی تھی اور انھوں نے بحیثیت ممبر حزب اقتدار اس معزز ایوان کی روایات کو درخشندہ رکھنے کے لیے بھرپور اور مقدور بھر کام کیا ۔ پارٹی کی طرف سے اس ایوان کے اندر اصلاح احوال کی خاطر قوانین کی صورت میں جو کچھ یہاں پیش کیا گیا اس میں بھی ان کی طرف سے ہمیشہ نہایت ہی تعمیری تجاویز پیش کی گئیں اور اکثر و بیشتر ان کی طرف سے اور دوسرے ان کے ہم خیالوں کی طرف سے آنے والی تجاویز کو بنیاد بنایا گیا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان سے باہر شیخ صاحب نے اپنے حلقۂ نیابت میں خصوصی طور پر اور شہر لاہور میں عمومی طور پر اپنے بے غرض کام کی اور خدمت کی جو

نہایت ہی اچھی مثالیں چھوڑی ہیں میں ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - یہ مبالغہ نہیں ہو گا جناب والا! کہ وہ ان چند افراد میں سے تھے جنہوں نے پارٹی کے منشور ، پروگرام اور اس کے تحت ہونے والے انقلابی اور عوامی طریقۂ کار کو اپنایا - شیخ صاحب کا اپنے حلقۂ انتخاب کے اندر ہی نہیں بلکہ تمام مخلص کارکنوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ نہایت ہی اچھا تھا اور میں اور میرے دوسرے ساتھی اس بات کے گواہ ہیں کہ انہیں اپنے ساتھیوں کا بے پناہ اعتماد حاصل تھا - اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نہ صرف ان کے ذاتی امور اور مسائل میں دلچسپی لیتے تھے ، ان کی مدد کرتے تھے بلکہ ایک سائنسی انداز میں جس طرح اجتماعی مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ کرتے تھے - لاہور کارپوریشن کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے جو سرمایہ اور رقوم اجتماعی کاموں کےلیے وقف کی گئیں شیخ صاحب نے اپنے علاقے کے اندر اپنے حلقۂ انتخاب کے اندر آبادیوں کی مقامی قیادتیں پیدا کر کے ان کے ساتھ مل کر اور ان کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حد تک کام کیا کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں اور بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک مثالی کام تھا - ان کی موت سے پیشتر انھوں نے ایسی مہموں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جو کہ ہماری طرف سے جاری کی گئی تھیں کہ ہم نہ صرف شہروں اور قصبات میں بلکہ دیہات میں آبادیوں کو اس طریقے سے منظم کریں کہ لوگ اپنی طرف سے اپنے سیلاب زدگان کے لیے دامے و درمے جو بھی ہوسکتا ہے اجتماعی طور پر منظم طریقے سے خدمات پیش کریں - انھوں نے اپنے تمام علاقے کو تمام آبادیوں کو نہایت ہی اچھے طریقے سے منظم کیا اور اس طرح جو کام اجتماعی طور پر سائنسی طریقے سے منظم طریقے سے کرنے تھے انھوں نے سر انجام دئیے - مرنا پر ایک کو ہے لیکن ہمارے لیے یہ نہایت ہی عجیب بات تھی کہ ان کے جنازے پر لاہور کے شہری ہی نہیں بلکہ دیہاتوں سے تمام مخلص کارکن اس طرح حاضر تھے کہ ان کے چہرے سوگوار اور آنکھیں صحیح معنوں میں اشک بار تھیں - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس شخص نے اپنی رکنیت کی قلیل مدت میں جس طرح اپنے آپ کو صحیح معنوں میں ایک عوامی کارکن ثابت کیا وہ ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے - لیکن میں

یہ بات عرض کر دوں کہ وہ اپنے دل کی بات بے لاگ کہنے کا عادی تھا اور اس سلسلے میں انہیں کئی ناراضگیاں بھی مول لینا پڑیں ۔ لیکن یہ بات مد نظر رکھنے کی ہے کہ ہماری یا کسی دوسرے شخص کی ناراضگی مول لینے کے لیے انہیں اپنا دامن صاف رکھنا پڑا ۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے ، خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آج جب کہ ہم مرحوم کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں تو میں یہ بلا خوف تردید کہہ رہا ہوں کہ اس شخص کا دامن بالکل پاک تھا ۔ شہر لاہور جہاں پارٹی کے کارکن بجا طور پر کسی کو معاف نہیں کرتے اور تنقید کرتے ہیں ، محاسبہ کرتے ہیں ، احتساب کرتے ہیں ، لیکن شیخ صفدر علی مرحوم کے بارے میں سب متفق تھے کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے عوام کے لیے کیا ہے ۔ اپنے حلقۂ انتخاب کے لوگوں کے لیے کیا ہے ۔ عام سماجی اور مخلص سیاسی کارکنوں کے لیے کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ان کی خدمت تھی جو انہوں نے سرانجام دی ۔ اس لیے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جو کوتاہیاں ، خامیاں یا کمزوریاں جیسی کہ ہم سب میں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ ایوان ایک منٹ کے لیے کھڑا ہو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کرے ۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب یہ قرارداد با اتفاق رائے منظور کی جاتی ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

رحمت خان ایس ۔ وی ۔ ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول چوکر کلاں
تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کی ریٹائرمنٹ

*3370 ۔ **چودھری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ رحمت خان ایس - وی ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول چوکر کلاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات 30 مئی 1971ء کو ریٹائرمنٹ کی رخصت پر چلے گئے تھے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان کی رخصت ریٹائرمنٹ 31 مئی 1972ء تک منظور ہوئی تھی -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے عبوری آئین کی رو سے ریٹائرمنٹ کی عمر 55 سے بڑھا کر 58 سال کر دی اور یہ ہدایات جاری کیں کہ 58 سال تک نہ پہنچنے والے اور 21 اپریل 1972ء کو ریٹائرمنٹ کی رخصت پر موجود ملازمین کو دوبارہ ملازمت پر بلا لیا جائے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو رحمت خان مذکورہ کو ملازمت میں دوبارہ نہ بلانے کی کیا وجوہات ہیں جب کہ اس کی عمر 31 مئی 1973ء کو 58 سال کی ہوتی ہے حالانکہ ایسے زمرہ میں آنے والے باقی تمام جے - وی اساتذہ کو ملازمت پر بحال کر لیا گیا ہے -

(ہ) کیا حکومت نے ایس - وی اور جے - وی اساتذہ کے لیے الگ الگ قوانین نافذ کر رکھے ہیں -

(و) مدرس مذکور کے ریٹائرمنٹ کیس کا فیصلہ اب تک کیوں نہیں ہو سکا -

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مدرس مذکور کو جون 1971ء تا فروری 1972ء کی رخصت ریٹائرمنٹ کی تنخواہ ابھی تک نہیں ملی -

(ح) کیا مذکورہ بقایا کی ادائیگی میں تاخیر دفتر اے۔ جی لاہور اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر کے درمیان تفویض کار کا جھگڑا ہے۔

(ط) مدرس مذکور کو مالی پریشانی میں مبتلا کرنے اور ملازمت کے حقوق سے محروم رکھنے والے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ی) مدرس مذکور کی پنشن ملازمت کی بحالی اور بقایا کی ادائیگی کب تک متوقع ہے۔ حتمی تاریخ دی جائے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ عبوری آئین کے تحت عمر ملازمت کی میعاد 55 سال سے بڑھا کر 58 سال کر دی گئی ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حکومت نے سب 58 سال سے کم عمر والے ملازمین کو واپس بلانے کی ہدایات جاری کی ہیں بلکہ بموجب چٹھی نمبر ایس او (آر۔ ۱) ایس اینڈ جی اے ڈی۔ 4 ، 1۔ 71 مورخہ 26-5-72 جاری کردہ سیکرٹری محکمہ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب سے کم عمر لیکن 25 سال سے کم سروس والے ملازمین کو واپس بلانا تھا۔ 25 سال سے زائد سروس والے ملازمین کے کیس مکمل جائزہ لے کر حاکم مجاز نے واپس بلانے یا نہ بلانے کے احکام جاری کرنا تھا۔

(د) چونکہ رحمت خاں مذکور کی ملازمت 25 سال سے زائد تھی اس لیے اس کے کیس کا ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز نے جائزہ لیا اور انہیں واپس ملازمت پر بلانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور آئینی اختتام رخصت ریٹائرمنٹ سے ریٹائر کر دیا۔ ہر ملازم

کے کیس کا علیحدہ علیحدہ فیصلہ کیا گیا جس کی بنا اس کا اپنا سروس ریکارڈ ہے۔

(ہ) نہیں قوانین کا اطلاق تمام ملازمین پر یکساں کیا جاتا ہے۔

(و) مدرس مذکور کی ریٹائرمنٹ کا فیصلہ بذریعہ چٹھی نمبر 3-14 ایس اے۔72 / 104048 / 73 مورخہ 6-12-72 منجانب ڈپٹی ڈائریکٹر (سکولز) راولپنڈی ریجن ہو چکا ہے اور مدرس مذکور کو 31-5-72 سے ریٹائر کر دیا ہے۔

(ز) جی ہاں۔ یہ بل اے جی آفس لاہور میں برائے پری آڈٹ کے لیے کیا گیا ہوا ہے۔

(ح) جی نہیں۔

(ط) کسی ملازم کا جان بوجھ کر دیر کرنا ثابت نہیں ہوا لہذا کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ی) مدرس مذکور کی ملازمت میں بحالی کا سوال زیر غور نہیں ہے کیونکہ وہ ریٹائر ہو چکا ہے۔ البتہ بقایاجات کی ادائیگی کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ پنشن کے کاغذات منظوری کے آخری مراحل میں ہیں۔ امید ہے جلد ہی تصفیہ ہو جائے گا۔

چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق کریں گے کہ 25 سال سے زائد سروس والے اور 55 سال سے زائد عمر والے 80 فیصد ملازمین کو واپس بلا لیا گیا ہے اور اس میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتنے فیصد ملازمین کو واپس بلایا گیا ہے لیکن اس کی بنیاد یہ تھی کہ "جن کے سروس ریکارڈ اچھے تھے"

تو لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں تفریق نہیں برتی گئی جن کا سروس ریکارڈ اچھا تھا ان سب کو واپس بلا لیا گیا ہے -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ 58 سال کی عمر میں جو ملازم ریٹائر ہو جاتے ہیں ان کو ملازمت پر بلانے کے لیے یہ شرط ہے کہ ان کا سروس ریکارڈ بھی اچھا ہو اور صحت بھی اچھی ہو ؟

وزیر تعلیم : جی ہاں - گورنمنٹ سروس کے لیے صحت کا اچھا ہونا بھی یقینی ہوتا ہے کیونکہ وہ میڈیکل بورڈ کے پاس جاتے ہیں اس کے بعد ہی ان کو واپس بلایا جاتا ہے -

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ بڑا اہم ترین سوال ہے جو میں عرض کر رہا ہوں - کیا وزیر موصوف صاحب میری تجویز سے اتفاق فرمائیں گے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد ملازمین کو A.G. Office کے سرد خانے میں پڑے ہوئے cases کا خود محاسبہ کرنا پڑتا ہے - تو محکمۂ تعلیم میں کوئی ایسا دن قائم کر دیا جائے تاکہ ریٹائرڈ ملازمین cases کو خود pursue کر سکیں اور ان کو سہولت ہو سکے ؟

وزیر تعلیم : دن قائم کرنا مشکل ہے لیکن میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر ریٹائر ہونے والے ملازم کی پنشن کا وقت پر فیصلہ نہ ہو تو انہیں تکلیف ہوتی ہے تو اس لیے ہم اپنے طور پر یہ کرتے ہیں کہ جو آفیسر یا ڈسٹرکٹ انسپکٹرز وغیرہ اسے deal کرتے ہیں انہیں کہتے ہیں کہ وہ pursue کریں اور A. G. Office سے بار بار اس کا تقاضہ کریں اور جلدی فیصلہ کرانے کی کوشش کریں - اس ضمن میں میری ہمدردیاں بھی ان ملازمین کے ساتھ ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ سے اے - جی - آفس سے زیادہ سے زیادہ pursue کیا جائے اور جلدی cases کا فیصلہ کرایا جائے -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحصیل مری کے پرائمری سکولوں کو فنڈز کی فراہمی

*3413 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 604 کے جزو (ج) کے جواب کے حوالہ سے جو 27 جولائی 1972ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل مری کے بقایا پرائمری سکولوں میں جہاں طالب علموں کی تعداد پچاس سے بہت زیادہ ہے اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت موجودہ مالی سال میں فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : تحصیل مری کے پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی تعداد میں طلباء کی تعداد کے تناسب سے اضافہ کی تجویز ڈسٹرکٹ تعلیمی کونسل راولپنڈی کے سامنے لائی جا رہی ہے اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز نے مطلوبہ کوائف جمع کر لیے ہیں ۔ امید کی جاتی ہے کہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق ان مدارس میں اساتذہ کی تعداد طلباء کے تناسب سے تدریجی طور پر بڑھائی جائے گی ۔

تحصیل مری کے سکولوں کے درجہ چہارم کے ملازمین کو سرکاری ملازمین کے سکیل کے مطابق تنخواہ دینا

*3414 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل مری کے سکولوں میں بعض درجہ چہارم کے ملازمین کو دو روپے ماہوار سے لے کر تقریباً بارہ روپے ماہوار تک تنخواہ دی جاتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے افراد

کو درجہ چہارم کے دوسرے ملازمین کے سکیل کے مطابق تنخواہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں - تحصیل مری کے سکولوں میں صفائی کے لیے جز وقتی ملازمین رکھے جاتے ہیں وہ درجہٴ چہارم نہیں ہوتے -

(ب) جزو (الف) کی روشنی میں جواب خارج از بحث ہے -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : کیا یہ درست ہے کہ جو جز وقتی ملازمین ہیں ان کو 2 روپے ماہوار دیئے جاتے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ بعض درجہ چہارم کے ملازمین کو 2 روپے ماہوار تک تنخواہ دی جاتی ہے - تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ درجہٴ چہارم کے جو ملازمین باقاعدہ گورنمنٹ کی سروس میں ہوتے ہیں اُن کا ایک طے شدہ سکیل ہوتا ہے - اس کے مطابق انہیں تنخواہ ملتی ہے - لیکن اگر کوئی سکول کسی شخص کو یہ کہے کہ یہاں تم ہر روز تھوڑی سی صفائی بھی کر دیا کرو تو وہ اپنی ضرورت کے مطابق اُس سے چار - چھ روپے طے کر لیتے ہیں - ممکن ہے کہیں 2 روپے بھی ہوں - میں اس کی تردید نہیں کر سکتا - لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ درجہ چہارم کے ملازمین کو 2 روپے دیئے جاتے ہیں - اگر سوال کرنے والے کا یہ مقصد تھا تو وہ غلط ہے -

---

پی ٹی سی کا سالانہ امتحان

*3441 **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پہلے پی ٹی سی کا سالانہ امتحان صرف ایک مرتبہ منعقد ہوتا تھا مگر امسال 2 امتحان ہو رہے ہیں -

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ کلاس کے داخلے ابھی تک جاری ہیں - اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے -

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ کلاس میں جو لڑکے اب داخل کئے جا رہے ہیں ان کا سالانہ امتحان ستمبر 1973ء میں منعقد ہوگا جس کا مطلب ہے کہ جو کورس 9 ماہ کا تھا وہ اب صرف 2 / 3 ماہ کا ہو گا اور اس طرح آئندہ اساتذہ کا معیار وہ نہیں رہے گا جو اب ہے -

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں - صرف جے وی کورس میں امتحان سال میں ایک دفعہ ہوتا تھا - لیکن نئے پی ٹی سی کورس میں پچھلے سال بھی اور اس دفعہ بھی مخصوص حالات کی بنا پر امتحان سال میں دو دفعہ ہو رہا ہے -

(ب) جی نہیں - گورنر کے حکم سے داخلے 6 اپریل 1973ء کو بند کر دیئے گئے تھے - البتہ ان کے خصوصی حکم پر چند ایک طالبعلموں اور طالبات کو جو ایک پرائیویٹ ادارہ گلبرگ سنٹر لاہور میں پی ٹی سی کا کورس کر رہے تھے ، اس کلاس میں مختلف سکولوں میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے -

(ج) اب کوئی داخلہ نہیں ہو رہا ہے - ستمبر 1973ء کے امتحان میں صرف وہ امیدوار شریک ہوں گے جن کی 80 فیصد حاضریاں جولائی 1973ء کے امتحان تک پوری نہیں ہوئیں - اور اس طرح وہ اپنا نو ماہ کا کورس پہلے مقررہ امتحان کی تاریخ تک نہیں پورا کر سکے - چونکہ ان کا امتحان اب ستمبر 1973ء میں ہو گا وہ اپنا

کورس اس دوران میں مکمل کر لیں گے اور اس طرح اساتذہ کے معیار تعلیم میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

پی ٹی سی میں داخلہ

*3443۔ چوہدری علی بہادر خان۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے پی ٹی سی کلاس کے لیے داخلہ کی جو آخری تاریخ مقرر کی تھی اس کے بعد کل کتنے طلباء مذکورہ کلاس میں داخل کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق): آخری تاریخ یعنی 6 اپریل 1973ء کے بعد جو طلباء و طالبات پی ٹی سی کلاس میں داخل ہوئے ان کی کل تعداد 49 ہے اور ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

لاہور ریجن کے اضلاع

1۔ شیخوپورہ۔ 2 (ایک لڑکا اور ایک لڑکی)

2۔ بہاول پور 2 لڑکے

3۔ رحیم یار خان۔ 6 (پانچ لڑکے اور ایک لڑکی)

4۔ ساہیوال۔ 2 لڑکیاں

5۔ بہاولنگر۔ 1 لڑکا

کل تعداد صرف 13 ہے

راولپنڈی ریجن کے اضلاع

1۔ جہلم۔ 1

2 ۔ گجرات ۔ 2

3 ۔ میانوالی ۔ 6

4 ۔ لائل پور ۔ 22

5 ۔ جھنگ ۔ 5

کل تعداد صرف ہے ۔ 36

درحقیقت یہ تعداد زیادہ تر ان طالبعلموں کی ہے جو کہ ایک غیر منظور شدہ ادارہ پی ٹی سی سنٹر گلبرگ لاہور میں پڑھ رہے تھے اور جن کو گورنر پنجاب کے خصوصی حکم کے تحت ان کی مرضی کے سکولوں میں داخلہ دیا گیا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا! جو تمام تعداد وزیر موصوف صاحب نے فرمائی ہے یہ گلبرگ کے سنٹر کی ہے یا اس کے علاوہ بھی داخلے کئے گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جی نہیں ۔ صرف گلبرگ سنٹر کی ہے ۔

پی ٹی سی کلاس میں داخل ہونے والے طلباء کی تعداد

*3444 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس سال پی ٹی سی کلاس میں کتنے طلباء داخل کئے گئے اور 1971-72ء میں ان کی تعداد کیا تھی ۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : امسال پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس میں 32,228 طلباء داخل کئے گئے 1971-72ء میں ان کی تعداد 11,991 تھی ۔ ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نام ضلع	سال 1973ء	سال 1971-72ء
لاہور	3872	958

نام ضلع	سال 1973ء	سال 1971-72ء
گوجرانوالہ	2652	597
سیالکوٹ	3054	1056
شیخوپورہ	2458	549
ملتان	1332	702
مظفر گڑھ	1764	593
ساہیوال	1744	629
رحیم یار خان	606	391
ڈیرہ غازی خان	1584	575
بہاولنگر	524	372
بہاولپور	983	380
تعداد 11 اضلاع	20555	6812
راولپنڈی	1412	1275
کیمبلپور	766	828
گجرات	522	455
جہلم	557	405
سرگودھا	1764	752
لائلپور	3704	678
میانوالی	1251	390
جھنگ	1656	396
کل تعداد 8 اضلاع	11673	5179
کل تعداد 19 اضلاع	32,228	11,991

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پی ٹی سی میں طلباء کی جو تین گناہ تعداد بڑھائی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم : عوامی نمائندگان کے زبردست اور مسلسل مطالبے اور تقاضے کی وجہ سے -

چوہدری علی بہادر خان : کیا اس سال بھی یہ تعداد برقرار رکھی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : نہیں - اس سال P..T.C کے داخلے کی پالیسی اس خیال اور ان حالات کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی ہے کہ 73-1972ء کے پی ٹی سی پاس شدہ حد تک دس ہزار طلباء یعنی ٹرینڈ ٹیچرز موجود ہیں جن کو ملازمت دیں گے۔ اس کے علاوہ 32,228 طلباء کو پچھلے سال یعنی 73-1972ء میں ہم نے داخلے دیے- ان میں سے pass percentage بہت ہائی ہے - ان میں سے اکثر لڑکے پاس ہو جائیں گے - میں نہیں سمجھتا کہ ان کی تعداد پچیس ہزار سے کم ہو جائے گی - اور اس سال 74-1973 کے بجٹ میں 900 پرائمری سکول بنانے تھے مگر فنڈ کی وجہ سے وہ پیسے بھی withdraw کر لیے گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سال کوئی پرائمری ٹیچر کی پوسٹ بھی نہیں نکلے گی سوائے اس کے کہ کوئی ایک آدھ ریٹائر ہو جائے یا سروس چھوڑ جائے - جو بہت سی posts ہر سال نکلتی تھیں وہ اس سال نہیں ہوں گی تو اس سال پالیسی یہ ہے کہ کم سے کم داخلہ کیا جائے اور صرف آن سنٹرز میں داخلہ کیا جائے جن کو ہم نارمل سکول کہتے ہیں - جن کا کام ہی ٹیچرز کو تربیت دینا ہے - اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ایک تو جب ہم ordinary سکولوں کے ساتھ پی ٹی سی کلاسز شروع کرتے ہیں تو وہاں بچوں کی عام پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے اور دوسری طرف ان ٹیچرز کی ٹریننگ بھی اچھی نہیں ہوتی تو اس لیے یہ بہت اچھا موقع ہے اور میں تمام فاضل اراکین سے درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ اگر اصرار نہ ہو اور اگر آپ سمجھ جائیں تو یہ حقیقت حال پر مبنی پالیسی ہے تو اس سال پی - ٹی - سی کے داخلے پر زیادہ زور نہیں دینا چاہئے -

سردار صغیر احمد : جناب ! گذارش یہ ہے کہ میرا ضلع بہت پسماندہ ہے ۔ افلاس زدہ اور سیلاب زدہ ہے ۔ میرے پاس جو بھی درخواستیں بھی لے کر آئے ہیں وہ سب تھرڈ ڈویژن ہی تھے ۔ کیا وزیر موصوف ہمیں کچھ سیٹیں تھرڈ ڈویژن بچوں کو دینے کے لیے تیار ہوں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! عرض یہ ہے کہ اصولی طور پر گورنر صاحب کے پاس یہ اختیارات ہیں ، وہ اگر چاہیں تو پسماندہ اضلاع جن میں فاضل رکن کا ضلع بھی آتا ہے ، ان میں تھرڈ ڈویژن کی اجازت دے سکتے ہیں ۔ لیکن اس میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ تھرڈ ڈویژن طلبا کو ترجیح دی جائے۔ یعنی اگر میانوالی یا عیسیٰ خیل میں فسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن کے لڑکے موجود ہیں ، تو ان ہی علاقوں کے تھرڈ ڈویژن طلبا کو ترجیحی داخلہ دیا جائے ۔

سید تابش الوری : ابھی ابھی جناب وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ گورنر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ضلع کے پسماندہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے تھرڈ ڈویژن طلبا کو داخلے کی اجازت دے سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ گورنر صاحب کو اختیار نہیں ہے ، بلکہ یہ وزیر اعلیٰ کو اختیار ہے ۔ اگر وزیر تعلیم وضاحت فرمائیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا ۔ گورنر صاحب کو اختیار ہے یا وزیر اعلیٰ کو اختیار ہے ؟

وزیر تعلیم : میرے خیال میں چانسلر ہونے کی حیثیت سے اختیار ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کا چانسلر سے تعلق نہیں ہے ۔ یہ پی ۔ ٹی ۔ سی کا داخلہ ہے ۔ کیونکہ یہ ہاؤس کی کارروائی میں ریکارڈ ہوتا ہے اس لیے میں نے کہا کہ ان سے وضاحت کروا لوں ۔

وزیر تعلیم : سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے جو رولز مرتب ہوتے ہیں ان میں relaxation ہمیشہ گورنر صاحب کی طرف سے ہوتی ہے ۔

سردار صغیر احمد : میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب جو بھی کارروائی صوبہ

میں ہوتی ہے وہ گورنر کے نام پر ہوتی ہے ۔ اختیارات بے شک وزیر اعلیٰ کو ہوں اس لیے فاضل وزیر نے درست جواب دیا ہے ۔

گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 44 جنوبی ضلع سرگودھا کے کمروں کے آگے برآمدہ کی تعمیر

*3495 ۔ **سردار صغیر احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر ۴۴ جنوبی ضلع سرگودھا میں جو دو نئے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں ان کے ساتھ کوئی برآمدہ تعمیر نہیں کیا گیا اور اس طرح بارش کا پانی کمروں میں داخل ہو جاتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول مذکورہ کے کمروں کے آگے برآمدہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع سرگودھا نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل کے سامنے مسئلہ پیش کر دیا ہے ، غالباً پبلک ورکس پروگرام کے تحت عمارت کی تکمیل ہو جائے گی ۔

سردار صغیر احمد : کیا وزیر موصوف اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ آئندہ جب سکول کے لیے کمرے بنائے جائیں تو اس کے ساتھ ہی برآمدے کی گنجائش اس میں رکھی جائے ۔ کیا ایسی ہدایت جاری کرنے کے لیے وہ تیار ہیں ؟

وزیر تعلیم : میں سمجھتا ہوں ہمارے ملک میں بلڈنگ ہو ، ہمارا اپنا گھر ہو یا سکول ہو ہرآمدہ ہوا کے لیے کافی ضروری چیز ہے اور اس سے بہت فائدہ ہے ۔ لیکن سرکاری بلڈنگ پیسے کے مطابق اور پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے architecture کے ماہرین کی مرضی کے ساتھ بنتی ہیں ۔ بہر حال ہم انہیں اس کے لیے یہ ضرور کہیں گے ۔ میں فاضل رکن کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں ۔

مسٹر امتیاز ملک جونیئر کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز رحیم یار خان کی سبکدوشی اور بحالی

*3582 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسٹر امتیاز ملک جونیئر کلرک ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز رحیم یار خان ابتدا میں راولپنڈی ایجوکیشن ریجن میں بھرتی ہوا تھا اور وہاں سے غبن کے الزام میں ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ کلرک مذکور بعد میں لاہور ایجوکیشن ریجن میں بھرتی ہوا اور وہاں بھی غبن وغیرہ کے سلسلہ میں کافی عرصہ مفرور رہا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ میڈیکل بورڈ نے بھی کلرک مذکور کو ملازمت کے لیے نا اہل قرار دے دیا تھا ۔

(د) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا علیحدہ شدہ ملازم دوبارہ سرکاری ملازمت میں بھرتی کیا جا سکتا ہے ؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کلرک مذکور کو دوبارہ کس قانون اور قاعدے کے تحت بھرتی کیا گیا ؟

(ہ) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کلرک مذکور کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو کیا حکومت ایسے ملازم کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مسٹر امتیاز ملک جونیئر کلرک محکمہ تعلیم لاہور ریجن میں آنے سے پہلے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں جو کہ محکمہ تعلیم پشاور ریجن کے تحت تھا ، بطور جونیئر کلرک ملازم تھا ۔ غبن کے متعلق ہمیں علم نہیں ہو سکا ۔ اس کی ملازمت سے سبکدوشی کی اطلاع اس کی تبدیلی کے احکامات جاری ہونے کے بعد موصول ہوئی ۔

(ب) کلرک مذکور پشاور ریجن سے لاہور ریجن میں تبدیل ہو کر آیا ۔ لیکن غبن کے سلسلہ میں مفرور نہیں رہا بلکہ بیماری کی رخصت پر رہا ۔ البتہ گورنمنٹ ہائی سکول 173 پی ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں تعیناتی کے دوران اس کے خلاف 6000 روپیہ سے زائد مالیتی اشیأ اور کیش کی کمی کی شکایت موصول ہوئی تھی جو ابھی تصفیہ طلب ہے ۔

(ج) میڈیکل بورڈ نے کلرک مذکور کو 3 مارچ 1971ء سے نا اہل (Invalid) قرار دیا لیکن دوبارہ میڈیکل بورڈ نے مورخہ 19 جولائی 1972ء کو ملازمت کے اہل قرار دے دیا ۔

(د) جی ہاں ۔ اگر آئندہ ملازمت میں بھرتی کے حق سے محروم نہ کر دیا گیا ہو ۔

(ہ) انکوائری مکمل ہونے کے بعد اگر مجرم ثابت ہوا تو یقیناً اس کے خلاف قوانین کے تحت کارروائی کی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ

سوال کے جز (الف) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ سبکدوشی کی اطلاع اس کی تبدیلی کے احکامات جاری ہونے کے بعد موصول ہوئی تو کیا جس افسر نے اس کے ریجن سے اسے تبدیل کیا وہ اور تھے اور سبکدوش جس افسر نے کیا وہ اور تھے؟

وزیر تعلیم :۔ ویسے تو یہ بہت پیچیدہ سوال ہے اور اس پر کافی باتیں ہو سکتی ہیں ۔ اس میں ایسا ہے کہ جب inter regional transfer ہوتی ہے تو وہ سیکرٹری محکمۂ تعلیم کرتے ہیں ۔ اس وقت چونکہ ون یونٹ تھا اس لیے لاہور میں جو سیکرٹری صاحب تھے inter regional transfer تو انہوں نے کی ۔ لیکن یہ صاحب ملازم تھے پشاور ریجن کے تو پشاور ریجن میں ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی اور نوکری سے ان کو actually نکال دیا گیا مگر ٹرانسفر جب ان کی ہوچکی اور ان کو کہیں یہاں تعینات کر دیا گیا تو اس کے بعد ڈیپارٹمنٹ یہ لکھتا ہے کہ ان کو پشاور ریجن کی طرف سے غیر واضح سے احکامات ملے کہ اس ملازم کو ہم نے برطرف کر دیا ہے ۔ اس کی بھی clarification ہوتی رہی ۔ لیکن کوئی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان :۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ علیحدگی پہلے عمل میں آئی یا تبدیلی کا حکم پہلے ہوا ، ان دو میں سے کونسا حکم پہلے ہوا ؟

وزیر تعلیم : ہمارے ریکارڈ کے مطابق تبدیلی پہلے ہوئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اس کی علیحدگی کن الزامات کے تحت ہوئی ؟

وزیر تعلیم : اس کا ریکارڈ پشاور ریجن میں موجود ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر :۔ وہ آپ کے چیمبر میں آجائیں گے تو آپ انہیں پوری تفصیل بتا دیں ۔

وزیر تعلیم : بہت اچھا جناب ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر :- میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ملازم ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن آف فرنٹیر کا تھا یا ڈسٹرکٹ بورڈ کا ؟

وزیر تعلیم :- یہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا ملازم نہیں تھا بلکہ محکمہ تعلیم حکومت مغربی پاکستان کا ملازم تھا -

---

گونگوں ، بہروں اور اندھوں کے لیے روزگار

*3606 - **سردار محمد عاشق** - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ بھر میں گونگوں ، بہروں اور اندھوں کے لیے کتنے تعلیمی مراکز ہیں -

(ب) ایسے تمام معذور افراد کی تعداد کیا ہے جو مارچ 1973ء تک ان تعلیمی مراکز سے فارغ التحصیل ہوئے اور ان میں سے کتنے افراد کو حکومت نے روزگار مہیا کیا -

(ج) اگر حکومت نے ان معذور افراد کو کوئی روزگار مہیا کیا تو اس کی تفاصیل کیا ہیں -

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان معذور فارغ التحصیل افراد کو روزگار مہیا کرنے کے سلسلے میں غفلت برت رہی ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ بھر میں گونگے اور بہرے طلباء و طالبات کے لیے دو (2) سرکاری اور اٹھارہ (18) غیر سرکاری یعنی کل بیس (20) سکول ہیں -

(ب) نابینا طلباء کے لیے سرکاری دو (2) اور غیر سرکاری پانچ (5) کل سات ادارے ہیں ۔

۱ ۔ تقریباً ایک سو پچاس (150) نابینا افراد فارغ التحصیل ہوئے ہیں جن میں سے سینتیس (37) یعنی اکتیس لاہور میں اور چھ بہاول پور میں عملی تربیت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں ۔

۲ ۔ گونگے اور بہرے تقریباً ساٹھ افراد فارغ التحصیل ہوئے۔ محکمۂ تعلیم کو علم نہیں کہ انہیں کہاں کہاں روزگار ملا ہے ۔ لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ ان میں بعض مختلف پرائیویٹ شعبوں میں کام کر رہے ہیں ۔ مثلاً کچھ درزی کا کام کرتے ہیں ۔ کچھ پیکیجز لمیٹڈ میں ملازم ہیں اور بعض کمرشل ڈیزائنرز اور فوٹو گرافی وغیرہ کا کام سرانجام دیتے ہیں ۔

(ج) بیس نابینا افراد کو گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائینڈ لاہور سے ملحقہ کارگاہ میں تین سال کی عملی تربیت کی تکمیل کے لیے کام دیا گیا تھا ۔ پھر اس فہرست میں چند ماہ کے لیے گیارہ افراد کا اور اضافہ ہوا ۔ اس میں ایک ماہ کی مزید توسیع کر دی گئی تھی ۔ اس عملی تربیت کے دوران انہیں دو مختلف گریڈوں میں اجرت دی جاتی ہے ۔ یعنی بارہ افراد کو بحساب مبلغ ایک سو دس روپے ماہانہ ادا کئے جاتے ہیں اور باقی انیس افراد کو بحساب نوے روپے ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا ہے ۔ بہاول پور میں چھ افراد کو روزگار فراہم کیا گیا ہے ۔ لیکن اس کی اجرت کام کی مقدار کے مطابق دی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں تقریباً پندرہ نابینا تربیت یافتہ افراد کو بطور نابینا ٹیچر سرکاری اداروں میں ملازمت دی گئی ہے ۔

(د) جہاں تک محکمۂ تعلیم کا تعلق ہے ، اس کا مقصد معذور بچوں کو محض علمی اور فنی تعلیم دینا ہے ۔ جو وہ بطریق احسن اور

نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر رہا ہے۔ ان کی پیشہورانہ عملی مہارت اور پختگی کے لیے محکمۂ تعلیم نے لاہور میں سرکاری طور پر اور بہاولپور میں غیر سرکاری طور پر کارگاہیں قائم کی ہیں جن میں حتی الوسع روزگار مہیا کیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں انہیں مشاہرہ اور بعض میں کام کی نوعیت کے لحاظ سے اجرت ادا کی جاتی ہے۔ تاہم ان کارگاہوں کا مقصد نابینا تربیت یافتگان کو مستقل روزگار مہیا کرنا نہیں ہے۔ یہ کام غالباً کسی دوسرے شعبے کے متعلق ہو گا۔

سردار محمد عاشق : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے جزو (الف) اور (ب) کے جواب میں فرمایا ہے کہ کل ستائیس سکول ہیں جن میں سے 4 سرکاری اور 23 غیر سرکاری ہیں۔ تو کیا حکومت ان غیر سرکاری سکولوں کو بھی اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس طرح دوسرے سکولوں اور کالجوں کو لیا گیا ہے تاکہ طلبا اور طالبات کی اچھی تربیت ہو سکے۔

وزیر تعلیم : جی نہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ اس قسم کے ادارے صوبے میں ہونے چاہئیں۔ جب کہ آپ چاہتے ہیں کہ گداگری بند ہو اور معذور لوگوں کے لیے ادارے کھولے جائیں جہاں وہ تربیت حاصل کر سکیں۔ تعلیم حاصل کر سکیں اور خود کما سکیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس سوال کا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلق سوال ہے۔ وزیر تعلیم نے یہ جواب دیا ہے کہ صرف چار ادارے سرکاری تحویل میں ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے بڑا واضح طور پر جواب دے دیا ہے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : انھوں نے جواب تو دے دیا ہے ، لیکن انھوں نے محکمہ کے متعلق بڑا واضح کہا تھا کہ میرا تعلق صرف محکمۂ تعلیم سے ہے - ویلفیئر کے کام کا دوسرے محکمہ سے تعلق ہے -

بیگم آباد احمد خاں : میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ نابینا لوگوں کے لیے موجودہ حکومت ذرا زیادہ توجہ کرے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ لاہور کی طرح بہاول پور کے Institute for the blind کو upgrade کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے ؟

وزیر تعلیم : اس وقت نہیں -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ نابینا افراد کو چھوٹی اور بڑی صنعتوں میں ملازمت دلوانے کا حکومت کچھ انتظام کر رہی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ جواب بھی انھوں نے دیا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جواب بھی انھوں نے دیا ہے لیکن یہ اُن کے محکمہ سے تعلق نہیں ہے - انھوں نے جواب بڑا ہی comprehensive دیا ہے - اُنھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے - جواب نہ بھی دیتے تو ہم اُن سے نہ پوچھ سکتے تھے - یہ لیبر اور ویلفیئر کا کام ہے - اُن کا تعلق ہے ، ان کا نہیں ہے -

سید تابش الوری : کیا اس سلسلہ میں محکمہ کوئی سفارشات کر رہا ہے کہ ایسے فارغ التحصیل طلباء کو ملازمتیں دلوائی جائیں ؟

وزیر تعلیم : عرض یہ ہے کہ ان سکولوں کے ہیڈ ماسٹر یا جو ڈائریکٹر ہیں ، یا سپیشل ایجوکیشن کے جو انچارج ہیں ان نابینا افراد کو ٹریننگ

کے بعد اپنے طور سے سوشل ویلفیئر اور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے افسروں سے مل کر کسی ایسے اداروں میں اُن کو ملازمت دلا دیتے ہیں بلکہ کوئی مناسب سی ورکشاپ میں ٹریننگ کے لیے ان کو رکھوا دیتے ہیں اور پھر چھ مہینے کے لیے مدت بڑھا دی ۔ اور پھر ایک مہینے کے لیے بڑھا دی ۔ اور یہ بھی Actually ملازمت میں رکھنے کا ایک طریقہ تھا ۔ لیکن جہاں تک فاضل رکن کا یہ کہنا ہے کہ سکول کم ہیں ، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جو آنکھوں والے ہیں اُن کے لیے بھی اور جو کانوں سے سنتے ہیں اُن کو بھی ملازمت نہیں ملتی محکمہ اُن کے لیے بھی سکول کم ہیں ۔ اُن کے لیے بھی بہت کمیاں ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ بہاول پور میں جو عقل کے اندھے ہیں ، اُن کی بہتری کے لیے کچھ کام ہو رہا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کا محکمہ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔ ہمارے بجٹ میں جو پیسے ہوتے ہیں اس کے مطابق ہم بھرپور حصہ لیتے ہیں ۔ لیکن اس میں ہماری limit بھی اسی حد تک ہوتی ہے جس حد تک محکمہ خزانہ ہمیں اس مد میں پیسہ دے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ وہ اس تجویز پر غور کر رہے ہیں کہ نابینا بچوں کا داخلہ ایسے سکولوں میں لازمی قرار دیا جاوے تاکہ وہ گداگری وغیرہ یا اس قسم کے دوسرے ناموزوں کاموں میں اپنے آپ کو مصروف نہ کر سکیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ۔ یہ ایک Utopian Measure کہہ رہے ہیں ۔ میں اُن سے پورا اتفاق کرتا ہوں ۔ ہم نہ صرف نابینا بچوں کے لیے بلکہ آنکھ سے دیکھنے والوں کے لیے بھی تعلیم لازمی قرار دے دیتے ۔ لیکن چونکہ اتنے تعلیمی ادارے نہیں ہیں اس لیے Practically اس پر عمل درآمد (Implement) کرنا مشکل ہوگا ۔ جب حکومت کو معلوم ہے کہ تمام بچوں کے لیے یا نابینا بچوں کے لیے موزوں اور اتنی تعداد میں ادارے نہیں ہیں تو ہم ایسی کوئی ترکیب

سوچ نہیں سکتے ۔ جس دن ہمارے پاس اتنے ادارے ہوں گے ہم انشاء اللہ فوراً تعلیم لازمی قرار دے دیں گے ۔ کاش پاکستان میں ہمارے پاس اتنے وسائل ہوتے ۔

رجسٹرار محکمانہ امتحانات کی آسامی کا معیار

*3620 ۔ **چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر تعلیم نشان زدہ سوال نمبر 919 کے جواب کے حوالہ سے جو 25-7-1972 کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جب سے محکمۂ تعلیم قائم ہوا ہے ، رجسٹرار محکمانہ امتحانات کی آسامی پر اساتذہ اور فنی ماہرین میں سے ہی کوئی صاحب تعینات کیے جاتے رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ آسامی کے لیے قابلیت بی ۔ اے کے علاوہ بی ۔ ٹی ہونا لازمی ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حال ہی میں ان قابلیت کے حامل افراد کو ہٹا کر کلریکل کیڈر کے افسران کو مذکورہ آسامی پر تعینات کر دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمۂ تعلیم اپنے اس فیصلے کو بدلنے اور مطلوبہ قابلیت کے حامل افراد کو رجسٹرار محکمانہ امتحانات مقرر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ گو یہ کیس تین چار مرتبہ محکمہ فنانس کو بھیجا تھا

مگر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس آسامی کو teaching post قرار نہیں دیا ہے - ان کے خیال میں یہ آسامی خالصتاً انتظامی نوعیت کی ہے -

(د) محکمۂ تعلیم ، محکمۂ فنانس کے فیصلے کا پابند ہے -

چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ یہ جو teaching posts قرار دی جا رہی ہیں ان میں اور کلریکل کے گریڈ میں کوئی فرق ہے ؟

وزیر تعلیم : اس کی تنخواہ اور اس کے مقابلہ میں اگر کوئی post teaching سینئر انگلش ٹیچر گریڈ میں ہے تو ایک ہی تنخواہ ہوگی -

چودھری امان اللہ لک : اگر گورنمنٹ کو کوئی financial loss نہیں ہوتا تو جب سے یہ محکمہ قائم ہوا ہے اور یہی دستور اور قانون چلا آ رہا ہے تو اس تبدیلی کے کیا محرکات اور وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم : جی ہاں - 1970 میں جب ٹیچرز کی pay revision ہوئی ، تو اس وقت کچھ لوگوں کی pay revise کر دی گئی اور باقی لوگ جن کو یہ سمجھا گیا کہ وہ ٹیچر نہیں ، اُن کی pay revise نہ کی گئی ، تو اس وجہ سے جون 1970 کی pay revision کے بعد یہ تبدیلی واقع ہوئی - اب فاضل رکن کا یہاں تک کہنا بالکل بجا ہے کہ اس میں کوئی financial implications نہیں ہیں - حکومت کے زیادہ خرچ نہیں ہوتے - اگر ویسے teaching declare کر دیا جاوے یا non-teaching ہو ، لیکن یہ کہ حکومت کے Finance کا محکمہ اور S & GAD کو یہ بھی حق ہے اور اُن کا یہ کام ہے اور اُن کے فرائض منصبی میں یہ شامل ہے کہ وہ یہ determine کریں کہ آیا فلاں Post کس نوعیت کی ہے - انھوں نے محکمانہ امتحانات کے رجسٹرار کی پوسٹ کو teaching post declare نہیں کیا - بلکہ ایڈمنسٹریٹو پوسٹ قرار دیا ہے - جس طرح رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کا ہے - انجینئرنگ

یونیورسٹی کا ہے - سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ کے رجسٹرار ہیں ، وہ بھی سب ایڈمنسٹریٹو پوسٹس ہیں - تو اس لیے یہ کوئی بات عقل سے بعید نہیں ہے - محکمۂ فنانس نے جو فیصلہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی غلط فیصلہ نہیں ہے -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ موجودہ لگے ہوئے لوگوں سے قبل فنانس ڈیپارٹمنٹ والے teaching side سے ٹیچر لینا کیوں پسند کرتے تھے ؟

وزیر تعلیم : فاضل رکن یہ ٹھیک فرماتی ہیں؛ اس پوسٹ پر ہمیشہ teaching cadre کے لوگ تعینات رہے ہیں اور میں بھی چاہتا ہوں کہ ٹیچرز ہی اس پوسٹ پر تعینات رہیں - لیکن جب تجزیہ کیا گیا اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے باور کرایا گیا تو اس کے بعد معقول وجوہات نظر آئیں - وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار آف ایگزامینیشنز کی پوسٹ انتظامی نوعیت کی ہے - لیکن جناب والا جو رجسٹرار پی - ٹی - سی اور سی - ٹی کے امتحانوں کا ہے وہ بھی ایک انتظامیہ پوسٹ سے تعلق رکھتا ہے -

سردار صغیر احمد : کیا فاضل وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ محکمۂ تعلیم محکمہ فنانس کے فیصلے کا پابند ہے - میں دریافت کرتا ہوں کہ جب محکمۂ خزانہ کی طرف سے جو رقوم محکمۂ تعلیم کو دی جاتی ہیں تو اس کے بعد محکمۂ تعلیم کی جس طرح صوبائی خود مختاری ہوتی ہے اس کی اسی طریق پر محکمانہ خود مختاری نہیں ہے ؟

وزیر تعلیم : انتظامی محکمہ بھی ہوتا ہے جو ایڈمنسٹریشن کرتا ہے لیکن جہاں تک اس محکمہ کے رولز بنانے اور پوسٹوں کے پیدا کرنے کا سوال ہے تو یہ کام فنانس ڈیپارٹمنٹ والے اور ایس - اینڈ - جی - اے - ڈی مشترکہ طور پر کرتے ہیں -

سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر تعلیم بیان فرمائیں گے کہ جو قواعد و ضوابط اس سلسلے میں موجود ہیں کیا ان سے انحراف کرنا وزیر تعلیم

کے اختیار میں ہے - جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ قواعد و ضوابط کی پابندی کرنے سے کوئی حرج نہیں ہوتا بلکہ اس سے افادیت بڑھتی ہے - تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے محکمہ فنانس کی بات مان لی ہے جبکہ یہ چیز ان کے اپنے اختیار میں ہے اور انہوں نے پریس کیوں نہیں کیا ؟

وزیر تعلیم : میں نے عرض کیا کہ میں نے تین چار مرتبہ درخواست کی - آپ جواب کے حصہ (ج) کو ملاحظہ فرمائیں - ہم نے محکمہ فنانس سے تین چار مرتبہ بات کی ہے لیکن اگر ان کی طرف سے کوئی معقول بات ہو تو اس کو مان لینا چاہیے - میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جواب کافی معقول ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! لیکن اس میں کیا معقولیت ہے کہ ایک کوالیفائیڈ آدمی کو نہ لیا جائے اور عام قسم کے لوگ اس پوسٹ پر لگائے جائیں - میں پوچھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کس طرح سے آپ کو باور کرایا گیا ہے -

وزیر تعلیم : فاضل رکن کو شائد میں ٹھیک طرح سمجھا نہیں سکا ہوں - کی بھرتی کے لیے جو کوالیفیکیشن تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - جو ان کوالیفیکیشن درکار ہے اس میں .P.Ed شامل ہے تو اس لیے تربیت یافتہ ٹیچرز کو نہیں لیا جائے گا - اب جو پوسٹ ڈیکلیر کی گئی ہے وہ انتظامیہ سے تعلق رکھتی ہے - مثال کے طور پر رجسٹرار آف ایگزامینیشنز و دیگر بڑے افسران جو یونیورسٹی یا بورڈ میں تعینات ہیں ان کی پوسٹیں انتظامی نوعیت کی ہیں اور ان افسران نے اکثر پبلک ایڈمنسٹریشن یا دیگر اس قسم کے کورس کیے ہوئے ہیں - مطلوبہ کوالیفیکیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی - صرف پوسٹ کا نام تبدیل کیا گیا ہے teaching post نہیں ہوگی بلکہ ایک انتظامیہ پوسٹ ہوگی -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! - - -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس پر اب کافی بحث ہو چکی ہے مزید سوالات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : اس طرح عورتوں کا بھی حق مارا جا رہا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ پوسٹ B.Ed. کی ہے -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : سکالر شپ آفیسرز بھی پہلے teaching staff سے لیتے تھے لیکن اب کلریکل سٹاف سے لینے شروع کر دیے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے ؟

وزیر تعلیم : ہم اس مسئلے پر بھی غور کر لیں گے -

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جناب والا ! مسئلہ تو ڈاکٹر صاحب نے صاف کر دیا ہے - جو کلریکل پوسٹیں ہیں ان پر بھی انسان کام کرتے ہیں - ان کا بھی ایک کوٹا ہوتا ہے - جب ان کی ترقی کے لیے یہ بات طے ہے کہ وہ ہمیشہ ترقی پا کر اس مقام پر پہنچیں گے تو اگر کسی دوسرے cadre سے لوگ ترقی پا کر وہاں آتے ہیں تو اسی طرح ان کا حق مجروح ہوتا ہے - اس لیے ہمارا فرض ہے کہ جس کاڈر میں وہ پوسٹ رکھی گئی ہے اسی سے ترقی پا کر وہ لوگ وہاں آئیں - البتہ فاضل دوستوں کو اگر یہ مغالطہ ہے کہ ٹیچرز زیادہ کوالیفائیڈ ہوتے ہیں اس لیے ان کو لگایا جائے تو یہ نہیں ہو سکتا - اگر یونیورسٹی میں کوئی انجینئرنگ کا کام ہے مرمت کا کام ہے تو اس کے لیے تو فنی مہارت درکار ہوتی ہے - اس صورت میں اگر آپ کہیں کہ ٹیچر کو وہاں لگا دیا جائے تو یہ ممکن نہیں - البتہ جس آدمی کو بھی اس جگہہ پر لگایا جائے گا اس کے لیے جو شرائط ہیں اور جو کوالیفیکیشن متعین کی گئی ہیں جب تک وہ پوری نہیں کی جائیں گی اس وقت تک وہ نہیں لگایا جا سکتا - ہر تعلیمی ادارے میں دو کاڈر ہوتے ہیں - ایک ٹیچنگ پوسٹوں کا ہوتا ہے اور ایک انتظامیہ - جناب والا ! بعض پوسٹیں ایسی ہوتی ہیں جن پر ٹیچنگ کاڈر میں سے اس کو ترقی دے کر لگایا جاتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ جو انتظامیہ سے تعلق رکھتی ہیں اور اس سائیڈ سے لوگوں کو ترقی دے کر ان پوسٹوں پر لگایا جاتا ہے - اور بعض پوسٹیں ایسی ہوتی ہیں جن پر ٹیچنگ کاڈر ہی میں سے لوگوں کو ترقی دے کر لگایا جاتا ہے - اب اگر ٹیچر کی کوئی جگہہ خالی ہوئی اور اس کو وہاں انتظامیہ

میں لگا دیا جائے تو کل یہ بھی مثال بن سکتی ہے کہ انتظامیہ سائیڈ سے اٹھا کر کچھ لوگوں کو وہاں پر یعنی ٹیچنگ سائیڈ پر لگایا جا سکتا ہے - یہ ہو سکتا ہے کہ جو آدمی انتظامیہ سائیڈ پر کام کر رہا ہو اس کے پاس بہت اچھی ڈگری ہو ، وہ ایم - اے پاس ہو ، وہ ڈگری رکھتا ہو اس کو کہیں گے کہ آپ جا کر پرنسپل لگ جائیں پھر اس پر ٹیچرز کو اعتراض ہو سکتا ہے - اس لیے ہم تو چاہتے ہیں کہ کسی کو اعتراض نہ ہو- جس کاڈر میں پروموشن ممکن ہوگی اسی کاڈر کے لوگوں کو پروموشن دی جائے گی - یہ اصول ہے جس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور میں سمجھتا کہ ایوان کے اراکین کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ جتنے بھی طبقات ہیں جو بھی سروسز ہیں ان سب کے حقوق کی نگہداشت ہم کریں اور کسی کو کسی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے یا ان کو غصب کرنے کی اجازت یا موقع نہ دیں - جناب والا ! جہاں تک حقوق کا تعلق ہے وہ وہاں ختم ہو جاتے ہیں جہاں دوسروں کے حقوق شروع ہو جاتے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس پر کافی بحث ہو چکی ہے -

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے - رامے صاحب کی بات کچھ اور قسم کی ہے - اس کی logic کچھ اور ہے - میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس معاملے کی طرف خاصی توجہ دینی چاہیے - کیونکہ امتحانوں کا طریقہ کار بھی ٹھیک نہیں ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح قوم کے مستقبل پر اثرانداز ہو رہا ہے - اور طریقہ امتحانات میں ہم پہلے ہی ناکام ہو چکے ہیں - جناب والا ! وزیر خزانہ صاحب کو موقعہ دیں کہ وہ اس پر نظرثانی فرمائیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرے فاضل دوست کو پتہ نہیں ہے - وہ اصرار کر رہے ہیں کسی کا حق نہیں مارا جا سکتا جس کا حق ہے اس کو ضرور ملے گا - یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کا حق آپ چھین کر دوسرے کو دے دیں - ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی داد رسی کرنے کی بجائے اس کو سائل یا فریادی بنا دیں - ایسا یہ نہیں ہو سکے گا - کلریکل سٹاف بھی انسان ہیں ٹیچرز بھی انسان

ہیں ان دونوں نے ترقی کرنی ہے ۔ ان کی ترقی کے مواقع ہم نے بڑھانے ہیں ۔ ہم ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر رہے ہیں اور ہم ان کو سہولتیں دے رہے ہیں ۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایڈمنسٹریشن سائیڈ پر کوئی غریب آدمی اگر پھنس گیا ہے تو اس کی ترقی نہ ہو ۔ فاضل رکن یہ خیال نہ کریں کہ ہمیں ٹیچرز کی ترقی کا کوئی خیال نہیں ہے ۔ ایسی بات بالکل نہیں ہے ۔ ہم بجا طور پر یہ چاہتے ہیں کہ ٹیچرز کو بہتر تنخواہ اور ترقی کے مواقع دیے جائیں تاکہ بہتر طریقہ سے وہ اپنا کام کر سکیں ۔ ہم ٹیچروں کی مزید بہتری کا بندو بست کر رہے ہیں ۔ ان کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں ۔ ان کو رہائشی سہولتیں دی جا رہی ہیں ۔ کنوئینس الاؤنس بھی ان کو دیا جا رہا ہے اور جو اس حکومت نے ٹیچرز کے لیے کیا ہے وہ پچھلے 25 / 26 سال میں ان کے لیے نہیں کیا گیا ۔

محکمہ تعلیم میں ڈپٹی ڈائریکٹر (سکولز) کی تعیناتی کے لیے شرائط

*3622 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ تعلیم میں ڈپٹی ڈائریکٹر (سکولز) کی آسامی پر تعیناتی کے لیے کیا شرائط ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی ریجن میں اعجاز علی شاہ کی تقرری ان قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں ہوئی ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر ڈسٹرکٹ کونسل کی ملازمت سے سرکاری ملازمت میں آئے اور متعلقہ آرڈیننس کی رو سے ان کی سرکاری ملازمت 1-6-1970 سے شروع ہوئی ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ آفسر کی تعیناتی سے قواعد خلاف ورزی کے علاوہ مستحق افراد کی حق تلفی بھی ہوئی ہے ۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس غیر قانونی تعیناتی

کی کیا وجہ ہے اور اس غیر قانونی اقدام کے سلسلے میں حکومت متعلقہ آفسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) عام طور پر درجہ اول سینئر آفسر اس آسامی پر تعینات کیے جاتے ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ سید اعجاز علی شاہ کی تقرری ان کی سینیارٹی کی بنا پر کی گئی ہے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکولوں کو یکم جون 1970ء سے صوبائی حکومت کی تحویل میں لیا گیا ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ سید اعجاز علی شاہ کی سرکاری ملازمت اسی دن سے شروع ہوتی ہے ۔ The West Pakistan Local Councils High Schools (Taking over) Ordinance, 1970 کے قاعدہ (ب) کی رو سے ڈسٹرکٹ کونسل کی ملازمت کا عرصہ سرکاری ملازمت میں شمار کیا جاتا ہے اور اس آرڈیننس کے تحت ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکولوں کے تمام ہیڈ ماسٹروں کو ملازمت کا تحفظ حاصل ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ اس تعیناتی سے کسی دوسرے افسر کی حق تلفی نہیں ہوئی ۔ سابقہ حکومت مغربی پاکستان کی قائم کردہ اعلیٰ اختیارات والی کمیٹی کی ہدایت کے مطابق یکم جون ۱۹۷۰ء یا اس کے بعد منظور کی جانے والی درجہ اول کی تمام آسامیاں گورنمنٹ ہائی سکول اور ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں میں برابر تقسیم کی جاتی ہیں ۔ یکم جون 1970ء کے بعد درجہ اول (سینئر) میں صرف دو آسامیاں ڈپٹی ڈائریکٹر (P. S.) منظور کی گئیں ، ان میں سے ایک پر ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکولوں کے سب سے سینئر ہیڈ ماسٹر سید اعجاز علی شاہ کی تقرری کی گئی ۔ اور دوسری پر ملک محمد نواز جو کہ گورنمنٹ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں میں سینئر ہیں مقرر کئے گئے ۔

(ھ) مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر اس بات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

---

پنجابی زبان و ادب کے فروغ کے لیے گرانٹ

*3763 - مسٹر ناصر علی خان بلوچ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں پنجابی زبان و ادب کے فروغ کے لیے کچھ ادبی تنظیموں کو سالانہ گرانٹ دے رہی ہے - اگر ایسا ہے تو یہ گرانٹ کتنی ہے اور اب تک ان میں سے ہر ایک کو کل کتنی رقم مل چکی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں -

(ب) 74-1973ء کی منظور شدہ گرانٹ یہ ہے -

1 - پنجابی ادبی اکیڈمی	10,000
2 - پنجابی ادبی لیگ	
سالانہ	10,000
خاص گرانٹ	10,000

اب تک پنجابی ادبی اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور کو 2,51,000 اور پنجابی ادبی لیگ ایبٹ روڈ لاہور کو 1,42,500 روپیہ گرانٹ مل چکی ہے -

---

پنجابی زبان کی تدریس

*3764 - مسٹر ناصر علی خان بلوچ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک صوبہ میں سکول اور کالج کی سطح پر پنجابی زبان کی تدریس کے لیے مؤثر اقدامات نہیں کیے ہیں -

(ب) صوبہ میں ان سکولوں اور کالجوں کی تعداد کیا ہے جن میں اب تک پنجابی کے شعبے قائم کئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں کسی سکول میں پنجابی زبان کی تدریس نہیں ہوتی ہے ۔ صرف گورنمنٹ کالج لاہور میں اس کے لیے مناسب انتظامات کئے جا چکے ہیں جہاں 1971ء سے پنجابی مضمون کی تدریس جاری ہے ۔

(ب) صرف ایک (گورنمنٹ کالج لاہور) ۔

پرائمری سکول بمعہ موضع کرم علی والا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کی تعمیر

*3770 ۔ **سید دیوان غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری سکول بمعہ موضع کرم علی والا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کی تعمیر کے لیے اراضی

واقع خسرہ نمبر $\frac{37}{14-7}$ رقبہ ۸ کنال واقع موضع علی والا

(زیر سکیم اشتمال اراضی) علاقے کے زمینداروں نے مختص کر دی ہوئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ بحوالہ انتقال نمبر 19 منفصلہ 69-1-8-5 محکمہ تعلیم کے قبضہ میں ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول مذکور کے لیے گرانٹ مبلغ 6 ہزار

روپیہ منظور ہو چکی ہے - اگر ایسا ہے تو اس سکول کی عمارت کی تعمیر کا کام ابھی تک شروع نہ کرنے کی وجہ کیا ہے -

(د) اگر جزوہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اراضی پر پرائمری سکول کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے- اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک مکمل ہو گا -

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں -

(ج) جی نہیں -

(د) ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ملتان ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل کے سامنے یہ مسئلہ پیش کر رہے ہیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا ! اس سکول کے لیے چونکہ زیادہ عرصہ پانچ سال سے محکمۂ تعلیم میں منتقل کر دیا گیا ہے تو کیا حکومت ضلعی کونسل کو توجہ دلائے گی کہ وہ اس سکول کی حق رسی کریں - یہ معاملہ عرصہ پانچ سال سے لٹکا ہوا ہے ؟

وزیر تعلیم - ہم پہلے ہی اس پر زور دے رہے ہیں -

گورنمنٹ مڈل سکول قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*3909 - **دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر تعلیم میرے سوال نمبر 1794 کے جواب کے حوالے سے جو ایوان میں 15-3-1973 دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت نے ترقیاتی پروگرام 74-1973 کے تحت گورنمنٹ مڈل سکول قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کو ہائی کا درجہ دینے

پر غور فرمایا ہے اور کیا متذکرہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لیے سال 1973-74 میں مناسب اقدام کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : گورنمنٹ مڈل سکول قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کو ترقیاتی پروگرام 74-73 1 کے تحت ہائی کا درجہ دینے کی منظوری ہو چکی ہے اور یہ سکول نئے تعلیمی سال یعنی یکم مئی 1974 سے بطور ہائی سکول کام کرنا شروع کر دے گا۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس پسماندہ علاقے کے ایک اہم مطالبہ کو پورا کر دیا ہے ۔ حکومت اس کے لیے مبارک باد کی مستحق ہے ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جلال پور پیر والہ کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*3917 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 64 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 25 جولائی 1972 کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جلالپور پیر والا گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے پر غور کیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں کیا فیصلہ کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جلالپور پیروالا کو سال رواں کے ترقیاتی پروگرام میں ہائی کا درجہ دینے کی منظوری ہو چکی ہے اور یہ سکول نئے تعلیمی سال یعنی یکم مئی 1974 سے بطور ہائی سکول کام کرنا شروع کر دے گا۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : شکریہ ۔

مڈل سکول دھمتھل ، پرائمری سکول دھبلی والا اور مڈل سکول مدد والا تحصیل نارووال کا معائنہ

*3949 ۔ صوفی نذر محمد ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا سال 1973ء میں مڈل سکول دھمتھل پرائمری سکول دھبلی والا اور مڈل سکول مدد والا تحصیل نارووال کا معائنہ کسی معزز رکن صوبائی اسمبلی نے کیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سلسلے میں کوئی معائنہ رپورٹ دی گئی اور اس معائنہ رپورٹ پر کیا کارروائی کی گئی ۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ ان تینوں مدارس کا معائنہ ایک معزز رکن اسمبلی نے کیا تھا ۔

(ب) دیر سے آنے والے اساتذہ کو تنبیہ کر دی گئی ہے اور غیر حاضر اساتذہ میں سے ایک کا تبادلہ شکایتاً کر دیا گیا ہے ۔ ایک سکول کے اساتذہ سے تعطیلات موسم گرما کے بعد بازپرس کی جائے گی ۔

صوفی نذر محمد ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ غیرحاضر اساتذہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ؟

وزیر تعلیم ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں اور اساتذہ موجود نہیں تھے ۔ جب آپ نے معائنہ کیا اور شکایت کی تو ان کے خلاف کارروائی شروع کر دی گئی ہے ۔ جب کارروائی مکمل ہو جائے گی تو آپ کو اطلاع دے دی جائے گی ۔

تحصیل نارووال میں پرائمری سکولوں کا قیام

*3950 ۔ صوفی نذر محمد ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) 1973-74 میں تحصیل نارووال میں کتنے نئے پرائمری سکول کھولے گئے اور کتنے سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ ہے۔ طلباء و طالبات کے سکولوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ تحصیل صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے لیے دو حلقوں میں منقسم ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا دونوں حلقوں میں نئے سکول اور درجہ بڑھانے والے سکولوں کی تعداد یکساں ہے۔ اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ متعلقہ حلقوں کے ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کی سفارشات پر نئے سکولوں کا اجراء کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 1973-74ء میں تحصیل نارووال میں قائم ہونے والے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد (الگ الگ برائے طلباء و طالبات) مندرجہ ذیل ہے :

	پرائمری	مڈل	ہائی
طلباء کے لیے	5	2	1
طالبات کے لیے	8	1	1

(ب) یہ امر ضلعی تعلیمی کونسل کے اراکین کے علم میں تھا اور مقامات کا تعین کرتے وقت اور امور کے علاوہ یہ امر بھی ملحوظ رہا ہے۔

(ج) جی ہاں۔

موضع واسو ضلع گجرات میں پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینا

*3959 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع واسو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات 20 ہزار افراد پر مشتمل ایک بہت بڑا قصبہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ قصبہ میں کوئی مڈل سکول نہیں جس کی وجہ سے طلباء کو حصول تعلیم کے لیے منڈی بہاؤالدین جانا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ کے پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مردم شماری 1971ء کے اعداد و شمار میسر نہیں ہیں ۔ البتہ اس آبادی کا عام تخمینہ 10 ہزار کے لگ بھگ ہے ۔

(ب) اس موضع سے ایک میل کے فاصلہ پر موضع بولانی میں مڈل سکول موجود ہے اور منڈی بہاؤالدین میں ہائی سکول ہے جس کا فاصلہ قریباً دو میل ہے ۔

(ج) اس مدرسہ کے درجہ کو بڑھانے کا مسئلہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن انسپکٹر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل میں پیش کر رہے ہیں ۔

موضع واسو ضلع گجرات میں طالبات کے پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینا

*3557 ۔ چودھری لال خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع واسو تحصیل پھالیہ 20 ہزار نفوس پر مشتمل ایک بہت بڑا قصبہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ قصبہ میں طالبات کے لیے کوئی مڈل سکول نہیں جس کی وجہ سے والدین مجبوراً اپنی جوان بچیوں کو منڈی بہاؤالدین حصول تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ میں طالبات کے موجودہ پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ آبادی کم و بیش پندرہ ہزار ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) قبل ازیں کوئی تحریک نہیں ہوئی ، اب یہ کیس ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

تحصیل وہاڑی میں سکولوں کا اجراء

*3971 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس سال تحصیل وہاڑی میں کتنے ہائی سکول ، کتنے مڈل سکول اور کتنے پرائمری سکول کھولنے کی منظوری دی گئی ہے ۔

(ب) تحصیل وہاڑی میں نئے کھولے جانے والے اور درجہ بڑھائے جانے والے سکولوں کے نام کیا ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں یا ہوں گے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اس سال تحصیل وہاڑی میں دو مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ اور تین پرائمری کو مڈل کا درجہ دینے کی منظوری دی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ 12 نئے پرائمری سکول کھولنے کی منظوری دی گئی تھی ۔ جو بوجہ سیلاب واپس لے لی گئی ہے ۔

(ب) تحصیل وہاڑی میں ذیل مقامات پر درجہ بڑھائے گئے مڈل اور ہائی سکول واقع ہیں ۔

پرائمری تا مڈل سکول		مڈل سکول تا ہائی سکول
1 ۔ چک نمبر 160 ای ۔ بی 2 ۔ چک نمبر 515 / ای ۔ بی	برائے طلباء	1 ۔ چک نمبر 65 / ڈبلیو ۔ بی برائے طلباء ۔
3 ۔ چک نمبر 166 / ای ۔ بی	برائے طالبات	2 ۔ چک نمبر 537 / ڈبلیو ۔ بی برائے طالبات ۔

مندرجہ ذیل مقامات پر تحصیل وہاڑی میں نئے پرائمری سکول کھولنے کی منظوری دی گئی ہے :۔

برائے طلباء	برائے طالبات
1 ۔ مجاہد کالونی	1 ۔ چک نمبر 511 / ای ۔ بی ۔
2 ۔ چک نمبر 503 / ای ۔ بی ۔	2 ۔ چک نمبر 331 / ای ۔ بی ۔
3 ۔ چک نمبر 58 / ڈبلیو ۔ بی ۔	3 ۔ چک نمبر 36 / ڈبلیو ۔ بی ۔

4 ۔ چک نمبر 158/ای ۔ بی ۔
5 ۔ چک نمبر 91/ڈبلیو ۔ بی ۔
4 ۔ چک نمبر 445/ای ۔ بی ۔
5 ۔ چک نمبر 51/کے ۔ بی ۔
6 ۔ چک نمبر 159/ڈبلیو ۔ بی ۔
7 ۔ چک نمبر 45/کے ۔ بی ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ صرف پرائمری سکولوں کی منظوری واپس لی گئی ہے یا تمام سکولوں کی ؟

وزیر تعلیم : صرف پرائمری سکولوں کے کھولنے کی منظوری واپس لی گئی ہے ؟

پرائمری اسلامیہ مدرسۃالبنات سکول گجرات کی عمارت کے مالک کو کرایہ کی ادائیگی

*3982 ۔ **مسٹر محمد حنیف لارو :** کیا وزیر تعلیم نشان زدہ سوال نمبر 3347 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ 14-6-1973 کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صرف لاہور شہر کے قومیائے گئے سکولوں کی عمارتوں کے مالکان کو 50 فیصد کے حساب سے کرائے کی ادائیگی ہوئی ہے اور صوبے کے دوسرے شہروں میں یہ پالیسی اختیار نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گجرات شہر میں پرائمری اسلامیہ مدرسۃالبنات (عقب رام پیاری محل) جو کہ ایک پرائیویٹ عمارت میں قائم تھا کو بھی سرکاری تحویل میں لیا گیا ہے لیکن اس سکول کے مالک کو آج تک کرایہ ادا نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنی پالیسی سب شہروں کے لیے یکساں کرتے ہوئے مذکورہ سکول کی عمارت کے مالک کو 50 فیصد کے حساب سے کرایہ ادا کرنے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ لاہور شہر کے علاوہ لاہور ڈویژن ۔ ملتان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن میں قومیائے سکولوں کی عمارتوں کے مالکان کو 50 فیصد کے حساب سے کرایہ کی ادائیگی کی جا چکی ہے ۔ راولپنڈی ریجن میں راولپنڈی ڈویژن اور سرگودھا ڈویژن میں 100 فی صد کرایہ کی ادائیگی کر دی گئی ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ گجرات شہر میں پرائمری اسلامیہ مدرسۃالبنات کو سرکاری تحویل میں لیا گیا ہے ۔ لیکن اس سکول کے متعلق حکومت کے پاس کرایہ کے سلسلہ میں مالک مکان نے 14 ستمبر 1973ء کو حلقی دفتر میں مطالبہ پہلی مرتبہ پیش کیا اور ان پر عمل ہو رہا ہے ۔

(ج) صوبہ بھر میں مروجہ پالیسی کے تحت پرائمری اسلامیہ مدرسۃالبنات کے متعلق کرایہ کا مطالبہ کیا جاوے گا ۔ حکومت کرایہ کی ادائیگی کر دے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ بہاولپور ڈویژن میں آپ نے 50 فیصد کرایہ کیوں رکھا ہے جبکہ باقیوں کے لیے آپ نے سو فیصد رکھا ہے ؟

وزیر تعلیم : یہ کرایہ رکھا نہیں ہے بلکہ وہاں پر ایسا تھا کہ محکمہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی نے assessment کرنی تھی ۔ اسے assessment کرنے میں کافی دیر ہو رہی تھی ۔ ہم نے یہ اصول بنایا کہ جہاں پر ابھی assessment نہیں

ہوئی وہاں 50 فیصد کرایہ دے دیا جائے اور جونہی assessment مکمل ہو ان کو سو فیصد کرایہ دے دیا جائے۔

(At this stage, Mr. Speaker took the chair.)

سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو نئے قومی پے سکیلوں کے تحت تنخواہوں کی ادائیگی

*3983۔ مسٹر محمد حنیف نارو : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو ابھی تک نئے قومی پے سکیلوں کے مطابق تنخواہیں نہیں مل رہیں جب کہ دوسرے سرکاری محکموں کے عملے کو مذکورہ پے سکیل دے جا چکے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور مذکورہ اساتذہ کو نئے قومی پے سکیلوں کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی کب تک شروع کر دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں۔ نیشنل پے سکیل سرکاری سکولوں کے اساتذہ کے لیے از 1-3-1973 منظور کیے گئے ہیں اور اس تاریخ کے بعد چار ماہ کے عرصے میں مذکورہ سرکاری ملازمین نے ان نئے سکیلوں کے بارے میں اپنی مرضی سے option دینی ہے۔ جو ملازمین نئے سکیلوں کی option دیں گے انہیں یہ سکیل از خود اس میعاد کے بعد لاگو ہو جائیں گے۔ لہذا اس درمیانی عرصہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اساتذہ کو ان سکیلوں کے مطابق تنخواہیں نہیں مل رہیں بلکہ یہ ان کے اپنے اختیار کی بات ہے۔

(ب) ضرورت نہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اساتذہ ایک غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انہیں قومی بے سکیل دینے پر غور کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اساتذہ کو پہلے ہی قومی بے سکیل دیا جا رہا ہے اور وہ تمام سہولتیں دی جا رہی ہیں جو اس حکومت سے پہلے انہیں نہیں ملتی تھیں لیکن انہیں اب میسر ہیں ۔ مثلاً بہتر سواری ، بہتر کرایہ مکان وغیرہ ۔

Mr. Speaker : Now, the leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر احمد بخش تھیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احمد بخش تھیم ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 3 ، 4 ، 5 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ مہربانی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے معرفت میاں خورشید انور ایم ۔ پی ۔ اے موصول ہوئی ہے :۔

I am requested by Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, MPA, that I should request the Assembly to grant him leave of absence from 5-11-1973 to 20-11-1973. I am accordingly sending this application for the approval of the House and grant of leave for the said period to Makhdumzada Syed Hasan Mahmud, MPA.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سردار محمد اقبال خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سردار محمد اقبال خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

مجھے بروقت آپ کے دفتر سے اطلاع نہیں ملی اس لیے میں لوکل گورنمنٹ کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ 23 اکتوبر 1973ء میں شریک نہیں ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سردار محمد اقبال خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سردار محمد اقبال خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں بوجہ بیماری 6 اگست 1973ء کو میٹنگ لوکل

گورنمنٹ میں شرکت نہیں کر سکا۔ مہربانی فرما کر
رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سردار محمد اقبال خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سردار محمد اقبال خان صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں گذشتہ اجلاس میں 25 اور 26 ستمبر ۱۹۷۳ء کو
بوجہ بیماری شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی فرما کر
رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend sittings of the Assembly on 4th and 5th of October, 1973 as I had to go to Islamabad in connection with an urgent work. Kindly request the House to grant me leave for the said days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیئر چودھری صاحب داد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بریگیڈیئر چودھری صاحب داد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I could not attend the meetings of the Standing Committee on Home Affairs on 4th October and 10th October, 1973. Leave of the Assembly for the said dates may be obtained.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Ref your let sixteenth October . unable to attend . kindly grant leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ سردار عطا محمد خان

لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I have been recalled to the Revenue Committee Meeting on 2nd November 1973. There are pressing duties to perform in my constituency in connection with the People Works Projects. I may kindly be granted leave of absence from 5th to 9th November, 1973.

Thanking you in anticipation.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ سردار محمود خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمود خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I have been ill with Tonsilitis and bad chest. I shall be obliged if I am granted leave from 21st September to 7th October 1973 by the Assembly.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

سائل کی آنکھوں میں شدید تکلیف ہے جس کی وجہ سے سائل کو اپریشن کرانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ لہذا سائل 5 نومبر 1973ء کے شروع ہونے والے

اجلاس میں شرکت کرنے سے معذور ہے۔ اندریں حالات گذارش ہے کہ سائل کی رخصت تا شفایابی منظور فرمائی جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صادق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گذارش ہے کہ مجھے آج ہی آپ کی چٹھی موصول ہوئی ہے۔ میں تقریباً ڈیڑھ ماہ سے ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے چل پھر نہیں سکتا۔ اب PAF ہسپتال سرگودھا میں زیر علاج ہوں۔ اس لیے 13-10-1973 صبح نو بجے جو ایگریکلچرل کمیٹی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مجھے رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:—

1310 A 7 Takhtbhai 8.20 Secy. Provincial

Assembly Lahore . Ref . yourlet Fifth Instant . unable to attend meeting . Kindly Grant me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جنوری 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جنوری 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ آراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1973ء تک توسیع کی جاوے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جاوے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (دعویدار کو ان کے استحقاق سے زاید آراضی کی فروخت) پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (دعویدار کو ان کے استحقاق سے زاید آراضی کی فروخت) پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1972ء) کے بارہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطگی ناجائز دولت و جائداد پنجاب 1972ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطگی ناجائز دولت و جائداد پنجاب 1972ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی

رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 مارچ 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 مارچ 1974 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری

مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 12 بابت ۱۹۷۳)
کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ
پیش کرنے کی مدت میں 30 مارچ 1973ء تک توسیع
کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) ہنگامی قانون برقراری
امن عامہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون
نمبر 62 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
28 مارچ 1974 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) ہنگامی قانون برقراری
امن عامہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون
نمبر 62 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 28 مارچ
1974ء تک توسیع کی جائے ۔

تحاریک التوائے کار

Mr. Speaker : Now we go on to adjournment motions.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی وقفہ جائے کے لیے آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لیے آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل کی ایک تحریک استحقاق ہے ، اس پر میں کل فیصلہ دوں گا - کیا وہ موجود ہیں ؟

میاں منظور احمد موہل : جی میں موجود ہوں -

حافظ علی اسداللہ : جناب والا ! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے -

مسٹر سپیکر : اس پر بھی میں کل فیصلہ دوں گا -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ معلوم فرما لیں کہ آیا وہ درست ہیں تاکہ کل آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو -

---

لاہور میں مہنگائی اور اسرائیل کے جارحانہ حملے کے خلاف سرکاری دفاتر اور ریلوے ورکشاپوں کے ملازمین کے جلسے کو پولیس کا درہم برہم کرنا

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور 14 اکتوبر کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں پولیس نے سرکاری ملازمین جن میں سرکاری دفاتر اور ریلوے ورکشاپوں کے ملازمین شامل تھے ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور اسرائیل کے جارحانہ حملے کے خلاف جلسے جلوس نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے کو ناکام بنا دیا - جلسہ گاہ میں پولیس نے داخل ہو کر لاؤڈ سپیکر کی تاریں کاٹ دیں اور جلسہ درہم برہم کر دیا - پولیس کے

اس جارحانہ فعل سے عوام اور سرکاری ملازمین میں سخت اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اسی سلسلہ میں میری بھی ایک تحریک التوا نمبر 45 ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اگر جناب والا ! دونوں ایک ہی نوعیت کی ہیں تو ان کو ایک ساتھ لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ دونوں علیحدہ علیحدہ خبروں کے متعلق ہیں ۔ یہ ۱۳ اکتوبر کی ہے اور وہ 16 اکتوبر کی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : واقعات ایک ہی قسم کے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : لیکن ریفرنس مختلف ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری بھی ایک تحریک التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا نمبر کیا ہے ؟

سید تابش الوری : اس کا نمبر مجھے نہیں بتایا گیا ۔

مسٹر سپیکر : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریک التوا ابھی تک میرے پاس پہنچی نہیں ۔

وزیر اعلیٰ (ملک معراج خالد) **:** جناب والا ! تحقیق کرائی گئی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ جلوس اور جلسہ اس وقت کیا جا رہا تھا جب کہ عوام کے دلوں میں عرب اسرائیل کی جنگ کے بارے میں کافی غم و غصہ کی لہر موجود تھی ۔ دلوں میں سخت بے چینی اور پریشانی تھی لیکن اس کے باوجود عوام یہ نہیں چاہتے تھے کہ ملک کے اندر کسی جانب سے کوئی ایسی ہنگامے کی صورت اختیار کی جائے یا کوئی ایسے اقدام کیے جائیں تو اس لیے اس فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت جلسے کے اندر یا اس کے ارد گرد ضروری انتظامات کیے

گئے تاکہ نظم و نسق برقرار رہے تو اس حد تک تو پولیس مورد الزام ٹھہرائی جا سکتی ہے - باقی جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ قطعی طور پر نا درست ہیں - اس لیے یہ تحریک بھی ہر لحاظ سے نادرست ہے اور اس کا اس واقعہ کے ساتھ قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے اور پولیس نے کوئی زیادتی نہیں کی -

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! چیف منسٹر صاحب نے جن حقائق کی تردید فرمائی ہے وہ ہم نے سن لیا ہے لیکن انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ پولیس نے وہاں ناجائز طور پر زیادتی کی اور مداخلت بھی کی -

مسٹر سپیکر : انھوں نے بالکل نہیں کہا کہ پولیس نے کوئی ناجائز طور پر مداخلت کی ہے -

وزیر اعلیٰ : پولیس نے اس حد تک انتظامات کیے جو ان کے فرائض میں شامل تھے وہ یہ کہ پولیس والے چھوٹے موٹے جلسوں میں موجود ہوتے ہیں -

میاں خورشید انور : کیا ان کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ لاؤڈ سپیکروں کی تاریں کاٹ دیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! یہ کس حد تک وجہ جواز بن سکتی ہے کہ چونکہ عربوں اور اسرائیلیوں کی جنگ جاری ہے تو یہ لوگ مہنگائی کے خلاف جلوس نہیں نکال سکتے -

مسٹر سپیکر : وہ فرماتے ہیں کہ یہ الزامات غلط ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! جلسہ گاہ میں ان کو گرفتار کر لیا گیا -

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کے بیان کے پیش نظر اس تحریک کی اجازت نہیں دی جا سکتی -

---

اسسٹنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ملک ضیاء کے رویہ کے خلاف کیمپ جیل لاہور کے حوالاتیوں کی بھوک ہڑتال

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور مؤرخہ 6 اکتوبر 1973ء کی اطلاع کے مطابق کیمپ جیل کے 13 حوالاتیوں نے ایک اسسٹنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ملک ضیا کے رویہ کے خلاف بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق ملک ضیا نے اپنے سپاہیوں کے ذریعے ایک حوالاتی شاہد کو پٹوایا۔ جب دوسرے حوالاتیوں نے اس تشدد پر اعتراض کیا تو انھیں بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ حوالاتیوں نے اس بنا پر بھوک ہڑتال کر دی جو آج گیارھویں روز بھی جاری رہی جس سے بعض حوالاتیوں کی حالت غیر ہو گئی۔ اس واقعہ سے حوالاتیوں کے لواحقین اور عوام میں اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! مؤرخہ 8 ستمبر 1973ء کو وارڈن محمد اشرف سیل بلاک نمبر 10 میں نگران تھے اور اس میں شاہد اقبال حوالاتی تھے۔ اس نے سیل سے باہر آنے کی کوشش کی جس پر وارڈن نے اس کو روکا۔ اس کے بعد اس وقت حوالاتی جو تھے وہ وارڈن کے گلے پڑ گئے اور اس اثنا میں ان کے چند دوست اور مل گئے۔ انکوائری شروع ہوئی بلاک نمبر 40 میں۔ دریں اثنا حوالاتی اور قیدیوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا تو اس سلسلے میں انھوں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ پھر چند دنوں کے بعد انھوں نے غیر مشروط طور پر ہڑتال ختم کر دی۔ جناب والا ! میں اپنے فاضل رکن کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک قیدیوں کی اصلاح اور ان کی بہتری اور بہبود کا تعلق ہے ہماری عوامی حکومت نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ وہ ان کے لیے سب کچھ کرے گی جو ان کی اچھائی اور بہتری کے لیے کرنا چاہیے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کیا وہی سلوک کریں گے جو ملک محمد قاسم کے ساتھ روا رکھا گیا تھا ؟

وزیر جیل خانہ جات : ملک قاسم کے ساتھ جیل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ۔ جناب والا ! ہم قیدیوں کی بہبود کی خاطر جہاں تک ہو سکتا ہے کر رہے ہیں اور ہم نے ان کے لیے وہ بہتری کے اقدامات کیے ہیں جو اس سے پیشتر کسی حکومت نے ان کے لیے نہیں کیے ۔ جہاں تک ڈسپلن کا تعلق ہے وہ سب دوست اچھی طرح جانتے ہیں اور اس سلسلے میں میں یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ خواہ محکمہ جیل کا عملہ ہو ، خواہ وہ قیدی ہوں ۔ اگر قیدی کسی کی عزت لوٹ کر یا کسی کی جان لے کر جیل میں آئیں ۔ ۔ ۔ ۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! specific motion کے متعلق انہیں بتانا چاہیے تھا یہ تو جنرل پرنسپل پر بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ specific motion کے متعلق ہی بتا رہے ہیں کہ واقعہ ہوا تھا جس میں ایک حوالاتی نے اپنے ایک وارڈن کے گلے پڑنے کی کوشش کی اور یہ بھی کہا ہے کہ اس سلسلے میں انکوائری ہو رہی ہے ۔ اس لئے علیحدہ علیحدہ رکھا گیا ہے اور اس انکوائری کے سلسلے میں انہوں نے بھوک ہڑتال کی ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! انہوں نے غیر قانونی بات کی تھی اور اپنے آپ کو قانون سے بچانے کے لیے بھوک ہڑتال کی اور خود بخود غیر مشروط طور پر بھوک ہڑتال ختم کر دی ۔ جہاںتک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا تعلق ہے میں اپنے فاضل رکن کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ اس کی کسی جگہ پر کوئی بات نہیں ہے ۔ اس پر آپ کسی قسم کا جرم عائد نہیں کر سکتے ۔ پھر سال میں ان کی اطلاع کے لئے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ میں قیدیوں کے لئے سب کچھ کروں گا ۔ ان کے ساتھ کوئی ناجائز سلوک روا نہیں رکھا جائے گا اور ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب ۔ آپ اس تحریک التوا کو واپس لیتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : میں تحریک واپس لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : It stands withdrawn.

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایم ۔ اے کے امتحانات منعقدہ 1972ء کے نتائج کا اعلان کرنے میں تاخیر۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 18 اکتوبر 1973ء کی اطلاع کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کے حکام نے 1972ء میں منعقدہ ایم ۔ اے کے امتحانات کے نتائج کا آج تک اعلان نہیں کیا جس سے طلباء کے دوسرے قیمتی سال کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔ پنجاب یونیورسٹی کے حکام کی لاپروائی سے طلباء میں سخت اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ اسے pending کر دیں اور پھر کسی وقت take up کر لیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنی استطاعت اور استعداد کے مطابق سوچا ہے کہ جو کچھ آپ نے رولنگ فرمائی ہے "In view of the statement given by the minister" اگر تحریک التوا پر آپ کی رولنگ کو precedent بنا دیا جائے اور یہاں پر وزرا صاحبان حقائق کو غلط بیانی کے ساتھ مسخ کر کے اس ہاؤس کے اندر بیان کریں تو یہ ہمیشہ کے لئے بڑی مصیبت ہو جائے گی اور اس پر تمام تحاریک التوا غرق ہو جائیں گی ۔

Mr. Speaker : You may bring a privilege motion if the Minister has given a wrong information to the House.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ بات یہ ہے کہ ایک ممبر گورنمنٹ پر الزام عائد کرتا ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب آتا ہے ۔ آپ اس ممبر کے الزام کو صحیح نہیں سمجھتے اور اس کے جواب کو صحیح سمجھتے ہوئے اس پر رولنگ صادر فرما دیتے ہیں ، میں اس کو admit نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب تھوڑی سی اس میں کچھ غلط فہمی معلوم ہوتی ہے ۔ اگر کوئی فاضل ممبر اپنے ذاتی اطمینان کے بعد تحریک التوا دے پھر میں دونوں کے بیانات کو ایک جیسی اہمیت دیتا ہوں ۔ میرا probably فیصلہ ہوگا ممبر کے حق میں ہوگا ۔ یہاں دو یا تین تحریک التوا پیش ہوئی ہیں ۔ اس میں ممبر نے جو واقعات بیان کیے ہیں ان کی بابت براہ راست اپنے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں لی ہے ۔ اور جو واقعہ تحریک التوا میں درج ہوتا ہے اس کے متعلق اخبار پر انحصار کیا گیا ہے ۔ اگر اخبار کا ذکر نہ ہو اور کوئی فاضل رکن یہ کہے کہ وہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے ، پھر منسٹر کا بیان ایک ذاتی اطلاع کی بنا پر ہے تو پھر مجھے یہ دیکھنا ہوگا کہ مجھے کیا فیصلہ کرنا چاہیے ۔ ان تحاریک التوا میں ممبر صاحبان نے اپنی طرف سے کوئی واقعہ بیان نہیں کیا جس کو وہ کہہ سکیں کہ ہماری اطلاع کے مطابق درست ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ اس پر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جہاں تک وزرا صاحبان کی اطلاع کا تعلق ہے ان کی اطلاع بھی ذاتی نہیں ہوتی وہ اطلاع اپنے ماتحتوں سے منگواتے ہیں ۔ لیکن جن ماتحتوں پر الزام ہوتا ہے وہ کیسے اس الزام کو تسلیم کر سکتے ہیں ۔ suppose یہ کیا جاتا ہے کہ تحریک التوا دینے والے ممبر نے اپنی ذمہداری کے ساتھ اسے پیش کیا ہے تا کہ on the floor of the House اس کو discuss کیا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ اگر اس میں ایک ایسا فقرہ بھی ہوتا جس میں ممبر نے اپنی ذاتی ذمہ داری قبول کی ہوتی تو میں اس

کو ضرور admit کر لیتا - اسی موضوع پر مرزا فضل حق کی بھی تحریک التوا ہے - یہ دونوں اکھٹی لی جائیں گی -

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! تحریک التوا نمبر 5 آپ چھوڑ گئے ہیں -

مسٹر سپیکر : ان کے متعلق آپ کو ابھی اطلاع مل جاتی ہے - اب یہ دو تحاریک التوا نمبر 10 اور نمبر 155 ہیں - پہلی مرزا فضل حق کی ہے اور دوسری سید تابش الوری صاحب کی ہے جو پچھلے سیشن میں آئی تھی - اور dispose of ہو چکی ہے اس پر ایک پوری سٹیٹمنٹ دی گئی تھی -

مرزا فضل حق : جناب والا - یہ 19-10-1973 کی خبر ہے -

مسٹر سپیکر : خبر کا آپ کوئی خیال نہ کریں - یہ واقعہ 27-9-1973 کا ہے - اگر اخبار چھ مہینے کے بعد بھی خبر لکھ دیں گے پھر آپ اور میں کیا کریں گے - علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اس میں دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ یہ خبر repeat ہوئی اور اخباروں میں دوبارہ خبر دلائی گئی ہے اس پر تحریک التوا دے دی ہے حالانکہ یہی تحریک التوائے کار پچھلے سیشن میں اس ہاؤس میں ایک گھنٹہ discuss ہو کر dispose fo ہو چکی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! آپ نے درست فرمایا ہے آپ نے وضاحت فرما دی ہے میں اس سے مطمئن ہو گیا ہوں -

---

گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال کے طلباء کے رعائتی ٹکٹ طلب کرنے پر بس مالکان کے غنڈوں کی طرف سے ان پر فائرنگ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں

کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ 'سیاست' مورخہ 23 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق رعائیتی ٹکٹ طلب کرنے پر بس مالکان کے غنڈوں نے طلباء پر فائرنگ شروع کر دی۔ واقعات کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال کے طلباء نے بس کنڈیکٹر سے رعائیتی ٹکٹ کا مطالبہ کیا لیکن کنڈیکٹر نے رعائتی ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر دونوں فریقوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا لیکن مسافروں نے اسے رفع دفع کرا دیا۔ لیکن دوسرے روز مالکان نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بس سٹاپ پر کھڑے طلباء پر اپنے غنڈوں سے فائرنگ کرا دی۔ فائرنگ سے بس سٹاپ میں بھگدڑ مچ گئی جس سے طلباء بمشکل بال بال بچ سکے۔ حکومت اس واقعہ کے ملزموں کو قرار واقعی سزا دے، کیونکہ خبر سن کر صوبائی دارالحکومت کے طباء میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور امن عامہ کی صورت حال کو خطرہ درپیش ہے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! بموجب رپورٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سرگودھا حالات اس طرح ہیں کہ مورخہ 18-10-1973 کو اجمل خان متعلم سال دوئم کا جھگڑا سٹینڈ منیجر راجپوت بس سروس (فدا حسین شاہ ولد سردار شاہ) سے ہوا۔ معمولی تکرار تھی۔ بموجب رپورٹ اجمل خان وہ تیسرے دن یعنی 20-10-1973 کو کالج کی چھٹی کے بعد نیاز احمد و نذیر کے ہمراہ اڈہ لاریاں پر پہنچا۔ لاریوں کے اڈے سے کچھ فاصلے پر فدا حسین شاہ ولد سردار شاہ (مسلح ریوالور) نواب حسین شاہ ولد سردار شاہ (مسلح لاٹھی) شبیر حسین ولد لال شاہ (مسلح لاٹھی) ستار شاہ (مسلح رائفل) ملہی (مسلح لاٹھی) اور الطاف حسین شاہ ولد نجف شاہ غیر مسلح کھڑے تھے۔ انھوں نے ہمیں دیکھا اور للکارا۔ ستار شاہ نے رائفل سے فائر کیا۔ لیکن وہ کسی کو نہ لگا۔ ہم ڈر کی وجہ سے دوڑ گئے۔ لہذا اجمل خان کے اس بیان پر مقدمہ نمبر 256 مورخہ 20-10-1973 زیر دفعہ پی پی سی 307۔ 148۔ 149 تھانہ بھلوال میں درج کیا گیا۔ تمام ملزمان نے ضمانت قبل از گرفتاری کرا لی ہے۔ ایف آئی آر کے گواہان نے حالات کی تصدیق نہیں کی ہے۔ وقوعہ دو بجے دن کو لکھایا گیا تھا جب کہ عام لوگ

وہاں موجود تھے لیکن کسی نے بھی اس وقوعہ کی تصدیق نہیں کی ۔ لہذا وقوعہ غلط قرار دیا جا چکا ہے ۔ تاہم مزید تفتیش جاری ہے ۔ حالات کے تحت کارروائی کی جائے گی ۔ اگر اس سلسلے میں کوئی مزید ایسی صورت سامنے آئی تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا ۔

مرزا فضل حق : یہ 23 تاریخ کا واقعہ ہے لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے ۔ اب یہ کہتے ہیں کہ پولیس نے تحقیقات شروع کر دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحقیقات شروع کر دی گئی ہے مزید تفتیش جاری ہے ۔

مرزا فضل حق : اس کو معرض التوا میں رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر : مگر کیسے ؟

مرزا فضل حق : پھر اسی سیشن میں اس کا جواب دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : تفتیش جاری ہے ۔ ملزمان گرفتار کر لیے گئے ہیں ۔

مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ صاحب تحقیقات سے متعلق اطلاع دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ اطلاع دے دیں ۔

وزیر اعلیٰ : میں بتا دوں گا ۔

Mr. Speaker ; It is disposed of accordingly.

حکومت پنجاب کی طرف سے شعبۂ آب کو لاہور کارپوریشن کی تحویل میں دینے کا فیصلہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 16 اکتوبر 1973ء کے مطابق حکومت نے شعبۂ آب کو لاہور کارپوریشن کی تحویل میں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلہ سے شہر میں صحت و صفائی کی صورت حال مزید خراب ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ پانی کی فراہمی اور نکاسی کا کام اس قدر پیچیدہ ہے اور تکنیکی ہے کہ کارپوریشن اس کو مؤثر طور پر انجام نہیں دے سکتی کیونکہ کارپوریشن کے پاس پہلے ہی اس قدر زیادہ کام ہے کہ اضافی کام اس کے سپرد کرنے سے اس کے باقی کام کی کارکردگی متاثر ہوگی۔ صوبائی دارالحکومت کے عوام میں اس فیصلہ سے گہری تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور انھوں نے مطالبہ کیا ہے کہ شعبۂ آب کو خود مختار ادارے کی حیثیت دے دی جائے۔

وزیر اعلیٰ : اس سلسلے میں کافی بحث و تمحیص جاری ہے۔ اس میں بین الاقوامی ادارے شریک ہیں اس لیے یہ بات ابھی آخری مرحلے تک نہیں پہنچی۔

مسٹر سپیکر : اگر بین الاقوامی ادارے اس کام میں شامل ہیں تو مناسب اس کو intertain ہی نہ کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ : ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ مختلف تجاویز زیر غور ہیں۔

بستی داتا نگر لاہور کو بجلی کا فراہم نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر - مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 16 اکتوبر 1973ء کے مطابق داتا نگر کی معروف بستی اس جدید دور میں ابھی تک بجلی کی سہولت سے محروم ہے۔ واقعات کے مطابق اس آبادی میں

تقریباً 20 ہزار افراد مقیم ہیں اور لاہور کارپوریشن نے محکمۂ بجلی کو 6 ماہ قبل داتا نگر میں بجلی لگانے کے مقصد کے لیے ایک لاکھ دس ہزار کی رقم ادا کر دی تھی لیکن 6 ماہ سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ۲۰ ہزار افراد ابھی تک اس روشنی کی نعمت سے محروم ہیں - علاقے کے عوام کو اس وجہ سے کافی دشواریوں کا سامنا ہے - علاقہ میں چوری کی وارداتوں میں بھی خاصا اضافہ ہو گیا ہے - اس خبر سے صوبائی دارالحکومت کے عوام میں مایوسی اور بےچینی کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میرے پاس یہ تحریک التوا نہیں آئی ہے شاید میاں افتخار احمد تاری صاحب کے پاس پہنچ گئی ہو -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - ویسے بھی آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے -

سید تابش الوری : ابھی تو جناب والا پانچ منٹ باقی ہیں -

لاہور میں کاریں ، سکوٹر اور سائیکل کی چوری کی وارداتوں میں زبردست اضافہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اور اہم فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 14 اکتوبر 1973ء کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں کاریں ، سکوٹر اور سائیکل چوری کی وارداتوں میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے - پچھلے پندرہ روز میں چھ کاریں ، دس موٹرسائیکل اور درجنوں سائیکل چوری ہو چکے ہیں - چوروں کے متعلق سراغ لگانے کے لیے پولیس ناکام ہو چکی ہے - صرف آج کے دن چار سکوٹر- موٹرسائیکل اور چھ سائیکل چوری ہوئے ہیں جن کی مالیت تقریباً ساڑھے بائیس ہزار

رویے ہے - شہری حلقوں میں اس خبر سے خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی ہے - اس کے علاوہ آئے روز کی گولیاں چلنا اور غنڈہ‌گردی بھی امن پسند شہریوں کو ہراساں کرنے کے مترادف ہے - حکومت کو چاہیے کہ وہ ان وارداتوں کے مرتکب افراد کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچائیں -

مسٹر سپیکر : یہ تو تمام شہر کی بات ہے - اگلے روز شیخ عزیز احمد کی کار چوری ہو گئی تھی کیا وہ ان کو مل گئی ہے -

شیخ عزیز احمد : میری کار نہیں ملی ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا! اس کا جواب کل یا پرسوں دوں گا - میرے پاس یہ تحریک نہیں ہے -

Mr. Speaker : It will be taken up tomorrow.

ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

وزیر قانون : جناب والا! میں دی سٹمپ (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی سٹیمپ (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور یہ اب پیش کردہ بل ہے - اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 8 نومبر 1973ء تک رپورٹ کرے گی -

وزیر قانون : جناب والا! میں دی تھل ڈیویلپمنٹ (امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی تھل ڈیویلپمنٹ (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1973ء ایوان کی میز

پر رکھ دیا گیا ہے اور یہ اب پیش کردہ بل ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 10 نومبر 1973ء تک رپورٹ کرے گی۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی میونسپل ایڈمنسٹریشن (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیش کردہ بل ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 12 نومبر 1973ء تک رپورٹ پیش کرے گی۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی، سیوریج اینڈ ڈرینیج (امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی گریٹر لاہور واٹر سپلائی سیوریج اینڈ ڈرینیج (امنڈمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیش کردہ بل ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 14 اکتوبر 1973ء تک رپورٹ پیش کرے گی۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۳ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیش کردہ بل ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 14 اکتوبر 1973ء تک رپورٹ کرے گی۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی پنجاب ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایڈ منسٹریٹو ٹریبونل آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان

کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیش کردہ بل ہے ۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 15 نومبر 1973ء تک رپورٹ کرے گی ۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی پنجاب وائلڈ لائف (پروٹیکشن ، پریزرویشن کنزرویشن اینڈ مینجمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب وائلڈ لائف (پروٹیکشن ، پریزرویشن ، کنزرویشن اینڈ مینجمنٹ) آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اب یہ پیش کردہ بل ہے اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 21 نومبر 1973ء تک اپنی رپورٹ پیش کرے گی ۔

وزیر قانون : جناب والا! میں دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۳ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ آرڈیننس مجریہ 1973ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔ اب یہ پیش کردہ بل ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو 22 نومبر 1973ء تک اپنی رپورٹ پیش کرے گی ۔

Before we proceed further, I would like to make a statement on behalf of the Chief Minister.

اراکین اسمبلی متوجہ ہوں! چیف منسٹر صاحب نے 8 نومبر کو تین یا ساڑھے تین بجے بعد دوپہر تمام اراکین اسمبلی کو اپنے دولت خانے پر چائے کی دعوت دی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا! وہ تو کھانے کے لیے فرما رہے تھے آپ اس کی تصدیق فرمالیں ۔

مسٹر سپیکر : شائد وہ آپ کو روک لیں اور کھانا کھلا کر بھیجیں ۔ انھوں نے آپ سے وعدہ کیا ہو گا ۔

(قہقہہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بہتر یہ ہوگا کہ چائے ملک معراج خالد صاحب پلا دیں اور کھانا ملک مختار احمد اعوان صاحب کھلا دیں اس لیے کہ وہ وزیر بھی ہیں ملک بھی ہیں ۔ اور اعوان بھی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! علامہ صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور ویسے بھی اس ایوان میں ان کا بڑا احترام کیا جاتا ہے ۔ اگر ان کی طرف سے جانے والے وزیر اعلیٰ کو کھانا دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو جانے آنے کا سوال ہی نہیں ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون حبوب برائے امداد سیلاب زدگان پنجاب مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 61 بابت 1973ء)

مسٹر سپیکر : اب ایک وزیر مسودۂ قانون حبوب برائے امداد سیلاب زدگان پنجاب مصدرہ 1973ء کو فی الفور زیر غور لائے جانے کی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل مجریہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Point of order Sir, I draw your attention to Rule 79 of the Rules of procedures, which says-

Rule 79 -

> On the day appointed under rule 78 or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the member-in-charge may make any of the following motion in regard to his Bill :-
>
> (a) That it be taken in to consideration by the Assembly at once."

اب جس بل کو یہ پیش فرما رہے ہیں یہ ایک آرڈیننس ہے اور یہ آرڈیننس اس ایوان میں آئین کی آرٹیکل 128(3) کے تحت پیش کیا گیا تھا جس میں یہ لکھا ہے کہ -

Article 128(3) -

> "Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly."

وہ آرڈیننس اس ایوان میں پیش ہوا اور بل بن گیا - اب اس کا ممبر انچارج کون تصور ہو گا - کس قانون اور ضابطے کے تحت جناب اسے ممبر انچارج سمجھتے ہیں - اور اگر وہ اس بل میں یا اس آرڈیننس میں ممبر انچارج نہیں لکھے گئے تو پھر یہ تحریک قاعدہ 70 کے تحت ایوان میں پیش نہیں کی جا سکتی -

مسٹر سپیکر : قواعد انضباط کار میں ممبر انچارج کی وضاحت بھی کی ہوئی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں مگر سوال یہ ہے کہ وہ بل پیش کرتے تو ہوتا - بل تو انھوں نے پیش ہی نہیں کیا -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب - ممبر انچارج کی تعریف ڈیفنیشن تو آپ پڑھیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! بالکل صحیح ہے - قاعدہ 2 (K) میں یہ لکھا ہے -

> "Member-in.Charge" means, in the case of Government Bill, any Minister acting on behalf of Government, and in the case of a private Member's Bill, the member who has introduced it or any other member authorised by him in writing to assume charge of the Bill in his absence."

مسٹر سپیکر : یہ کہاں لکھا ہے کہ وزیر نے بل پیش کیا ہو -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ قاعدہ 79 کے تحت تحریک ہی ممبر انچارج کے توسط سے پیش ہو سکتی ہے - جو آرڈیننس

ایوان کی میز پر رکھا جا رہا ہے اس کا ممبر انچارج کون ہو گا ۔ اس کی جناب تشریح فرما دیں ۔ اس میں ممبر انچارج ہے ہی نہیں ۔

Mr. Speaker : Any Minister acting on behalf of Government.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It applies when a Bill is introduced but when an Ordinence is laid down under this Constitution, who will be the member-in-charge. If it is a Government Bill then he becomes member-in-charge but when an Ordinence is promulgated by the Governor, who will be treated as member-in-charge ? I want this interpretation.

Mr. Speaker : Where is the word "introduction"?

That is what I am looking for.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ آئین میں ہے ۔

Mr. Speaker : Let us read Rule 2 (K) first and then we will go back to the Constitution. Sub-section (k) lays down -

> "Member-in-charge ! means, in the case of Government Bill....."

It is now a Bill. Any Minister acting on behalf of Government is the member-in-charge. If you read (k) you will find that it has been mentioned nowhere that "for the purposes of introducing a Bill". It is only with respect to a Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I am not questioning the introduction. It has been introduced in the form of an Ordinence under Article 128, of the Contitution.

Mr. Speaker : And it is now being treated as a Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It has become a Bill but when it was introduced there was no member-in-charge.

Mr. Speaker : I will further clarify the proint. I will read out (k) by delet ing some of its portion—

> " 'Member-in-charge' means, in the case of Government Bill, any Minister acting on behalf of Government ...

Now, Mr. Muhammad Hanif Ramey in accordance with this definition or any other Member, who may be acting on behalf of Government, is member-in-charge.

اس میں move کرنے کی بات کہاں لکھی ہوئی ہے ۔ آپ کلاز 2 (K) کو introduction کے ساتھ connect کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب! اس میں دونوں چیزیں آتی ہیں ۔

Either it may be of a Government Bill or of a Private Bill.

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم میں نے اپنی بات کی وضاحت کر دی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں بھی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ اب اس میں دو سوال پیدا ہوتے ہیں ۔ ایک یہ کہ آرڈیننس کی شکل میں بل ایوان میں پیش ہوا اور جب وہ پیش ہو گیا تو وہ بل بن گیا ۔ اب اس میں دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ۔ آپ کا قاعدہ نمبر 79 یہ کہتا ہے کہ صرف ممبر انچارج ہی اسے move کر سکتا ہے کہ اسے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ اب میں نے یہ پوچھنا ہے کہ آپ تشریح فرما دیں کہ اس بل کا ممبر انچارج کون ہوگا اور یہ بل کس کی طرف سے آئے گا ۔

مسٹر سپیکر : اب میں آپ کو بتاتا ہوں اسی لیے میں نے اسے delete کر کے پڑھا ہے ۔ اگر تو یہ پرائیویٹ بل ہے تو جس نے اسے پیش کیا ہے ۔

He will be the member-in-charge, but if it is not a Private Bill, then any Minister acting on behalf of Government will be the member-in-charge.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں اس میں چھوٹی سی تشریح چاہوں گا کہ اگر ممبر انچارج اس (K) کی تشریح کے تحت جناب والا نے تسلیم کر لیا ہے تو کیا ممبر انچارج کی طرف سے اس تحریک کا نوٹس بھی موصول ہوا ہے ۔ اگر ہوا ہے تو کب ہوا ہے ۔ اور اگر نوٹس موصول ہوا ہے تو وہ ممبر انچارج بن گیا ہے ۔ تو پھر قاعدہ 166 کے تحت یہ واضح ہے ۔

Rule 166(1) of the Rules of procedures—

> **Except as otherwise provided in these rules, a motion of an amendment which requires notice may be moved only by the member giving notice.**

Now, in the rules, the definition of "Member" has been giving which says-

> " 'Member' means a member of the Assembly and for the purposes of moving or opposing a Bill, an amendment, a motion or a Resolution....."

Mr. Speaker : It has to be read with Rule 168 (a) of the Rules of Procedure.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is for another puropse. A Minister can move a motion, a minister can give any substantive motion.

Mr. Speaker : It starts like this :—

> " 166 (1) Except as otherwise provided in these rules, a motion or an amendent which requires notice may be moved only by the member giving notice,

Haji Muhammad Saifullah Khan : Motion for "consideration at once" requires a notice, whether it is on behelf of government or a private member, This is agreed. Now the question is whether any Minister has given a notice for that, Any Munister can move this motion.

Mr. Speaker : The Finance Minister did it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Then this is proper.

Mr. Speaker : Even otherwise it will be proper because the Cabinet carries on its functions on the principle of joint responsibility. Any Minister can act on behalf of the Government.

Finance Minister : I have moved the motion Sir.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> " That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be taken into consideration at once."

HAJI MUHAMMAD SAIFULLAH KHAN
SYED. TABISH ALWARI
MIAN KHURSHID ANWAR
SARDAR AMJAD HAMID KHAN DASTI
MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL
} Opposed

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> 'That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1974.

Mr. Speaker : The motion is :

> ' That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1974.

Minister for Finance : I oppose Sir,

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari please.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th, February, 1974

Mr. Speaker : The motion is :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1974 "

Minister for Pinance : I oppose Sir :

Mr. Speaker : Mirza Fazal Haq please.

Mirza Fazal Haq : Sir, I move :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th, January, 1974.

Mr. Speaker : The motion is :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th, January, 1974,

Minister for Finance : I oppose Sir :

مسٹر سپیکر : میری رولنگ ابھی stand کرتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کا فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایک دفعہ تو میں کر چکا ہوں ۔

Mr. Speaker : If I have to admit it, I will change that.

Haji Muhammad Saifullah Khan : With due regards, Sir, that is very necessary.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to speak on his amendment please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ صوبہ پنجاب ایک تباہ کن سیلاب کی زد میں آیا اور بے پناہ نقصانات ہوئے ۔ اس سیلاب کی وجہ سے اس صوبے میں ایک ایسی تباہی آئی جسے ہم صحیح معنوں میں تباہی کہہ سکتے ہیں ۔ اس سیلاب کے اخراجات کو پورا کرنے ، سیلاب زدگان کی امداد کرنے یا کسی اور مقصد کے لیے سیلاب کا بہانہ بنا کر عوام پہ کسی قسم کی نئی ٹیکسیشن کرنے کا جہاں تک تعلق ہے ، وہ نہ تو عمل سے اس وقت تک ثابت ہوا ہے کہ حکومت نے سیلاب زدگان کی عملی مدد کرنے کے لیے کسی قسم کا کوئی اقدام کیا ہو اور نہ ہی اس بل میں اس کی وضاحت کی گئی ہے ۔ پہلے جب حکومت بل انٹروڈیوس کیا کرتی تھی تو اس میں سٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز دی جایا کرتی تھی جس سے حکومت کی منشا واضح ہو جایا کرتی تھی اور ہمیں حکومت کی نیت کا علم ہو جایا کرتا تھا کہ یہ ٹیکسیشن کس لیے عائد کی جا رہی ہے ۔ لیکن موجودہ بل جو آرڈیننس کی شکل میں ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے ، جس میں cess لگایا گیا ہے ، اس کے ساتھ اغراض و مقاصد نہیں ہیں ۔ اس سے قطعاً پتا نہیں چل سکتا کہ آیا حکومت سیلاب کے بہانے اپنے محاصل کو بڑھانا چاہتی ہے یا واقعی عوام کی مدد کرنا چاہتی ہے ۔ اس خاموشی ، سرد مہری اور عملی طور پر کسی قسم کی مدد نہ کرنے کی بنا پر عوام میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں کہ آخر اس ٹیکسیشن کی ضرورت کیوں آ پڑی ۔ سیلاب کا بہانہ بنا کر ٹیکسیشن لاگو کی جا رہی ہے اور وہ بھی غریب اور ان چھوٹے چھوٹے لوگوں پر جو ایک روپیہ ، ڈیڑھ روپیہ یا دو روپے کا ٹکٹ خرید کر سینما دیکھتے ہیں ۔ گو میں ذاتی طور پر سینما کا مخالف ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر اتنی ٹیکسیشن عائد کی جائے کہ لوگ سینما دیکھنا بند کر دیں ۔ اس ٹیکسیشن کی اور صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں ۔ سیلاب کے بہانے ، ایک نیک کام کے بہانے سے ٹیکسیشن کرنے پر عوام میں بہت زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہوگئے ہیں کہ اس کو لگانے کا کیا مقصد ہے ؟ کس کے لیے لگائی جا رہی ہے ؟ عوام کے شکوک و شبہات کو دور کرنے اور ان

کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے ایک آزاد اور جمہوری معاشرے میں ہر مہذب ، ذمہ دار اور نمائندہ حکومت عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے یہ کیا کرتی ہے کہ وہ عوام کی رائے ، پہلے حاصل کر لیا کرتی ہے کہ آپ کی اس ضمن میں کیا رائے ہے ؟ کیا آپ کو حکومت پہ اعتماد ہے ؟ اگر حکومت کسی قسم کا ریونیو یا آمدنی وصول کرتی ہے تو کیا آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ عوام پہ خرچ کرے گی ؟ عوام کی مدد کرے گی ؟ جس مقصد کے لیے ٹیکسیشن لگائی جا رہی ہے ، وہ مقصد پورا کیا جائے گا ؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر جمہوری طریقہ اور کوئی نہیں کہ عوام کا اعتماد حاصل کرنے اور ان کے شکوک و شبہات کو ختم کرنے کے لیے ہم اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کر دیں - کیونکہ جب عوام کی تائید اور رضامندی اس میں حاصل ہو جائے گی تو پھر قانون سازی میں آسانی ہو جائے گی - یہ نیا ٹیکس عائد کرتے ہوئے اور اسے قانون بناتے ہوئے حکومت کو کوئی دقت پیش نہیں آئے گی - عوام پہلے ہی روزمرہ کے کمر توڑ ٹیکسوں اور گرانی سے مجبور و لاچار ہو چکے ہیں - اگر ہم نے عوام کی رضا مندی اور اعتماد حاصل نہ کیا تو یہ ایک تنکے کی شکل واقع ہوگی -

Last straw breaks the camel's back

وہی لاگو ہوگا - اس کو آپ معمولی ٹیکس سمجھتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت نمائندہ ہے ، اگر ہماری حکومت جمہوری ہے ، اگر ہماری حکومت عوام کی تصدیق اور تائید پہ اعتماد رکھتی ہے تو اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرنے میں اسے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے - عوام کی رائے آنے کے بعد اس کے مطابق یہ ٹیکس عائد کریں گے تو وہ ٹیکس صحیح ٹیکس متصور ہوگا ، عوامی ٹیکس متصور ہوگا اور اس میں کسی قسم کی بدگمانی کا کوئی شائبہ نہیں رہے گا -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! سیلاب نے اس صوبے کے طول و عرض میں جو بے پناہ تباہی پھیلائی ہے اس کی تفصیلات کا اعادہ یہاں ضروری نہیں ہے

کیونکہ اس سے پہلے اس پر بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے - ہزاروں افراد سیلاب سے متاثر ہونے کے بعد ابھی تک بے آسرا ، بے گھر اور بے در پڑے ہیں - سینکڑوں جانیں تلف ہو گئی ہیں اور اربوں روپے کے نقصان سے ہمارے صوبے کی معیشت تہہ و بالا ہو چکی ہے - اس عظیم نقصان کی تلافی اور ازالے کے لیے یقینی طور پر بے پناہ عوامی عطیات ، مالی امداد اور سرمائے کی ضرورت تھی - اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تمام سرمایہ تنہا گورنمنٹ اپنے وسائل سے پورا نہیں کر سکتی اور اس کے لیے حکومت کو ایسے نازک موقعوں پر عوام کی امداد درکار ہوتی ہے - چنانچہ ہمارے عوام نے اس نازک مرحلے پر اس بے مثال سیلاب کے نقصانات کے ازالے کے لیے بے مثال ایثار و اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے - انہوں نے نہ صرف یہ کہ مختلف صورتوں میں بے پناہ عطیات دیئے ہیں بلکہ مختلف فنڈز کی شکل میں نقد رقوم بھی فراخ دلی کے ساتھ دی ہیں - اسی طرح سے بیرونی ممالک سے بھی سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اس سیلاب کے سلسلے میں بھاری امداد کی اطلاعات ہمارے سامنے آتی رہی ہیں - لیکن مجھے اجازت دی جائے کہ ایسے تمام فراخ دلانہ عطیات اور امداد کی تفصیلی اطلاعات کے باوجود ابھی تک لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان عطیات اور امداد کو کن صورتوں میں متأثرہ لوگوں کے لیے استعمال کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے - یہ تأثر عام ہے کہ یہ عطیات اور امداد ابھی تک ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکی جن کے لیے یہ جمع کی گئی تھی - ابھی تک متاثرہ لوگوں میں ایک پائی بھی امدادی رقم کے طور پر تقسیم کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا - اس وقت تک جو کارروائی کی جا سکی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ تقاوی قرضے لوگوں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں اور وہ بھی سود اور بلا سود کی صورت میں - حالانکہ سیلاب کی تباہی اتنی بے پناہ تھی کہ لوگوں کو فوری طور پر سر چھپانے کے لیے کوئی ابتدائی رقم ملنا چاہیے تھی - ان کے مکانات ہی کے لیے نہیں بلکہ ان کی زرعی معیشت کی بحالی کے لیے بھی فوری طور پر امداد کا اعلان ہونا چاہیے تھا - لیکن جناب والا ! اس وقت صورت یہ ہے کہ وہ متاثرہ لوگ - - -

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I would like to invite your attention to page 209 of Punjab Legislative Assembly Debates dated 1st May, 1952 where it has been stated :

Begum Jahan Ara Shahnawaz : The Hon'ble member is going into the merits of the Bill. It should be done at the second stage.

Mr. Speaker : The Hon'ble member should confine himself to the reasons for circulating the Bill for public opinion. I have not heard anything so far as to why this Bill should be circulated for eliciting public opinion.

Mr. C. E. Gibbon : I am wondering whether the parents...

Mr. Speaker : The Hon'ble member has no right to discuss the merits of the provisions of the Bill or the Statement of Objects and Reasons at this stage. He is an old experienced parliamentarian and should know that this is not the stage for discussing the merits of the Bill."

جناب والا ! اس وقت میرے آنریبل دوست اس بل کے merits اور demerits پر بحث کر رہے ہیں ، انہیں تو صرف یہ بتانا چاہیے اور ان وجوہات کو بیان کرنا چاہیے جن کی وجہ سے اس بل کو بجائے اس کے کہ اس کو consideration کے لیے لیا جائے اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے کیوں متداول کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : جو شیخ عزیز احمد صاحب نے کہا ہے اس میں بڑا وزن ہے۔ کیونکہ principles تو ابھی discuss ہونے ہیں۔

Let us not discuss the principles of this Bill.

Sheikh Aziz Ahmed : Statement of Objects and Reasons cannot be discussed at this stage.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اس وقت اس بل کے merits اور demerits پر تابش صاحب بحث نہیں کر رہے ، بلکہ ان محرکات اور عوامل کا ذکر کر رہے ہیں جن کے باعث حکومت نے یہ بل پیش کیا ہے اور وہ یہ بتا رہے ہیں کہ جو رقوم اس وقت تک مہیا کی گئی ہیں وہ سیلاب زدگان تک نہیں پہنچیں اور دوسرا بل آ گیا ہے کہ سیلاب زدگان کے لیے ٹیکسیشن کی جائے وہ تو اس کو confine کر رہے ہیں۔ جب بل زیر بحث آئے گا merits اور demerits اس وقت زیر بحث آئیں گے۔

Mr. Speaker : I hope that the Hon'ble member will take notice of what has been said by Sheikh Aziz Ahmed.

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن میں ابھی اس کے merits اور demerits پر ہی بحث نہیں کر رہا ۔ میں تو وہ وجوہ بتا رہا ہوں جن کے پیش نظر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرانا چاہیے ۔ وہ کیا وجوہ ہو سکتی ہیں ۔ اختصار کے ساتھ ان کا پس منظر بیان کر رہا تھا ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طرح لوگ اپنے دیے ہوئے عطیات کی تقسیم کے منتظر ہیں اور میں خاص طور پر بہاولپور ڈویژن کا ذکر کروں گا جہاں ابھی تک کسی عطیے کی تقسیم کا انتظام و اہتمام نہیں کیا گیا ۔ میں جناب والا ! ان شکوک و شبہات کی فضا کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس کے پیش نظر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر حکومت نے اس مرحلے پر ایک نیا ٹیکس لوگوں کو اعتماد میں لیے بغیر نافذ کر دیا تو اس کے اثرات کیا مرتب ہوں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تأثر کو ختم کئے بغیر کہ ان کے دیئے ہوئے عطیات بھی ان تک کیوں نہیں پہنچے اور اس سوال کا جواب دیئے بغیر کہ بیرونی امداد ہمیں کتنی ملی ہے اور پنجاب کو اس میں سے کتنا حصہ ملا ہے اس بات کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ لوگ آئندہ اس سلسلے میں کس جذبے کا اظہار کریں گے ۔ جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کی امداد و اعانت کے بغیر اس عظیم نقصان کی تلافی نہیں کی جا سکتی ۔ لیکن بے اعتمادی ، بے یقینی اور تذبذب کی موجودہ فضا میں کسی بھی نئے cess کا اضافہ کسی طور پر بھی مفید نتائج برآمد نہیں کر سکتا ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اب تک کتنی امداد بیرونی ممالک سے آئی ہے کتنی رقم خود اندرون ملک جمع ہوئی ہے اور اس کو کس طرح سے استعمال میں لایا گیا ہے اور آئندہ ان سے اس سلسلے میں جو توقعات وابستہ کی جا رہی ہیں ان پر وہ کس حد تک پورا اتر سکتے ہیں ۔

Sheik Aziz Ahmed : Sir, how is he relevant.

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس میں جو شیخ صاحب کا اعتراض ہے اس

طرف توجہ دیں کہ آپ لوگوں سے یہ رائے لینا چاہتے ہیں کہ وہ اس بل کو منظور کرتے ہیں یا نہیں کرتے ۔ لوگ اس کو پسند کرتے ہیں یا نہیں کرتے یا اس میں وہ تبدیلی چاہتے ہیں ۔

Let us confine ourselves to the question before the House It is not a general discussion on the flood.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ رائے عامہ اصل میں کسی بھی جمہوری ملک کی قوت حاکمہ ہوتی ہے اور اس قوت حاکمہ کو جب تک پورے اعتماد میں لے کر عظیم منصوبہ بندی کے لیے تیار نہ کیا جائے اس وقت تک بہتر اور مفید نتائج برآمد نہیں کئے جا سکتے ۔ اس وقت جو بل ہمارے زیر غور ہے اس میں سیلاب زدگان کے نقصانات کے ازالے کی خاطر ایک نیا cess عائد کیا گیا ہے جس کا براہ راست عوام پر اثر مرتب ہوگا ۔ وہ عوام جو پہلے ہی ایک خاص قسم کے شکوک و شبہات کی فضا میں سانس لے رہے ہیں ، ان سے اس نئے cess کا مطالبہ ایک اور زیادتی ہے ۔ انہیں جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس نئے cess کی ضرورت کس لیے ہے اور انہوں نے اس سے پہلے اس سلسلے میں جس ایثار و اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تابش صاحب ۔ آن کو بتانا ہے یا آن سے رائے لینی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! جب بل عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جاتا ہے تو باقاعدہ سرکاری سطح پر ایک فضا تیار کی جاتی ہے ۔ ان کو بتایا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں ہم نے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں جو ناکافی تھے اور ہمیں مزید کن اقدامات کی ضرورت ہے ۔ اور اس کے لیے رائے عامہ یہ معلوم کی جاتی ہے کہ وہ کون سی ایسی تجاویز ہو سکتی ہیں جن کے پیش نظر حکومت کے مطلوبہ مقاصد حاصل ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اس کے بغیر لوگ نہ رائے دے سکتے ہیں ، نہ صحیح طور پر ان کا اعتماد بحال ہو سکتا ہے اور نہ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے کوئی جامع منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے ۔ اس لیے میں آپ کے توسل سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ

اس بل کو مختلف طبقوں کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے تا کہ وہ تفصیلی طور پر ایسی تجاویز پیش کر سکیں جن کے پیش نظر حکومت کو مطلوبہ رقم بھی میسر آ جائے اور اس کی تقسیم اور استعمال کے سلسلہ میں عوامی تجاویز کی روشنی میں عوام کے اعتماد کی بحالی کی صورت بھی پیدا ہو سکے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں اپنے پیشرو مقررین کے خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے اس میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں سیلاب سے جو تباہی آئی ہے اس میں حکومت نے 19 ضلعوں میں سے تقریباً 18 ضلعوں کو آفت زدہ قرار دیا ہے۔ تو جناب والا ! یہاں پر اس ملک میں جو بھی ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ بالواسطہ عوام کی جیب میں سے نکالا جاتا ہے، تو ایسے عوام جو پہلے ہی سیلاب کی وجہ سے زیر عتاب ہیں اور مصیبت زدہ ہیں ان کے اوپر بالواسطہ اس قسم کے ٹیکس جو لگانے ہیں وہ میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہیں۔ اور نمبر دو یہ کہ وہ لوگ جو اس ٹیکس کو pay کریں گے ----

مسٹر سپیکر : مرزا صاحب جب پرنسپل پر بحث ہوگی تو اس وقت یہ ساری باتیں آ جائیں گی۔

مرزا فضل حق : ہو سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو آپ لوگوں سے رائے مانگ رہے ہیں اپنی رائے نہیں دے رہے۔

مرزا فضل حق : اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ جو ٹیکس آپ لوگوں پر لگانا چاہتے ہیں وہ اگر لوگوں کی رائے سے آن پر عائد کیا جائے تو وہ بخوشی ادا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ تو اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 15th January, 1974.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Flood Relief Cess Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by the 15th February, 1974.

(*The motion was last*)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

That The Punjab Flood Relief Cess Bill, 1974.

فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور

میاں خورشید انور : جناب والا ! سیلاب کی بحث کے دوران اس مسئلہ پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور کافی ساری تجاویز حکومت کے سامنے رکھی گئی ہیں لیکن افسوس کہ وعدوں کے علاوہ لوگوں کو کچھ نہیں دیا گیا ۔ لوگوں نے اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے کروڑوں روپے کے عطیات دیئے اور حکومت نے اس امداد کو اپنی امداد تصور کرتے ہوئے اسے خزانے میں جمع کر لیا اور اس کے عوض لوگوں پر بوجھ ڈال دیا ، ان کو قرضے دینے شروع کر دیئے اور نام رکھ دیا کہ ہم سود نہیں لیں گے ۔ جناب والا ! یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے کہ لوگوں نے امداد دی ہے اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے اور پیسے دیئے ہیں ۔ لیکن حکومت نے اسے خزانے کی امداد بنا لی ہے اور کروڑوں روپے خزانے میں جمع کرنے کے بعد لوگوں پر قرضے ٹھونسنے شروع کر دیئے ۔

Mr. Speaker : The member is again indulging in general discussion. Let him confine himself to the present Bill.

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس صورت حال کے پیش نظر جب کہ حکومت سیلاب کے نام پر کروڑوں روپے لوگوں سے وصول کر چکی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے Bill لانا اور زیادتی ہوگی اور خاص طور پر جیسا کہ اس میں ذکر ہے ۔ جناب والا ! کہ سینما کی چھوٹی ٹکٹوں پر جو ٹیکس عائد کیا ہے وہ ریس کورس پر ٹیکس کی صورت میں ہے یہ زیادتی ہے کیونکہ اگر حکومت نے کوئی ٹیکس عائد ہی کرنا تھا تو ریس پر تو زیادہ ٹیکس عائد کیا جا سکتا تھا کیونکہ یہ امیر لوگوں کا شغل ہے ۔ ایک روپے کی ٹکٹوں پر ٹیکس لگانے کی بجائے اس پر اگر دس ۔ بیس روپے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں سینما کی ٹکٹوں پر لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔

جناب والا ! آپ کے knowledge میں ہوگا کہ سینما غریب عوام کی ایک معمولی سی تفریح ہے جسے مزدور بھی دیکھتے ہیں اور چھوٹی آمدن والے لوگ دیکھتے ہیں ۔ بڑے لوگوں کے وسائل اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو تفریح کے بہت سے مواقع میسر آ جاتے ہیں اس لیے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ سینما کی ٹکٹوں پر ٹیکس عائد کرنے کی بجائے اگر وہ ضروری سمجھتی ہے کہ اس کے کام پورے نہیں چلتے حکومت کو پیسے کی اور زیادہ ضرورت ہے تو ریس کورس کی جتنی بھی آمدنی متوقع ہے وہ تمام کی تمام اُن پر عائد کر دی جائے اور غریبوں کو معاف کر دیا جائے ۔ صرف ایک سینما کی تفریح اگر قبول نہیں ہے تو از راہ کرم وزیر خزانہ صاحب یہ فرمائیں کہ اُن کے پاس تو T. V. اور بہت سے مواقع اور کلبیں اور بہت سی چیزیں ہیں جن سے وہ اپنا دل بہلا سکتے ہیں لیکن ان غریب عوام کو جن کا اکثر لوگ ذکر کیا کرتے ہیں ایسے مواقع میسر نہیں ہیں اور میں مختار اعوان صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی بحیثیت وزیر عوامیات ان سے ذرا request کریں کہ یہ زیادتی نہ فرمائیں اس ٹیکس کو واپس لے لیں ۔ شکریہ ۔

Mian Manzur Ahmad Mohal : Point of order. The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم

نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - - - گھنٹی بجائی گئی - - - - کورم پورا ہو گیا ہے میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! میں نے اس بل کو محض اس لیے oppose کیا ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اس بل کے نفاذ سے وہ چیز ہمیں میسر بھی آ سکے گی جس کے لیے ہم یہ بل نافذ کرنا چاہتے ہیں - جناب والا ! اس بل کے عنوان سے نام سے دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل 1973ء میں یہ عام تأثر ملتا ہے - یہ ظاہر پایا جاتا ہے کہ شاید اس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کتنے قسم کے لیے ٹیکس لگائے جائیں گے یا ان سیلاب زدگان کی امداد کے لیے ہماری حکومت نے ایک بل کا نفاذ کرکے کتنی ہی ان کی امداد کی ہوگی - حالانکہ جناب اس بل میں دو چیزوں پر ٹیکس لگائے گئے ہیں - پہلا یہ ہے کہ سینما کی ٹکٹوں پر جناب والا ! اور دوسرا ہے ریس کورسز کی ٹکٹوں پر جس سے اس قدر خاطر خواہ آمدنی قطعاً میسر نہ ہوگی کہ ہم سیلاب زدگان کی امداد ان اصولوں پر جس طرح کہ ہم کرنا چاہتے ہیں کر سکیں - دوسری بات جناب والا ! جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حقیقت میں سیلاب زدگان کے لیے پہلے ہی جس قدر غیر ملکوں نے اور ہمارے ملک میں غیر حضرات نے امداد دی ہے وہ بھی کافی ہے - لیکن اب بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ آیا اس امداد کو کس طرح distribute کیا جائے گا آیا وہ عوام کے پاس صحیح طور پر استعمال کے لیے جائے گی بھی یا کوئی صحیح ہاتھوں تک پہنچے گی بھی یا سابقہ حکومتوں کی طرح سابقہ رواج کے مطابق غلط ہاتھوں میں جائے گی - میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں - جناب والا ! کہ ابھی تک بہاولپور ڈویژن میں قطعاً سیلاب زدگان کی امداد کے لیے کوئی خاطر خواہ امداد نہیں مل سکی ہے - پھر جب کہ ہمارے پاس پہلے کی اس قدر امداد موجود ہے کہ ہم اس کو ہی سیلاب زدگان کو نہیں دے رہے ہیں تو پھر اس بل کو لانے کے لیے اس ٹیکس کو لگانے کے لیے ہمیں کیا مفاد میسر آ سکتا ہے جو سوائے خواہ مخواہ زیر بار کرنے کے جب کہ پہلے ہی ہمارے پاس اس قدر وافر مقدار میں امداد موجود ہے - جناب والا ! تو اس سلسلے میں ہمیں چاہیے کہ ہم

وہ طریقہ اختیار کریں جو چیز ہمارے پاس وافر مقدار میں موجود ہے ہم اس کو اس طرح سے تقسیم کریں کہ وہ صحیح ہاتھوں میں چلی جائے۔ تو جناب والا ! اس لیے میں پرزور مخالفت کرتا ہوں کہ یہ بل میں جو ٹیکس لگائے گئے ہیں جناب والا ! ان کو نہیں لگانا چاہیے۔ ان سے ہم عوام کی قطعاً کوئی بھی خاطر خواہ خدمت نہیں کر سکیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! جیسا کہ پہلے point out کیا گیا ہے ، اس بل کے اغراض و مقاصد کا ارادی طور پر ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لیے اور جو نقصانات ہوئے ہیں ، ان کا ازالہ کرنے کے لیے یہ مزید ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس بات سے گورنمنٹ کو اور اس سائیڈ پر بیٹھنے والے کسی ممبر کو قطعاً شک و شبہ نہیں ہے کہ سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلے میں باہر سے آنے والی امداد بھی اربوں تک پہنچ چکی ہے اور اس ملک میں جو امداد دی گئی ہے وہ بھی زیادہ ہے۔ اگر ٹھیک طریقے سے اس رقم کو صرف کیا جائے تو میرے خیال میں مزید رقم کی ضرورت نہ رہتی۔ اور اگر مزید رقم کی ضرورت بھی تھی تو اغراض و مقاصد میں خاص طور پر یہ ظاہر کیا جاتا کہ اتنی رقم جو بیرونی امداد سے جمع ہوئی تھی اور اتنی رقم جو اس ملک کے اندر مخیر حضرات نے پیش کی تھی وہ خرچ ہو چکی ہے اور اس کے لیے مزید امداد کی ضرورت ہے۔ جہاں تک اس کے خرچ کرنے کا تعلق ہے ، یہ بات آپ کے سامنے بار بار دہرائی جا چکی ہے کہ سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ اس صوبے کا بہاولپور کا علاقہ تھا۔ اور بہاولپور کے علاقے میں قطعاً کسی قسم کی امداد نہیں دی گئی۔ اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ جو ہے وہ ضلع مظفر گڑھ کا ہے جہاں پانچوں دریاؤں نے اکٹھے ہو کر تباہ کاری مچائی۔ لیکن مظفر گڑھ کی حالت یہ ہے کہ آج تک کسی قسم کی امداد نہیں دی گئی ماسوائے اس کے کہ تقاوی قرضے جاری کرنے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اور اس پر بھی اس قدر حدود و قیود اور پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ عام آدمی کے لیے تقاوی قرضے بھی جلد از جلد حاصل کرنا

ناممکن ہو گیا ہے ۔ ایک بیرونی امداد کے سلسلے میں لوگوں کو یہ خبر سنائی گئی تھی کہ بے پناہ مقدار میں دوائیاں آئی ہیں ، دودھ آیا ہے ، اور آنے والی سردیوں کے اثرات سے لوگوں کو محفوظ کرنے کے لیے بے شمار کمبل گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کئے جائیں گے اور میری اپنی اطلاع کے مطابق ضلع مظفر گڑھ میں اور اس طرح باقی اضلاع میں بھی کمبل آئے ، دوائیاں بھی آئیں ، دودھ بھی آیا ۔ لیکن کسی ایک شخص کو آج تک کمبل مہیا نہیں کیا گیا اور یہ جو cess لگایا جا رہا ہے جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے ، اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو آنے والی امداد کا ہوا ہے ۔ حتیٰ کہ وہ امداد جو سرکاری خزانے میں ملکی معیشت کو درست کرنے کے لیے اگر جمع ہو سکتی ہے ، تو کمبل ، دودھ اور دوائیاں تو خزانے میں نہیں جمع ہو سکتیں ۔ سوائے اس کے کہ ان کو خرد برد کیا گیا ہے ، اور اپنی پسند کے پسندیدہ لوگوں کو مہیا کیا گیا ہے ، کاغذی کارروائی پوری کی گئی ہے ، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو سیس لگایا گیا ہے اس کی رقم بھی اس طرح خرد برد ہوگی ۔ اسی طرح ضائع ہوگی ۔ اور اس کا قطعاً کوئی فائدہ اس صوبے کو یا اس ملک کے متاثر شدہ علاقے کو نہیں ہوگا ۔ تو میں پرزور طریقے سے آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں اور معزز ممبران کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ جب تک سابقہ رقم کی صحیح تقسیم آپ کے سامنے نہ آ جائے اور آپ کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس رقم کو خرد برد نہیں کیا گیا جب تک یہ cess جو ہے بالکل بے کار ہے اور سوائے اس کے کہ ہمارے نام پر یہ کلنک کا ٹیکا ہو اور اسمبلی کے نام پر اس کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ اس cess کو قطعاً نہ لگایا جائے ۔ اور میں یہ request کروں گا کہ اگر فاضل لاء منسٹر اس بل کو واپس لے لیں تو وہ بہت بڑی خدمت سرانجام دیں گے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! فاضل رکن نے اپنی تقریر میں جو سب سے بڑی دلیل دی ہے ، وہ ضلع مظفر گڑھ کے سیلاب زدگان کی حالت پر بحث کی گئی ہے ۔ میں گورنر پنجاب کی طرف سے نامزد ہوا ہوں ، ضلع ڈیرہ غازی خان اور مظفر

گڑھ میں سیلاب زدگان کی آبادکاری اور بحالی کے سلسلہ میں تمام تر سہولتیں مہیا کرنا میرے فرائض میں شامل ہے ۔ فاضل رکن نے ہاؤس کو جو اطلاعات دی ہیں ، وہ بالکل بے بنیاد ہیں ۔ بے معنی ہیں ۔ اول تو ہم یہ تمیز نہیں کرتے کہ کون سے ضلع میں کس قدر امداد دی جائے ۔ تمام اضلاع جو بھی سیلاب زدہ اضلاع ہیں ، وہاں مساوی تقسیم کی گئی ہے ۔ اور وہاں کے حالات کے مطابق سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں ۔اگر مظفر گڑھ ضلع کا خصوصاً ذکر کیا گیا ہے تو چونکہ میں اس ضلع کا انچارج ہوں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وہاں سیلاب زدہ لوگوں کو تمام تر سہولتیں دی گئیں ہیں ۔ سیلاب زدہ لوگوں کی آسائش کے لیے تمام بندوبست کیا گیا ہے ۔ اور کوئی ایک شکایت بھی موصول نہیں ہوئی ۔ میں خود وہاں پر دورہ کرتا رہا ہوں ۔ میں خود وہاں جاتا رہا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ وہاں کے لوگ کاشتکار دوبارہ اپنی زمینوں پر واپس آرہے ہیں ۔ اُن کی آبادکاری کا کام بھی بجا طور پر ہو رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے جو قرضہ جات فراہم کیے ہیں جو سہولتیں مہیا کی ہیں ۔ وہ محض کاشتکاروں کو دی ہیں ۔ وہاں کوئی فکر کی بات نہیں ۔ وہاں کوئی اس بات کی تمیز گوارا نہیں کی گئی کہ فلاں زمیندار کو ملے ۔ بلکہ ایسے گروہ ۔ ایسے کاشتکار ۔ ایسے کسان ۔ جو سیلاب کی وجہ سے متأثر ہوئے ان تک یہ تمام چیزیں پہنچائی گئی ہیں ۔ ادویات بھی پہنچائی گئی ہیں ۔ دودھ بھی پہنچایا گیا ہے ۔ اور یہ تمام چیزیں جو فاضل رکن نے اس ہاؤس میں بتائی ہیں وہ بے بنیاد ہیں ۔ اور محض ایک issue کو exploit کرنے کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : Point of Personal Explanation, sir.

جناب والا! میں نے جو باتیں ہاؤس میں عرض کی ہیں ، نہایت ذمہ داری سے اور اپنی ذاتی اطلاع کے مطابق کی ہیں ۔ جناب مختار اعوان صاحب اس دور میں صرف ایک دفعہ تشریف لے گئے ہیں اور میں چوبیس گھنٹے وہاں رہتا ہوں ۔ میں نہایت ذمہ داری سے یہ الفاظ دہراتا ہوں کہ کسی ایک شخص کو کسی سیلاب سے متاثرہ آدمی کو ایک کمبل بھی مہیا نہیں کیا گیا ۔ اگر وہ یہ ثابت کر دیں

اور ان تک یہ اطلاعات پہنچی ہیں تو میں اس ہاؤس میں اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار ہوں گا ۔ میں تو ان کو press کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ انچارج ہیں ان کو چاہیے کہ تقسیم کے سلسلہ میں جو ہماری شکایات ہیں ۔ اگر تقسیم کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی ہوئی ہے مثلاً یہ کہ کمبل اگر تقسیم نہیں ہوئے ، ان کی اطلاع ہے ، کہ کمبل تقسیم ہوئے ہیں ، تو آئندہ وہ اس کی فہرست مہیا کریں میں یہ نہیں کہتا کہ خاص طور پر ضلع مظفر گڑھ کو ۔ ۔ ۔ ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Point of order, sir There is no question of personal explanation at this stage, sir,

بل کی پہلی خواندگی پر کوئی جنرل بحث نہیں ہو سکتی ۔ صرف Principles of Bills پر بحث ہو سکتی ہے اور پرنسپل تو یہ ہیں کہ cess لگایا جائے ۔ انہوں نے یہ oppose کیا ہے کہ cess نہ لگایا جائے اس کی وجوہات دیں گے ۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں جگہ یہ کمبل تقسیم نہیں ہوئے ۔ فلاں جگہ پر آٹا نہیں ہوا ۔ فلاں جگہ پر یہ چیز تقسیم نہیں ہوئی ۔ فلاں جگہ پر فلاں آدمی نہیں گیا ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو جناب والا ! یہ تو cess کا تعلق ہے کہ یہ Tax لگایا جائے اور cess بڑھایا جائے ۔ یہ اس کے خلاف تو کہہ سکتے ہیں کہ cess نہیں لگانا چاہیے ۔ یہ عوام پر بار ہے یا کچھ ہے یہ نہیں کہ first reading of the Bill میں جب کہ Principles of the Bills, under discussion ہوں تو یہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا شروع کر دیں کہ فلاں روپیہ فلاں جگہ سے آیا اس کو تقسیم نہیں کیا گیا ، وہاں کوئی کمبل نہیں دیے گئے ۔ وہاں یہ بھائی نہیں کی گئی ۔

Mr. Speaker : I agree with Sh. Aziz Ahmad on this point.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ۔ میں نے نہیں کہا تھا کہ یہ بے کار ہے ۔ اور فضول ہے ۔ بلکہ جناب وزیر قانون صاحب نے مجھ پر ذاتی حملے

کئے کہ میں نے اس ہاؤس میں جو اطلاعات دی ہیں ، وہ بالکل غلط ہیں ۔ اور بالکل بے بنیاد ہیں ۔

Mr. Speaker : Any member is entitled to question the statement.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ اس امر سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ جب بھی کسی ملک اور قوم پر کوئی آفت آتی ہے تو اُسی ملک کے باشندے ہی ، اُس صوبے کے باشندے ہی اور وہی قوم ہی اپنے بوجھ آپ اُٹھایا کرتی ہے ۔ یہ سیلاب جو ایک قدرتی آفت کے طور پر ہم پر وارد ہوا جس نے اس صوبے کی معیشت کو تباہ کیا ۔ جس نے لاکھوں گھروں کو بے گھر کر دیا ۔ جس میں لاکھوں گھر بہہ گئے ۔ اور وہ لوگ جو عزت کی زندگی گزار رہے تھے ، جو عزت کی روزی کما رہے تھے ، وہ نان شبینہ تک کے محتاج ہو گئے ، اور اُن لوگوں کو بسانے کے لئے ۔ اُن کی امداد کے لیے قوم کے ہر فرد پر اخلاقی اور قانونی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے اُن کی امداد کرے ۔ اور یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے جناب والا ! کہ جب اس صوبہ پر یہ آفت نازل ہوئی ۔ جب یہ صوبہ سیلاب کی زد میں آیا تو میں سمجھتا ہوں ۔ کہ اس صوبہ کا ہر ذی شعور فرد تڑپ اُٹھا ۔ اُس کے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوئی ۔ ایک لگن پیدا ہوئی ۔ اور جتنی بھی جو شخص امداد کر سکتا تھا اُس نے حتی المقدور امداد کی ۔ اور وہ امداد جہاں تک ذاتی امدادیں کیں ، اُنہوں نے خود جا کے لوگوں تک پہنچایا ۔ صرف وہی نہیں تھیں ۔ بلکہ حکومت پر بھی اعتماد کیا گیا اور لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کے عطیات حکومت کے فنڈز میں (جن میں وزیر اعظم کا فنڈ بھی شامل ہے ۔ جن میں گورنر کا فنڈ بھی شامل ہے) لوگوں نے جمع کرائے ۔ اور اس اُمید پر جمع کرائے کہ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ہاؤس کو غلط اطلاع دی جا رہی ہے کہ یہ فنڈ ہیں ۔ یہ صرف وزیر اعظم صاحب کا فنڈ ہے ۔ گورنر صاحب کے نام کا کوئی فنڈ نہیں ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, this fund was announced in the name of the Governor and I am very sorry on this point of Mr. Law Minister, and

that he dosen't know that a fund was created in the name of the Governor of the Punjab. Sir, he should apologise in this House for the misstatement This fund was created prior to the creation of the Prime Minister's Fund.

وزیر قانون : جناب والا ۔ اس وقت کوئی فنڈ موجود نہیں ہے جس کو گورنر فنڈ کہاں جاوے ۔ صرف Prime Minister کا فنڈ موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو پھر وہ فنڈ کہاں گیا ۔

وزیر قانون : وہ merge کیا گیا تھا ۔ آپ کی اطلاع غلط ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہاں تو وہ ختم تو نہیں کیا گیا ۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ fund تھا ہی نہیں ۔ جناب والا ! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس قسم کے cess لگانے پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ بشرطیکہ حکومت وہ اعتماد پیدا کرتی ۔ قوم نے جس قدر عطیات جمع کئے تھے ۔ قوم نے سیلاب زدگان کے لئے جس قدر رقوم حکومت کے حوالے کی تھیں ۔ اور بین الاقوامی طرق پر جس قدر امدادیں حکومت کو ہوئیں ۔ حکومت ان کا مصرف قوم کو بتاتی ۔ اور یہ وضاحت کی جاتی ۔ کہ ہمیں جس قدر امداد باہر سے اور اپنی قوم سے وصول ہوئی ہے ۔ اسے تقسیم کرنے کے بعد یہ ضرورت باقی رہ جاتی ہے ۔ کہ ہم tax کی شکل میں cess کی شکل میں مزید رقوم حاصل کریں ۔ تا کہ ان کی زیادہ سے زیادہ امداد کی جاوے ۔

اگر جناب والا اس طریقہ سے سیلاب زدگان کی امداد کی جاتی اور پھر اس قسم کے ٹیکس یا سیس لگائے جاتے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسی شخص کو اختلاف نہیں ہو سکتا تھا ۔ اگر آج ہم اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ اور پرزور الفاظ میں مخالفت کر رہے ہیں تو وہ صرف اسی وجہ سے کہ پہلے جو لاکھوں اور کروڑوں روپے قوم سے اور بین الاقوامی طور پر امداد کے طور پر حکومت کے پاس آئے ہیں ان کا جناب والا ! مصرف آپ نے نہیں بتایا ۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کا کس طرح سے مصرف ہوا ہے ۔ وہ روپیہ سیلاب زدگان تک جناب والا نہیں پہنچا ۔

وزیر قانون : جناب والا! فاضل رکن بحث کو جس رخ پر لے جانا چاہ رہے ہیں ، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے دائرۂ اختیار میں ہے ۔ یہ بات مرکزی حکومت سے تعلق رکھتی ہے ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ درست ہے کہ اس کو یہاں بھی ڈسکس کیا جائے ۔ جناب والا! فنڈ مرکزی حکومت کی تحویل میں ہے وہ اس کو تقسیم کر رہے ہیں ۔ یہ بل سیس کی خاطر پیش کیا گیا ہے تو اس کی ڈسکشن کو مناسب حد تک ہی رکھا جائے تو بہتر ہوگا ۔ لیکن جو بات پنجاب کے دائرۂ اختیار میں نہیں ہے اس پر بحث نہ کی جائے اور جو پنجاب کے دائرۂ اختیار میں ہے اس پر بحث کی جا سکتی ہے ۔ جناب والا! حاجی صاحب کی تمام تقریر جو اب تک ہوئی ہے وہ وزیر اعظم فنڈ گورنر فنڈ یہاں کی امداد اور بیرونی امداد پر ہوئی ہے اور ان کی تمام بات غیر متعلقہ ہے ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کو ریکارڈ سے حذف فرمایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کی بات میں کافی وزن ہے ۔ اور یہ بہتر ہوگا اگر بحث کو پنجاب گورنمنٹ تک ہی محدود رکھا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس سے بہر حال جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ مزید شکوک و شبہات پیدا ہوں گے کہ شاید جو امدادیں مرکز کے فنڈ میں دی گئی ہیں اور جو رقوم مرکز کے پاس جمع ہوئی ہیں ان میں سے صوبے کو کوئی حصہ نہیں ملا اور یہ کہ وہ صرف مرکز کی حد تک ہی محدود ہیں ۔ اور ان میں صوبے کا کوئی حصہ نہیں اور اس کا ان میں کوئی عمل دخل نہیں ہے یا یہ کہ اس کو اس کا حق نہیں دیا گیا ۔ اس سے شک و شبہات پیدا ہوں گے اور وہ اور زیادہ بڑھیں گے ۔ جناب والا! وزیر اعظم کے ہزاروں بیانات موجود ہیں جن میں انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کروڑوں روپیہ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے رکھا ہوا ہے اور اس میں بیشتر حصہ بین الاقوامی امداد کی شکل میں بھی آیا ہوا ہے ۔ اس کا بیشتر حصہ اس فنڈ سے بھی دیا گیا ہے جو پرائم منسٹر کے فنڈ سے اکٹھا ہوا تھا اور جب وہ صوبے کے نام ایلوکیٹ ہو جاتا ہے تو صوبے کو اس کا حصہ مل جاتا ہے ۔ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو صوبے کے ہر فرد

کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ اس فنڈ کو خرچ کرنے کا مطالبہ کرے ۔ صوبے کے عوام کی امداد کا مطالبہ کرے اور وہ اپنی حکومت کو کہے کہ جو روپیہ یا رقوم سیلاب زدگان کے لیے ملی ہیں ان کو خرچ کیا جائے ۔

Sheikh Aziz Ahmed : It will come at the proper time. The member should confine himself to the general principles of the Bill.

کہ فنڈ کہاں سے آئے گا یا کہاں سے نہیں آئے گا ۔ اس نے تو اپنے وقت پر آنا ہی ہے کہ کیا ہمیں ملا ہے ۔ کیا ہمیں نہیں ملا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کوئی فنڈ بھی ہمیں نہیں ملا ۔

مسٹر سپیکر : جو کچھ شیخ عزیز احمد صاحب نے فرمایا ہے اس کو نوٹ کر لینا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یا تو ہمیں یہ وضاحت کر دیں کہ ہمیں کسی قسم کا حصہ نہیں ملا ۔ اگر مل رہا ہے تو ہم اس کو ایک طرف رکھ دیں گے ۔ اور اگر صوبوں کو فنڈ کی ایلوکیشن ہو رہی ہے اور ہمارا حصہ ہمیں ملا ہوا ہے تو ہمیں اس کا مصرف بتایا جائے ۔ جب تک یہ وضاحت نہیں ہو جاتی ہمارا حق ہے کیونکہ ہمارے اس صوبے کا یہ مسئلہ ہے ۔ ہم اس پر سیر حاصل بحث کر سکتے ہیں اور تنقید بھی کر سکتے ہیں ۔ تو جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ حکومت پنجاب نے اس وقت سیلاب زدگان کے ساتھ سرد مہری کا ثبوت دیا ہے ۔ اور تو اور یہی cess جس کی خاطر امن پاؤس میں یہ بل پیش کیا گیا ہے یہ چھ ماہ قبل آرڈیننس کی شکل میں پیش کیا گیا تھا ۔ اور اس کے نتیجہ میں لاکھوں روپیہ کی رقوم حکومت کو موصول ہو چکی ہیں ۔ مگر اس وقت تک ریکارڈ میں ایک پائی بھی نہیں آئی کہ سیلاب زدگان کے لیے ان کی امداد کے لیے ان میں تقسیم کی گئی ہو ۔ آپ اسی سیس کو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ کی شکل میں وصول بھی کر چکے ہیں لیکن اس وقت تک ایک پائی بھی خرچ نہیں کی گئی ۔ تو ان حالات میں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ کس مقصد کے لیے یہ سیس لگا رہے ہیں ۔ کس مقصد کے لیے یہ ٹیکس آپ وصول کر رہے ہیں ۔

جب آپ ان کو کوئی امداد دیتے ہیں تو وہ بھی ان کو مقروض کرنے کے لیے ان کی اولادوں کو گروی رکھنے کے لئے - لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس وقت تک کوئی گرانٹ یا امداد نہیں دی گئی اور پھر اس قسم کی امداد جس کو تقاوی قرضے کہتے ہیں ان کو بھی آپ امداد کا نام دیتے ہیں - تو اس قسم کی آپ تخصیص کر رہے ہیں - جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے سب سے زیادہ نقصان ضلع رحیم یار خاں کو پہنچا ہے - جس وقت جناب والا ! تقاوی کی ایلوکیشن کا سوال پیدا ہوتا ہے - پانچ کروڑ کی ایلوکیشن کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ہمارے سامنے یہ مثالیں یا نظیریں بھی موجود ہیں کہ ایک ایک سب ڈویژن کو 54/54 لاکھ امداد کے طور پر دیا گیا جب کہ سارے ضلع رحیم یار خان کو صرف 25 لاکھ کی امداد دی گئی ہے -

مسٹر سپیکر : بحث کو بل کے اصولوں تک ہی محدود رکھا جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا میں ان پر بھی آ رہا ہوں - انہوں نے یہ مانا ہے کہ یہ بل سیلاب زدگان کی امداد کے لئے پیش کیا گیا ہے - امداد میں تقاوی قرضوں کو بھی شامل کیا ہوا ہے یہ کہہ کر کہ یہ امداد ہے -

Sheikh Aziz Ahmed : Let him discuss the principles of the Bill, This does not concern the principles of the Bill.

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب میں نے ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ اس پر بحث کرنے کا اس وقت کوئی موقع نہیں ہے (اور نہ کوئی سٹیج ہے) کہ فلاں ضلع کو کتنا دیا گیا اور کتنا نہیں دیا گیا -

وزیر قانون : جناب والا ! آپ کے روکنے اور منع کرنے کے باوجود وہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں اور اس طرح سے وہ اس معزز ایوان کا وقار اور استحقاق مجروح کر رہے ہیں - اس سے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے - یا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بات کو اچھی طرح سے سمجھا نہیں سکے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہو

سکتا ہے کہ آپ یہ ٹیکس یا سیس نیک نیتی سے لگا رہے ہوں مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ ٹیکس کن پر لگایا جا رہا ہے ۔ کیا اس چیز کو بھی آپ نے دیکھا ہے ۔ جناب والا ! غریب مزدور طبقہ جو سارا دن محنت مزدوری کرتا ہے اور سارے دن کی تھکن دور کرنے کے لیے سینما شو دیکھنے جاتا ہے ان کا کہاں خیال رکھا گیا ہے ۔ یہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ ہم سینماؤں میں اور زیادہ اضافہ کریں گے کیونکہ ان سے غریب طبقہ کی تفریح کا زیادہ سامان پیدا ہوتا ہے ۔ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ سینماؤں کے مالکان پر ٹیکس لگاتے جن کا 25/25 لاکھ کا سینما ہے ۔ لیکن پھر بھی اگر آپ ٹیکس لگاتے ہیں تو غریب مزدور پر لگاتے ہیں اور وہ ڈیڑھ روپیہ یا پونے دو روپیہ کی ٹکٹ خرید کر سینما شو دیکھتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں اور سینما کے مالکان کی آپ نے پرورش کی ہے اور جناب والا ! یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ سیس لگا ہے مگر اس کی وصولی سینماؤں پر چھوڑ دی گئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وصولی کا کسی قسم کا کوئی طریق کار نہیں ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, may I draw your kind attention to observation of Mr. Speaker at page 887, National Assembly of Pakistan Debate dated 5th June, 1967, wherein he observed :

> May I remind the hon'ble member that instead of going into the details of the provisions in different Sections, he should discuss the general principles, because he can speak about them when the specific clauses are put before the House.

جناب ! اب یہ کلاز وائز شروع ہوگئے ہیں کہ محصول ایک روپیہ چھوٹر پیسے پر دس پیسے لگے گا ۔ جناب والا ! یہ کلاز ابھی زیر بحث نہیں آئی ۔ صرف جنرل پرنسپل پر بحث ہو رہی ہے ۔

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to cotinue please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! پھر اس کی وصولی کا کوئی انتظام نہیں ۔ اس کے لیے کوئی طریقۂ کار متعین نہیں کیا گیا ۔ وہ بھی اس سینما کے مالک

کے رحم و کرم پر ہے۔ چاہے آپ کو جتنا بھی دکھا دیں کہ اتنی ٹکٹیں فروخت ہوئی ہیں اور ٹیکس اسی حساب سے وصول ہوگا۔ ٹیکس دینے والے کو اس کی رسید کسی شکل میں نہیں ملتی۔ entertainment ٹیکس ہم دیتے ہیں اس کے پیچھے ٹکٹ لگی ہوئی ہوتی ہے جو گورنمنٹ کو رسید مل جایا کرتی ہے مگر اس کا جناب والا ! کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ پھر ریس کورس ٹیکس لگایا گیا ہے میں نہیں کہتا کہ ریس کورس پر جانے والوں پر ٹیکس نہ لگائیں بلکہ اس سے زیادہ لگائیں میں اس کا روادار ہوں۔

Mr. Speaker : Haji Sahib, There is also clause 4. Please see that :

> "Government may make rulse for carrying out the purposes of this Act.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا۔ نہیں بنے۔ یہ دو مہینے سے نافذ ہے۔ ہمیں تجربہ ہو چکا ہے، اس کے لیے وصولی میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آگے قائم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے ریس کوریس cess تجویز کیا ہے۔ اس سے زیادہ تجویز کریں۔ ہم اس کے حق میں ہیں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ discourage کریں۔ مگر مجھے یہ بتائیں کہ جو شخص گھوڑ دوڑ دیکھنے کے لئے جاتا ہے اس پر آپ ٹیکس لگا رہے ہیں اور جو ان اڈوں کا منبع ہے، جو ان گھوڑوں کا مالک ہے۔ جو ان ریس کورس کے ٹھیکیدار ہیں ان پر کیوں رحم کر رہے ہیں۔ ان کو کیا رعایات آپ کو مقصود ہیں۔ ان کو آپ نے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ کیا اس سارے صوبے میں آپ کے لئے یہی دو آئیٹم دکھائی دیتے تھے۔ یہی دو مدیں تھیں جن پر آپ نے ٹیکس لگانا تھا۔ میں تو کہوں گا کہ آپ کو دکھائی ہی نہیں دیا ہے کہ چھوٹے طبقے سے اگر کسی طریقہ پر کوئی ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اسی انداز سے وصول کیا جا سکتا ہے اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ آپ چھوٹے طبقے پر بوجھ ڈال سکیں۔ یہ سیلاب کی cess اور ریلیف کا سوال ہے۔ سیلاب زدگان کو کروڑوں اور اربوں روپے کی ضرورت ہے۔ ان کی انتہائی امداد کرنی چاہیے اور اس کے لئے ہمیں ٹھوس اور مؤثر طریقے پر ٹیکسیشن لانی چاہیے تھی اور وہ ٹیکسیشن ہمیں اس

قسم کی لانی چاہیے تھی جس سے چھوٹا طبقہ کم از کم متاثر ہو بلکہ بالکل متاثر نہ ہو ۔ اگر کوئی طبقہ متاثر ہو تو وہ بڑا طبقہ متاثر ہو ۔ اور اس سے ہمیں اتنی امداد مل سکے کہ ہمارا وہ مقصد جو سیلاب زدگان کی امداد کرنے کا ہے وہ پورا ہو سکے اور اس سے ہم اپنے مقاصد بروئے کار لا سکیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اگر حکومت یہ سیس یہ ٹیکس اس قسم کے بل اور اس قسم کے آرڈیننس نافذ کر کے سمجھتی ہے کہ وہ سیلاب زدگان کے اندر یہ تأثر پیدا کرنا چاہتی ہے کہ حکومت ان سے بے خبر نہیں ہے اور حکومت ان کے لئے امداد کے ذرائع پیدا کر رہی ہے ۔ حکومت اس کے لئے سیس لگا رہی ہے تو یقین جانیں آپ کے یہ حربے کسی حالت میں کامیاب ثابت نہیں ہو رہے ۔ عوام بجائے اس کو اپنی امداد سمجھنے کے ۔ ۔ عوام بجائے اس کو یہ سمجھیں کہ آپ سیلاب زدگان کے ساتھ کوئی ہمدردی رکھتے ہیں بلکہ ان میں یہ تأثر دن بدن بڑھتا جا رہا ہے کہ آپ کو سیلاب زدگان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے ۔ آپ کو چھوٹے طبقے سے کوئی ہمدردی نہیں ہے ۔ آپ جو بھی ٹیکس تجویز کرتے ہیں وہ چھوٹے طبقے پر کرتے ہیں اور اس کا بوجھ براہ راست ٹیکسیشن کی شکل میں عام آدمی پر زیادہ سے زیادہ واقع ہوتا ہے ۔ یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے ۔ یہ کوئی اچھی ٹیکسیشن نہیں ہے ۔ اور نہ ہی یہ کوئی اچھی روایت ہے جس سے آپ اس صوبہ کے عوام اور سیلاب زدگان کی کسی قسم کی خدمت کر سکیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ آپ از راہ کرم اس بل کو واپس لیں ، اس ٹیکس کو واپس لیں اور اس کے متبادل آپ مؤثر ٹیکسیشن لگا کر یہ یقین دہانی کرا دیں کہ جو بھی پیسہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے وصول ہوگا ٹیکس کی شکل میں یا کسی اور ذریعہ سے اس کو آپ دیانتداری کے ساتھ خرچ کریں گے ۔ پہلے آپ عوام میں اعتماد پیدا کریں بلکہ آپ کے پاس جو پیسہ جمع ہو چکا ہے جو آپ وصول کر چکے ہیں اس کو تقسیم کریں ۔

Mr. Speaker : Let us restrict ourselves to the principles of the bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ اس سیس کا وصول شدہ پیسہ ہے ۔

Mr. Speaker : But that does not involve the principles.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو ٹیکس آپ لگا رہے ہیں اسی سے پرنسپل discuss ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : please continue.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شکریہ ۔ جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ میرے فاضل وزیر خزانہ میری ان معروضات پر توجہ فرماتے ہوئے اس بل کو اپنی prestige کا مسئلہ نہ سمجھتے ہوئے اسے واپس لیں اور اس کے متبادل صحیح اور ٹھوس بنیادوں پر اور عوام میں اعتماد پیدا کرنے کے بعد ایک ایسا بل لائیں جس سے سیلاب زدگان بھی مطمئن ہو سکیں ۔ ان کی صحیح امداد بھی ہو سکے اور اس ایوان کا بھی بھرپور تعاون اور متفقہ اعتماد حاصل ہو سکے ۔

سید ثابش الوری : جناب سپیکر ! ہمارے ملک میں cess کی تاریخ بڑی تلخ رہی ہے ۔ عام طور پر حکومتیں مختلف مواقع پر (cess) عائد کرتی رہی ہیں جن کی نوعیت عارضی ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker : Let us not discuss the principles of cesses.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں سیس کی تعریف کر رہا ہوں ۔ یہ بھی ایک سیس ہے اور کسی طرح بھی ماضی کے سیس سے مختلف نہیں ۔ مجھے اپنے آغاز کلام میں اختصار کے ساتھ یہ بتانے کی اجازت دی جائے کہ اس طرح کے cess کے نتیجہ میں اس ملک کے عوام نے کیسے تلخ تجربات حاصل کیے ہیں ۔

مسٹرسپیکر : ثابش صاحب آپ موضوع زیر بحث پر تقریر کریں ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! cess اپنی نوعیت کے اعتبار سے عارضی ہوتا ہے ۔ لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جب بھی یہ عائد کیا گیا مستقل ہو کر رہ گیا ۔ آپ کے سامنے میں ایک مثال رکھتا ہوں ۔ مشرقی پاکستان کے طوفان اور سیلاب کے سلسلے میں اس ملک میں بڑی فراخدلی کے ساتھ عطیات دیے

گئے تھے اس کے ساتھ آپ کو یاد ہوگا پٹرول پر ایک روپے کا cess عائد کیا گیا تھا ۔

Mr. Speaker : Let us not discuss something not done by this Legislative Assembly.

سید ثابش الوری : جناب والا ! مجھے یہ حق ہے کہ میں اس cess کے سلسلے میں حوالہ دیتے ہوئے اپنی گزارشات پیش کروں ۔

Mr. Speaker : But you can just refer. That matter can not come for scrutiny before this House.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ صرف حوالے کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو واقعہ بیان کرنے لگے ہیں ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! مجھے اجازت دیں کہ میں یہ بتا سکوں کہ cess اس ملک میں اور اس صوبے میں آج بھی غلط طور پر وصول اور استعمال کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : That I cannot do. Let us discuss the present legislation and not the history of cesses.

سید ثابش الوری : جناب والا ! لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماضی کی ان تلخ یادوں کو دہرائیں جن کی وجہ سے آج ہم نئے cess سے دوچار ہیں ۔

Mr. Speaker : I may then have to request you to resume your seat and that will be very regrettable.

سید ثابش الوری : جناب والا ! آپ مجھے یہ اجازت نہیں دیں گے کہ میں یہ بتاؤں کہ مشرقی پاکستان کا وہ cess آج بھی اس صوبے میں پٹرول کی قیمت کے ساتھ وصول کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : That House is not the forum for that.

سید تابش الوری : جناب والا! اس ہاؤس کے اختیار میں ہے - ہم اس cess کو رد کرنا چاہتے ہیں - ہم پرانی غلطیاں دھرا کر اس ملک اور صوبے میں غلط قسم کے ٹیکس عائد کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے - ۔

Mr. Speaker : The hon'ble member may please resume his seat.

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے اجازت دی جائے - میں بالکل relevant ہوں -

Mr. Speaker : I have given a ruling that you are not relevant and this for the Chair who decides that.

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس حوالے کے ساتھ یہ عرض کروں کہ جو cess اس وقت ہمارے سامنے ہے اس کا مستقبل بھی ان cesses سے مختلف نہیں ہوگا جو ماضی نے ہمیں ورثے میں دیئے ہیں - جناب والا ! ہم دیکھ رہے ہیں بہاولپور میں 1936ء سے مالیہ کے ساتھ ایک مسجد الصادق سیس وصول کیا جا رہا ہے -

Mr. Speaker : The hon'ble member may please resume his seat, Finance Minister please.

سید تابش الوری : جناب والا ! 36 سال سے cess وصول کیا جا رہا ہے اور 36 سال سے وہ مسجد نا مکمل ہے -

Mr. Speaker : Please resume your seat. I have given a decision.

سید تابش الوری : جناب والا! اب میں اس cess کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں -

Mr. Speaker : That stage has gone.

سید تابش الوری : جناب والا! آپ مجھ سے کیوں زیادتی فرماتے ہیں ؟

Mr. Speaker : I have to decide when the member persists in irrelevancy.

Though it is a very sad duty of the Chair but that he has to perform some time.

سید قابش الوری : جناب والا! آپ میرے ساتھ نا انصافی کر رہے ہیں۔ میں جب بھی حکومت کے سامنے کوئی سنگین حقیقت یا تلخ صورت حال پیش کرتا ہوں میرا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ اس لیے میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

میاں خورشید انور : جناب والا! آپ کی رولنگ کے خلاف تمام حزب اختلاف واک آؤٹ کرتی ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ممبران ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ : جناب والا! پنجاب فلڈ ریلیف سیس کے سلسلہ میں جو بحث آج اس ایوان میں ہوئی ہے اس میں دو باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ حکومت اس سیس کے ذریعے بتانا چاہتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے۔۔۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔۔۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔۔۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی۔۔۔۔۔ کورم ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس سیس کے ذریعے حکومت سیلاب زدگان کو یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ حکومت ان کے لیے بہت کچھ کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سیس کے ذریعے یہ تاثر دینا مقصود نہیں ہے کیونکہ صوبے کے عوام پہلے سے جانتے ہیں اس حکومت نے سیلاب زدگان کے لیے جو کچھ کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی سیلاب آتے تھے لیکن کسی حکومت کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اتنا کچھ عوام کے لیے کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سیس کے

ذریعے اتنی رقم جمع نہیں ہوگی جتنی ہم نے سیلاب زدگان کے لیے شروع کی ہوئیں ہیں اور اس کے ذریعے ہم یہاں سے یہ رقمیں نہیں نکال سکتے - اس سیس سے چند لاکھ روپے وصول ہوں گے جب کہ جو رقمیں ہم خرچ کر رہے ہیں سیلاب زدگان پر وہ کروڑوں میں جاتی ہیں - عنقریب ترمیمی بجٹ یعنی سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا جائے گا تو تمام دوست اس بات کو جان لیں گے کہ ہم پنجاب میں 23 کروڑ روپے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے خرچ کر رہے ہیں جو کسی صورت میں اس سیس سے پوری نہیں ہو سکتی - ہم یہ بے وقوفی نہیں کریں گے کہ اس سیس کے ذریعے جو ہم لگا رہے ہیں اس کے ذریعے سیلاب زدگان کے لیے اتنی رقمیں جمع کر لیں - جو رقم اس کے ذریعے جمع ہوگی وہ بہت قلیل ہوگی - اسی طرح جناب والا! قطرہ قطرہ بن کر سمندر ہو جاتا ہے - ہمیں جہاں سے رقم ملتی ہے وہ جمع کر رہے ہیں - اس لیے ہمارا مقصد اس سیس کو لگانے سے یہی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو جائے -

اس ایوان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عوام کی رائے لے لی جائے - ہمارے دوست یہ جانتے ہیں کہ یہ کوئی مستقل ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ ایک عارضی ٹیکس ہے اور ہم اسے عارضی طور پر لا رہے ہیں - جناب والا ! یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں عوام کو اعتماد میں لینا چاہیے - جناب والا ! عوام کا اعتماد پیپلز پارٹی کو حاصل ہے ، اس لئے اعتماد کا سوال ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جنہیں عوام نے رد کر دیا ہے - اس لئے وہ جائیں اور پوچھیں - اس سیس کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو متداول کرایا جائے - جناب والا یہ سیس پہلے سے عوام ادا کر رہے ہیں اور میں اس بات کو واضح طور پر آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ عوام کی جانب سے کسی ایک جگہ سے کسی ایک شخص نے اعتراض نہیں کیا ہے کہ ہم سے یہ 10 پیسے آپ کیوں وصول کر رہے ہیں - اس لئے ہم جو صبح و شام لوگوں کو مہیا ہیں - ہمارے سامنے لوگ آتے ہیں - کہیں سے ہمیں شکایت آئے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ایسی بات ہے - جناب والا - یہاں یہ بھی کہا گیا کہ جو کچھ حکومت سیلاب زدگان کے لئے کر رہی ہے اسے امداد نہیں کہا جا سکتا - آپ ساری دنیا میں اگر نظر دوڑائیں تو بڑے بڑے

ممالک چھوٹے ممالک کو ناک رگڑوا کر اور سجدے کرا کر سود کے اوپر رقم دیتے ہیں اور اس کا نام امداد رکھتے ہیں ۔ لیکن حکومت کروڑوں روپے کا قرض پہلی مرتبہ دیہات میں لے جا رہی ہے اور اس پر کوئی سود وصول نہیں کر رہی ۔ اس کو کہتے ہیں تقاوی ۔ اس کو کہتے ہیں قرض حسنہ ۔ جناب والا ۔ اگر لوگوں کو رقم جائے اور وہ اس سے اپنی فصلیں کاشت کریں اور اس سے اپنی معیشت بہتر بنائیں تو اس سے زیادہ بہتر امداد اور کیا ہو سکتی ہے ۔ کیا امداد صرف یہ ہے کہ انہیں چند وقت کی روٹی دے دی جائے اور پھر ان کا پتہ بھی نہ پوچھا جائے ۔ یہ کوئی امداد نہیں ہے ۔ امداد وہ ہے جو محنت کشوں کو ان کے قدموں پر کھڑا کرے ۔ یہ ان تقاوی قرضوں کے ذریعے سے دی جا رہی ہے جن پر کوئی سود نہیں لیا جا رہا ۔ جس سے ہم محنت کشوں اور کسانوں کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں ۔ اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ یہ رقمیں جو انہیں دی جا رہی ہیں یہ خالصتاً اس خیال سے دی جا رہی ہیں کہ اس سے پیداوار میں اضافہ ہو ورنہ اگر ہم بھوکے اور غریب عوام کو روپیہ دے دیں تو ان کے مقدمات اور شادی بیاہ پر خرچ ہو جائیں گے ۔ اس لئے انہیں یہ قرض اجناس کی صورت میں بیج کی صورت میں ۔ کھاد کی صورت میں دئے جا رہے ہیں ۔ ٹریکٹروں کے ذریعے کاشت کی صورت میں دئے جا رہے ہیں ۔ ٹریکٹر خریدنے کے لئے دئے جا رہے ہیں ۔

یہاں یہ بھی کہا گیا کہ ان قرضوں کی ادائیگی کرنے کا طریقۂ کار بڑا لمبا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلی دفعہ یہ ہوا ہے کہ وہ نکاح کی قسم کی اس میں جو پہلے قرضے حاصل کرنے کے لئے ہوا کرتی تھیں انہیں یکسر ختم کر دیا گیا ہے اور صرف شخصی ضمانت پر پہلے دو ہزار روپے کی حد تھی اب اڑھائی ہزار روپے تک شخصی ضمانت پر ایک شخص کو قرض مل سکتا ہے اور یہی نہیں کہ صرف وہ لوگ جن کے پاس زمین ہے وہ قرض لے سکتے ہیں بلکہ کوئی بھی شخص جو یہ شخصی ضمانت دے سکتا ہے خواہ اس کے پاس زمین ہے یا نہیں ہے سب کے لئے ہم نے اڑھائی ہزار روپے تک قرض دینے کا اہتمام کیا ہے ۔ جناب والا ! صوبہ بھر میں 600 ایسے مراکز قائم کئے گئے ہیں جہاں اجناس کی صورت میں یہ قرضہ

مل سکتا ہے - ہر مرکز پر کوآپریٹو بنک کا، زرعی ترقیاتی بنک کا نمائندہ موجود ہے - ہر مرکز پر محکمہ مال کا پٹواری - گرداور یا نائب تحصیلدار موجود ہے تا کہ جس مرکز پر بھی کوئی شخص جائے وہیں اس کا ریکارڈ بھی چک ہو جائے - اس کی ضمانت بھی مل جائیں اور وہیں اسے قرضہ بھی منظور ہو جائے - وہیں اسے بیج بھی مل جائے - وہیں سے اسے کھاد بھی مل جائے - جناب والا - آج تک دولت کا رخ صنعت کاروں اور بڑے بڑے اجارہ داروں کی جانب رہا - سہگلوں - داؤدوں اور آدم جی کو کروڑوں روپے کے ملتے رہے لیکن وہ کاشت کار جو بنکوں کی تجوریاں بھرتے رہے انہیں چند لاکھ روپے بھی نہیں ملتے تھے - تو اس سال پہلی مرتبہ عوام کو اور کاشت کاروں کو بلا سود قرضے دیئے جا رہے ہیں - اور ایک سو کروڑ روپے قرضوں کی صورت میں عوام میں اور کاشت کاروں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں اس کے باوجود یہ کہا جا رہے کہ عوام کو کوئی امداد نہیں دی جا رہی - جناب والا - یہ قرضے زرعی ترقیاتی بنک دے گا - کوآپریٹو بنک دے گے یہاں تک کہ نجی بنک بھی دیں گے لیکن ظاہر ہے کہ ہم ان بنکوں کو یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ کوئی سود نہ لیں اس لئے کہ یہ ان کا کاروبار ہے - اس لئے ان قرضوں کا جتنا بھی سود بنے گا وہ ہم ان بنکوں کو ان اداروں کو پرائم منسٹر فنڈ میں سے ادا کریں گے - تو یہ ہے وہ امداد کہ پرائم منسٹر فنڈ میں سے جتنی رقم پنجاب کے حصے میں ملے گی وہ ان قرضوں کے سود کی صورت میں ان بنکوں اور ان اداروں کو دی جائے گی - اس اعتبار سے کسی دوست کو اس مغالطے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ پرائم منسٹر فنڈ میں جو رقم جمع ہوئی ہے وہ ہمیں نہیں ملے گی - یہ کیسے ہو سکتا ہے - جناب والا - یہاں بار بار ایک مغالطہ پھیلایا جا رہا ہے - میں حیران ہوں کہ اتنی بڑی جسارت کی جا رہی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت یہ تمام ٹیکس یہ تمام امداد اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے استعمال کرے گی - جناب والا - حکومت اپنی آمدنی میں اضافہ کس لئے کرتی ہے - کیا وہ آمدنی جو حکومت کو جاتی ہے سے کوئی وزیر اعظم - کوئی گورنر - کوئی وزیر اعلیٰ کوئی وزیر خزانہ اپنے گھر لے جاتا ہے - کیا میرے دوستوں کو یہ یاد نہیں رہا کہ اس

سال جو بجٹ اس ایوان نے منظور کیا اس میں سات کروڑ روپے کا خسارہ ہے ۔ اس خسارے کے بجٹ کے ساتھ آپ کروڑوں روپیہ کی امداد دیں گے تو وہ کروڑوں روپے کہاں سے آئیں گے ۔ کہیں سے تو آپ کو وہ کروڑوں روپے حاصل کرنے ہوں گے ۔ آپ ٹیکس لگائیں گے ۔ آپ امداد وصول کریں گے ۔ آپ بیرونی امداد صرف کریں گے تب کہیں جا کر وہ خسارے کی رقم پوری ہوگی ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے گیارہ کروڑ روپے ملازمین کی پینشن اور تنخواہوں کی صورت میں منظور کی ہے ۔ وہ کہاں سے آئیں گے ۔ جناب والا ۔ کیسی بے وقوفی اور ناسمجھی کی بات کی جاتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں کچھ نہیں دیا ۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا کہ اگر میں نے آپ سے 10 روپے لینے ہوں تو پہلے کہوں کہ میرے دس روپے ادہر رکھو اور پھر کہوں کہ میں نے اپنی طرف سے دیئے ۔ کیا وہ مالیہ اور آبیانہ جو حکومت پنجاب نے ان غریب کاشت کاروں سے ، ان سیلاب زدگان سے وصول کرنے تھے وہ وصول کیے جا رہے ہیں ؟ وہ وصول نہیں کئے جا رہے اور یہ ہے امداد کہ جو ہم نے وصول کرنے تھے وہ وصول نہیں کر رہے ۔ تو جب ہم نے ان سے یہ سات کروڑ روپے کے برابر رقم وصول نہیں کرنی تو وہ خسارہ کہاں جائے گا ۔ وہ آپ ہی کے بجٹ میں آئے گا اور وہ آپ ہی اپنے پلے سے دیں گے ۔ اور وہ کہاں سے آئے گا ۔ جس سے آمدنی ہو تو وہ میں اپنے گھر نہیں لے جا سکتا اسی طرح میں غریب آدمی اپنے گھر سے سات کروڑ روپیہ لا کر پورا نہیں کر سکتا ۔ یہ کہیں سے آئے گا تو میں وہ عوام کو دوں گا ۔ اس صورت میں یہ کہنا کہ کچھ نہیں دیا جا رہا ہے ۔ اس کا طریقہ دراصل یہ ہے کہ جو لینا تھا وہ لیا نہیں جا رہا اور یہی امداد ہے اور یہی قرض حسنہ ہے جو دیا جا رہا ہے ۔ جو انہیں تقاوی قرضے دیئے جا رہے ہیں ۔ یہ بھی باقاعدہ ایک مثبت انداز میں امداد کی صورت ہے ۔

جناب والا ! یہاں یہ کہا گیا کہ سیناؤں پر ٹیکس لگا دیا گیا ۔ ریس پر بھی ٹیکس لگانا چاہیئے تھا ۔ ریس پر بھی ٹیکس لگایا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پنجاب کے دل لاہور شہر میں 50 سینما ہیں لیکن پورے پنجاب میں ریس کا ایک میدان ہے جس میں جتنی نفری آتی ہے وہ ایک سینما کے برابر ہوتی ہے ۔

میں اس پر کتنا ہی ٹیکس لگا دوں اور یہ ریس ہر روز نہیں ہوتی ہے - چند دن ہوتی ہے - میں اس پر کتنا بھی ٹیکس لگا دوں تو مجھے کیا ملے گا - یہ ہماری مجبوری ہے کہ کسی ایسے شعبے میں ٹیکس لگایا جائے جہاں سے ہمیں چار پیسے وصول بھی ہو سکیں - ایسے مغالطے محض اس لیے پیدا کئے جاتے ہیں اور شور مچا مچا کر - کیونکہ جب دلائل میں وزن نہیں ہوتا تو پھر انسان زیادہ سے زیادہ گلا پھاڑ کر چیختا ہے لیکن پھر بھی اس کے دلائل میں وزن نہیں پیدا ہوتا -

جناب والا ! یہاں یہ بھی کہا گیا کہ حکومت نے ابھی تک کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے - میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں - آپ نے دبے الفاظ میں اس بات کا تو بہت شور مچایا اور یہ کہا گیا کہ جو اتنے کروڑوں روپے بلکہ اربوں روپے وزیر اعظم فنڈ میں جمع ہو گئے ہیں وہ خرچ نہیں کئے گئے - تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اول تو وہ رقم اربوں میں نہیں ہے اور دوسرے جو کچھ بھی جمع ہوا ہے وہ تقاوی کے سود کی صورت میں مرکز پنجاب کو دے گا لیکن میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس صوبے کو جیسے کہ میں نے کہا کہ 23 کروڑ روپے آئندہ بجٹ میں آپ کو پتہ چلے گا کہ سیلاب زدگان پر خرچ کی گئی - ان کی امداد کے لیے مرکزی حکومت نے ہمارے قرضے معاف کر دیے ہیں اور اس سال تقریباً 20 کروڑ روپے سود جو ہم نے مرکزی حکومت کا ادا کرنا تھا یہ اس نے ہمارے اوپر سے ہٹا دیا ہے - جناب والا ! اس طرح کہیں جا کر اتنی بڑی بڑی امدادیں اور اتنی بڑی بڑی رقمیں ہم حاصل کر کے پھر اس قابل ہوں گے کہ کہیں اپنے دونوں ends کو ہم meet کر سکیں ، کہیں ہم اپنے خسارے کو اس حد میں رکھ سکیں جس طرح آپ نے ہمیں اجازت دی ہے - ورنہ تو یہ ہے کہ اگلے سال جب بجٹ آئے گا ، اگر یہ تمام رقمیں آپ نے اپنے یہاں سے دینی ہیں تو پھر اس بات کے لیے تیار رہیے کہ پھر سو کروڑ روپے کا خسارہ بھی آئے - لیکن پھر اس خسارے کو کہیں سے پورا بھی کرنا ہو گا - مرکزی حکومت کے لیے تو یہ ممکن ہے - اس کے پاس ذرائع ہیں - وہ تو یہ کر سکتی ہے کہ نوٹ چھاپ کر خسارہ پورا کر لے - لیکن

ہم تو خسارہ پورا نہیں کر سکتے ۔ اس لیے ہمیں حقیقت پسند ہونا پڑے گا ، ہمیں تمام صورت حال کو ٹھنڈے سبھاؤ دیکھنا پڑے گا ۔ جناب والا ! یہ خوامخواہ جو حکومت کے بارے میں اس طرح کے مغالطے پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حکومت امداد کو جیسے اپنے گھر لے جائے گی ، اس کا کوئی گھر نہیں ۔ عوام ہی اس کی جڑیں ہیں ، عوام ہی اس کی زمین ہے اور اس میں اس کا پودا لگا ہوا ہے ۔ حکومت کے پاس جو کچھ ہے وہ عوام کے لیے کھلا ہے ۔ ہم اپنا حساب کتاب اس معزز ایوان کے سامنے ، آپ کے سامنے پہلے بھی پیش کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی پیش کرنے کے لیے تیار ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ بے شک یہ حکومت نئی حکومت ہے ، نئے نظریے لے کر آئی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حکومت اس لیے بھی نئی ہے کہ اس کا حساب کتاب بالکل صاف ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جب بھی ہم آپ کے سامنے اپنا حساب رکھیں گے آپ دیکھیں گے کہ اس حکومت کا ضمیر بھی روشن ہے اور اس کے ہاتھ بھی صاف ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Amendment No. 1 is not in order.

Haji Muhammad Saifullah Khan : How Sir?

Mr. Speaker : It does not make any sense. Amendment No. 5 by Mian Manzoor Ahmad Mohal is also not in order. He has written 'upon all tickets issued' and has deleted one category of the ticket. In the same way, Amendment No. 7, does not carry any sense. "For 'A' class cinemas Rs. 15/- per show". The item is "upon all tickets issued for admission."

Likewise amendment No. 8 suffers from the same deffect. Similarly is the case of the amendment No. 9, No. 12, No. 13, No. 14, and 16, as it is mentioned in the Clause "upon all cinema house and race-courses". It has no concerns with licences of l,quor.

So does No. 18. Now I will take up the other amendment.

حاجی محمد سیف اللہ خان : کلاز 3 ایک ہی کلاز ہے جو زیر بحث ہے ۔ اس وقت مثال کے طور پر میری پہلی کیٹگریز والی ترمیم پاس ہوتی ہے تو یہ ایک جز کی امنڈمنٹ ہے ، ساری کلازز کی نہیں ۔ اگر یہ مسترد ہو جاتی ہے تو پھر اس کے بعد subsequent جو آنے والی ہیں ، ان کا اثر اس پہ پڑتا ہے ۔

Mr. Speaker : I have said that it is not in order. You have substituted "upon all ticket issued by cinemas and race courses" by the words "upon following categories" That does not carry any sense.

حاجی محمد سیف اللہ خان : گزارش یہ ہے کہ پھر آگے کیٹگریز امنڈ منٹ کی شکل میں دے دی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ پھر اس کا حصہ ہونا چاہیے تھا ۔

It can not be a separate amendment.

میاں منظور احمد موہل : اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اچھی شکل دی جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Categories are given there.

Mr. Speaker : What are the categories? Please read.

میاں منظور احمد موہل : اوپر بھی یہی کہا گیا ہے نیچے بھی یہی کہا گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سوال یہ ہے کہ کلاز 3 کی سب کلازز بھی ہیں ، پھر سب کلازز کے پیرے ہیں ۔ یا تو ایک ہی کلاز ہوتی ، پھر تو اس کا قصہ ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو بڑا معقولی تھا ۔ آپ کی امنڈ منٹ نمبر ایک آتی جس میں لکھا ہوتا کہ اس کو یوں تبدیل کیا جائے ، فلاں لائن میں یوں تبدیل

کیا جائے ، فلاں لائن میں یوں تبدیل کیا جائے ، فلاں لائن میں یوں تبدیل کیا جائے ۔

If that would have been part of amendment No. 7, it would have been al-right.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کے آگے subsequent ترامیم ہیں ۔

Mr. Speaker : They are independent amendments. You can not read them together.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر یہ ختم ہو جاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : فرض کیجئے ، آپ کی امنڈ منٹ نمبر ایک carry ہو جاتی اور سات carry نہ ہوتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آگے دیا ہے کہ اے کلاس سینماز ، بی کلاس سینماز ، سی کلاس سینماز ۔

'Upon following categories at the following rates'.

Mr. Speaker : These are not categories. These are items. 'Category' has its dictionary meaning.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم سینماز کو differentiate کرتے ہیں ، اے کلاس ، بی کلاس اور سی کلاس ۔ وہ آئیٹم ہے یا کیٹگریز؟

Mr Speaker : Where is it?

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ ترمیم 7 میں دیکھیں ۔

For 'A' class cinemas.

Mr. Speaker : This is an amendment in the principle clause. And this is an independent amendment. Don't read an amendment with another. You cannot do that. Please tell me, can you read the amendments together?

Haji Muhammad Saifullah Khan : No Sir.

Mr. Speaker : Then, how can you read amendment No. 7 with amendment

No. 1. What sense would it carry? I asked you whether amendments are independent of each other or you read them collectively and you agreed with me that they have to be independent of each other.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is correct Sir.

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق ، امنڈ منٹ نمبر 2 فاضل ممبر موجود نہیں ہیں

میاں منظور احمد موہل : ترمیم نمبر 2 پیش کریں گے ۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal : Sir, I move the amendment:

> That for para (i) (a) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> "(a) for tickets exceeding the value of Rs. 1 75 10% of the value of the ticket."

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That for para (i) (a) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> "(a) for tickets exceeding the value of Rs. 1.75 10% of the value of the ticket."

Finance Minister : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! کلاز تین میں میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے جو کہ حکومت کی طرف سے یہ لکھا ہے ۔

for tickets upto the value of Rs. 1.75.

حکومت نے پونے دو روپے کے ٹکٹ کے اوپر بھی یہ ٹیکس لگا دیا ہے ۔ چونکہ ہماری حکومت عوامی حکومت ہے اور غریب عوام کی بہتری کو زیادہ پیش نظر رکھتی ہے ، اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے موجودہ ترمیم پیش کی ہے ۔ چھوٹا طبقہ چھوٹی ٹکٹ لے کر زیادہ تر سینما ہاؤس جاتا ہے اور وہاں پر اپنی تفریح طبع کے لیے سینما وغیرہ دیکھتا ہے ۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ہمیں چھوٹی ٹکٹوں پر ٹیکس نہیں لگانا چاہیے ۔ اس لیے میں نے یہ تجویز پیش کی ہے

کہ پونے دو روپے سے زاید قیمت کی ٹکٹ پر ٹیکس لگا دیا جائے لیکن پونے دو روپے تک کی قیمت پر ، یعنی ایک روپیہ ، ڈیڑھ روپیہ اور پونے دو روپے تک ٹیکس نہ لگایا جائے ۔ اس سے اوپر دس فی صد کے حساب سے ٹیکس لگایا جائے ۔ اس طرح کمی پوری ہو جائے گی ، کیونکہ میں نے دس فی صد رکھ دیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو روپیہ کے ٹکٹ پر دس فی صد رکھنے سے بیس پیسے ہمیں ایک ٹکٹ پر مزید ملیں گے ۔ جب کہ ہم چھوٹی ٹکٹوں پر دس پیسے کمانا چاہتے ہیں ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ میری اس ترمیم کو منظور کر لیں کیونکہ اس میں ہمارے منشور کی عکاسی ہے ۔ چھوٹے طبقے پر یہ ٹیکس نہ لگائیں اور اس طرح ہم بڑے طبقے پر مزید بوجھ ڈال دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 3 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (اول) (الف) کے بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔ ۔
>
> ”(الف) 1ه75 روپے سے زاید مالیت کے ٹکٹوں پر ٹکٹ کی قیمت کا 10 فی صد“

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

Mr. Speaker : Next Amendment.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> That in para (i) (a) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures " 10 " the figure " 5 " be substituted."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> " That in para (i) (a) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures " 10 " the figure "5" be substituted."

Minister For Finance : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس موجودہ بل میں ایک روپیہ چھتر پیسے کی value کی حد تک کی ٹکٹ پر دس پیسے فی ٹکٹ تجویز کیا گیا ہے ۔ اور یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو بارہ آنے کی ٹکٹ لے کر بھی سینما دیکھتے ہیں ۔ وہ لوگ بھی آتے ہیں جو انتہائی غریب بھی ہیں اور ان پر دس پیسے کا بوجھ ڈال دینا یہ انتہائی زیادتی ہے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس قسم کی کلاسز ، چھوٹے لوگوں پر اس قسم کا ٹیکس نہ ہوتا اور اگر ان پر ٹیکس لگانے کی ضرورت تھی تو پھر اس کو پانچ پیسے کی حد تک اگر کر دیا جائے تو اس سے کم از کم غریب اور چھوٹے طبقے کو کچھ ریلیف ضرور محسوس ہوگی ۔ اور اس طرح سے وہ دل نہال ہو کر اس سیلاب سے نبٹنے کے لئے اور ان سیلاب زدگان کی امداد کے لیے دل کھول کر حصہ لے گا ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں نے پہلے بھی پہلی ترامیم کے بارے میں کہا تھا کہ میں اس کے حق میں ہوں کہ چھوٹے طبقے پر بالکل ٹیکس نہیں لگانا چاہیے لیکن اگر ہماری عوامی حکومت باجود اس بات کے کہ وہ اعلانیہ کہتی ہے کہ ہم غریب عوام کے خیر خواہ ہیں ۔ چھوٹے طبقے کے ہم نمائندے ہیں تو اسی لیے میں نے پھر یہ دوسری ترمیم اس شکل میں پیش کی ہے کہ اگر آپ نے ضرور ہی ان سے کچھ نہ کچھ لینا ہے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان کی جیب ہی کاٹی جائے ۔ اگر آپ ان لوگوں کو زیربار ہی کرنا چاہتے ہیں ۔ جنہوں نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو اپنا راہنما تسلیم کیا تھا اگر آپ ان کو معاف کرنا نہیں چاہتے ، ضرور ان کو یاد رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ آپ کو یاد رکھیں ، آپ کو ٹیکس دیتے رہیں تو اس لیے پھر دس پیسے کی بجائے آپ کم از کم پانچ پیسے ان پر لگا دیں ۔ پانچ پیسے تو ان کو معاف کر دیں ۔ جناب والا ! میں یہ وزیر خزانہ کی خدمت میں چونکہ وہ انتہائی نظریاتی آدمی ہیں ، سچے سوشلسٹ ہیں اور پورے منشور پر عبور رکھتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Please let us not discuss Mr. Hanif Ramey.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے آپ دس پیسے کی بجائے پانچ پیسے کر دیں ۔ وہ ایک محنت کش طبقہ ہوتا ہے ان پر ایک پیسہ بھی گراں گزرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ۔ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر وزیر خزانہ واقعی سچے سوشلسٹ ہیں تو ان سے یہ درخواست ہی کی جا سکتی ہے کہ وہ از راہ کرم ان محنت کشوں پر رحم فرمائیں اور دس پیسے کی بجائے پانچ پیسے کر دیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (i) (a) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures "10" the figure "5" be substituted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب امنڈمنٹ نمبر 6 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> That in para (i) (b) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures "25" the figures "20" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (i) (b) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures "25" the figures "20" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed Sir.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : مجھے کچھ نہیں کہنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل : ٹھیک ہے مجھے کچھ نہیں کہنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : درست ہے جناب ۔

Mr. Speaker : Now, the question is :

That in para (i) (b) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, for the figures "25" the figures "20" be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل ۔ ترمیم نمبر 10 پیش کریں گے ۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal : Sir, I beg to move :

That for para (ii) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :—

"(ii) in case of race course 25% of the value of the ticket."

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That for para (ii) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the following be substituted namely :—

"(ii) in case of race course 25% of the value of the ticket."

Minister For Law : Opposed.

Mr. Speaker : Mian Manzoor Ahmad Mohal.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اب پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ نے جب یہ cess لگایا تھا اس وقت میرے خیال میں انہوں نے thorough study کر کے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ ریس کورس پر کس طرح سے ہم یہ cess لگائیں کیونکہ اصل بل جو ہے اس میں یہ ہے کہ

"In the case of race course Rs. 1/- per ticket"

تو جناب والا! ریس کورس میں دو طرح کے ٹکٹ ہیں ۔ ایک غالباً چھ روپے کا ہے ، ایک ہے بارہ روپے کا ۔ تو اس طرح سے چھ روپے والے کو سات روپے دینے پڑیں گے ۔ اور جو بارہ روپے والا ہے اس کو تیرہ روپے دینے پڑیں گے ۔ یعنی

جو زیادہ کی ٹکٹ خریدتا ہے اس کو بھی اتنا ہی ٹیکس دینا پڑے گا اور جو کم کی ٹکٹ خریدتا ہے اس کو بھی اتنا ہی مزید ٹیکس دینا پڑے گا۔ تو میں نے جناب والا اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو ہمارا بنیادی مقصد ہے کہ ہم چھوٹے غریب یا متوسط طبقہ پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے اور نہ ہمیں ڈالنا چاہیے اور بڑے اور امیر طبقے پر ہمیں اس نسبت سے زیادہ بوجھ ڈالنا چاہیے۔ تاہم میں نے پھر بھی ایک فارمولا adopt کیا ہے کہ

"25% of the value of the ticket"

یعنی ٹکٹ کی جو original قیمت ہے چھ روپے ہے یا بارہ روپے ہے تو 25 فیصد ہم بڑھا دیں تاکہ چھ روپے والے کو بھی اسی قدر یعنی 25 فیصد ادا کرنا پڑے اور بارہ روپے والے کو بھی اسی قدر مزید ادا کرنا پڑے۔ جناب والا اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بنیادی مسئلے کو سامنے رکھنا چاہیے کہ ایسا نہ کریں کہ جس کے گلے میں بھی پھانسی پوری آ جائے اس کو ہی لٹکا دینا چاہیے۔ اور جو کچھ بھی جس طرح سے بھی لاڈیپارٹمنٹ سے آپ کے پاس آ جائے آپ بلا سوچے سمجھے اس کو من و عن قبول کر لیں تو اس سلسلے میں یہ میں عرض کروں گا کہ آپ یہ سوچیں اس میں ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو کہ حکومت کے خلاف ہو یا کوئی ایسی اور بات ہو بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ دیانت داری کے ساتھ ایسے فیصلے کریں جو کہ عوام کے لیے قابل قبول ہوں اور کوئی طبقہ یہ محسوس نہ کرے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے یا ایسے فیصلے کئے جا رہے ہیں۔ جن سے ان کو نقصان ہو رہا ہے، تو جناب والا اس لیے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ وہ میری اس ترمیم کو مان لیں کیونکہ یہ ہمارے آئین اور منشور کے مطابق چھوٹے طبقے کی غمازی کرتی ہے۔

Mr. Speaker : Now, the question is :

> **That for para (ii) of sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, the following be substituted, namely :—**
>
> **" (ii) in case of race course 25% of the value of the ticket."**

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 3 forms part of the Bill.

(*The motion was carried*)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب اس میں ابھی اور امنڈمنٹس ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اور کوئی نہیں ہے ۔ اب یہ ترمیم میاں منظور احمد موہل صاحب کی طرف سے ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی ایک منٹ باقی ہے ۔

وزیر قانون : جناب ٹائم بڑھا دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ بزنس آف دی ڈے جب مرتب ہوتا ہے اور اس کے ساتھ یہ امنڈ منٹس بھی آتی ہیں ۔ اس سلسلے میں میں رول 173 کے متعلق آپ کی interpretation چاہوں گا ۔ اس میں یہ ہے کہ

> Rule 173. The Speaker may put amendments in such order as he may think fit.

اس میں یہ تو جناب والا! تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ نمبر 12 کی امنڈمنٹ پہلے لے لیں ۔ دو نمبر کی بعد میں لے لیں ۔ چار نمبر کی پہلے لے لیں ۔ سات نمبر کی بعد میں لے لیں ۔ یہ تو کر سکتے ہیں put کرنے کے لیے ۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ نہیں کر سکتے کہ جو amendments اس میں ترتیب وار دی ہوئی ہیں ان میں سے آپ جس کو select کریں اس کو پہلے call کر لیں ۔ جس کو select کریں بعد میں call کر لیں ۔ یہ اس رول کی interpretation میرے خیال میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس رول میں نہیں ہے اور کہیں ہے ۔ اور call upon کرنا یہ سپیکر کی discretion ہوتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب وہ بتا دیں کہ کہاں ہے ۔ میں interpreta-tion پر آ رہا ہوں ۔ جناب والا یہ امنڈمنٹس ہیں اور امنڈمنٹس کے سلسلے میں جناب کے جو اختیارات ہیں اس میں مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کہاں لکھا ہوا ہے کہ میں اس طرح نہیں بلا سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سیریل نمبر کے حساب سے بلائیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اس میں سپیکر کی صوابدید ہے کہ وہ جس ترمیم کو مناسب سمجھیں پہلے بلا لے ۔

اب ایوان کی کارروائی 6 نومبر 1973ء ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 6 نومبر 1973ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

منگل ۔ 6 نومبر 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 10 شوال 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۔ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

(پ ۱۱ س ۹ رکوع ۲ ۔ آیات ۱۱۵ تا ۱۱۷)

اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان کو وہ چیز نہ بتائے جس سے وہ پرہیز کریں۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اللہ ہی ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ وہی زندگانی بخشتا اور موت دیتا ہے۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔

بیشک اللہ نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین و انصار پر جو باوجود اس امر کے کہ ان میں سے بعضوں کے دل جلد پھر جانے کو تھے۔ مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں مزروعہ اراضی

*3017 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب بھر میں کل کتنا رقبہ اراضی ہے ۔ اس کی تفصیل قسم وار کیا ہے ۔ نیز اس میں سے مزروعہ رقبہ پر کتنے اشخاص کاشت کاری کرتے ہیں جن کے نام گرداوریوں میں بحیثیت کاشت کار مزارعہ خود کاشت یا پٹہ دار وغیرہ درج ہیں ۔

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : پنجاب کی کل رقبہ اراضی 4,19,12,538 ایکڑ ہے ۔ جس کی تفصیل قسموار جسب ذیل ہے :

1۔ زیر جنگلات	10,45,115 ایکڑ
2۔ غیر ممکن	73,28,976 ایکڑ
3۔ بنجر	63,82,344 ایکڑ
4۔ خالی	29,86,770
5۔ خالصتاً تخم ریز شدہ رقبہ	2,41,69,333 ایکڑ
6۔ کل رقبہ زیر کاشت	2,71,56,103 ایکڑ قسم نمبر 4 اور قسم نمبر 5 کی میزان ظاہر کرتا ہے ۔

نیز اس میں سے مزروعہ رقبہ پر کاشت کرنے والے اشخاص جن کے نام گرداوریوں میں بحیثیت کاشت کار مزارعہ خود کاشت یا پٹہ دار درج ہے کی تعداد 56,90,070 ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

تعداد مزارعان تابع مرضی مالکان	26,10,314
تعداد مالکان خود کاشت	27,99,276
تعداد پٹہداران	2,80,500

سردار محمد عاشق : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ رقبہ کس چیز کی کمی کی وجہ سے بنجر ہوا ہے ؟ پانی کی کمی ہے یا کسی اور خاص چیز کی کمی کے باعث اتنا بڑا رقبہ بنجر پڑا ہے ؟

وزیر مال : بہت بڑا ایریا ہے ۔ 63,82,344 ایکڑ ہے ۔ اس کے متعلق اس قسم کا جواب دینا تو بہت مشکل ہے ۔ اگر آپ کسی مخصوص رقبے کے متعلق بھی پوچھیں تو وہ بھی اطلاعات حاصل کرنی پڑیں گی ۔

چودھری امان اللہ لک : قدیم بنجر رقبے کو زیر کاشت لانے کے لیے کون سے منصوبے زیر غور ہیں ؟

وزیر مال : جتنی بھی ایسی زمین ہے جو زیر کاشت لائی جا سکتی ہے اس کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں ۔ لیکن اس میں بہت limiting factors ہیں ۔ پہلے ہی جو رقبہ زیر کاشت ہے اس کے لیے بھی پانی ایک بہت بڑا limiting factor ہے خصوصاً اس سال جب کہ ہم ربیع کی فصل بہت زیادہ رقبے پر کرنا چاہتے ہیں اس میں پانی کی تقسیم ہمارے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ پانی کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے یہ رقبہ ابھی زیر کاشت نہیں آ سکتا ۔ تربیلا ڈیم کے بن جانے کے بعد مزید پانی مہیا ہو جائے گا اور یہ اگلے سال میں ہی زیر کاشت آ جائے گا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ایک دو سال میں اور رقبہ زیر کاشت لایا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس وقت پاکستان کا مسئلہ extensive cultivation کا نہیں ، بلکہ intensive cultivation کا ہے ۔ ہمارے ہاں yield کو بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ ورنہ ہمارا ایریا under crops بہت بڑا ہے ، کم نہیں ہے ۔ لیکن yield بہت کم ہے ۔ اس کے لیے بہت سی inputs کی ضرورت ہے، فرٹیلائزرز ، اچھے بیج اور بہت سی چیزوں کی جوں جوں فراہمی بڑھتی جائے گی ۔ انشاء اللہ yield بڑھ جائے گی ۔

چودھری امان اللہ لک : میں نے جو ضمنی سوال کیا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا ۔ انھوں نے فیکٹرز بیان کئے ہیں ۔ میں نے ایک مخصوص سوال دریافت کیا تھا کہ آیا ان کے زیر غور کوئی ایسا منصوبہ ہے ؟ چاہے اس کے لیے پانچ سال کا عرصہ درکار ہو ، یا دو یا تین سال کا ۔ limitation کا تو گورنمنٹ نے اپنے وسائل کے پیش نظر کرنا ہے ۔

وزیر مال : ایسا کوئی منصوبہ نہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

چشمہ بیراج سکیم کے تحت کچہ کی زمین کا حصول

*3515 **چوھدری امان اللہ لک :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) چشمہ بیراج سکیم کے تحت تحصیل عیسیٰ خیل میں کچہ کی زمین حکومت کس حد تک اس سال حاصل (aequire) کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) کیا ترگ (trage) کے نیچے واقع کچہ کی زمین اس سال حاصل کی جائے گی اگر نہیں تو کب تک یہ زمین حکومت خریدے گی ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 2710 ایکڑ اراضی حاصل کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

(ب) (i) جی نہیں ۔

(ii) حکومت اس موضع کے نیچے واقع کچھ کی اراضی کے حصول کا ارادہ نہیں رکھتی ۔

چودھری امان اللہ لک : چشمہ بیراج سکیم کے تحت واقعہ رقبہ ، جو کچھ کا علاقہ ہے ، پانی کی وجہ سے اس کے متاثر ہونے کا شدید خطرہ ہے ۔ کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اگر زمینداران یا مالکان اراضی اس رقبے کے دریا برد (پانی سے متاثر) ہونے کی وجہ سے اس کی کاشت نہ کر سکیں تو حکومت اس کو acquire کرنے کے لیے تیار ہوگی ؟

وزیر مال : جناب والا ! اصل میں اس کا کاشت کرنے سے تعلق نہیں ، بلکہ یہ ہے کہ جب چشمہ بیراج بنایا گیا تو اس وقت پہلے جو pond area مقرر کیا گیا وہ اس طرح سے تھا کہ 650 نشان تک جب پانی بڑھ جائے تو جتنے ایریا میں پانی کھڑا ہو جائے اس کو گورنمنٹ acquire کر لے ۔ اس کے بعد پھر اس کی کنسٹرکشن میں تھوڑی سی تبدیلی ہو گئی ۔ پھر واپڈا نے یہ فیصلہ کیا کہ 652 نشان تک بھی ہم حاصل کر لیں گے ۔ 650 اور 652 نشان کے درمیان کوئی دو ہزار کچھ سو ایکڑ زمین ہے ۔ واپڈا نے اس کے لیے پیسے بھی مقرر کیے ہیں ۔ سکیم بھی بنائی ہے ۔ وہ رقبہ ہم حاصل کر رہے ہیں ۔ جو علاقہ فاضل رکن نے اپنے سوال میں لکھا ہے یہ کئی میل further upstream ہے جو اب پانڈ ایریا کی limit ہے ۔ اس کو واپڈا کے حکام سمجھتے ہیں کہ اپنے ایریا میں شامل نہ کریں ۔ اس لیے اسے چشمہ بیراج کے لیے acquire نہیں کیا جا سکتا ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! ان کا جواب تو واضح ہے ۔ لیکن میں نے عرض کیا تھا کہ اگر چشمہ بیراج کی وجہ سے یہ اراضی متاثر ہو ، یا فصلیں اور اراضی ضائع ہو ، تو کیا وزیر موصوف محکمہ انجینئرنگ کی طرف سے اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں کہ اگر زمینداران حق بجانب ہوں کہ واپڈا نے نا انصافی کی ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے گا؟

وزیر مال : میں نے عرض کیا ہے کہ انجنیرز نے نشانوں کے حساب سے کہ 652 نشان تک کتنا ایریا آتا ہے ، اس کے حساب سے calculate کیا ہے ۔ لیکن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ مثلاً اگر silt-up ہو جائے ، جو بیراج ایریا ہے اور اگلے سال 652 کے نشان تک پہنچنے سے پہلے پہلے پانچ

میل اور اوپر ایریا پانڈ ایریا میں آ جائے تو قدرتی طور پر اس کے مطابق نئی سکیم بنے گی اور ضرور ایسا ایریا acquire کر لیں گے ۔ لیکن ابھی سے یہ کہنا کہ پانچ میل جو further upstream ہے ، اس کو حکومت acquire کر لے گی یا نہیں ، یہ تو مشکل ہے ۔ لیکن ایسے حالات ہوئے کہ وہ پانڈ ایریا میں شامل ہو گیا تو ضرور اس میں تبدیلی کر لی جائے گی ۔

مسمی لال خان ولد غلام قوم جٹ سکنہ چک نمبر 92 این بی تحصیل و ضلع سرگودھا کو رقم کی ادائیگی

*3674 **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسمی لال خان ولد غلام قوم جٹ سکنہ چک نمبر 92 ۔ این بی تحصیل و ضلع سرگودھا کی اراضی حکومت ہند نے جنگ عظیم دوم میں برائے ہوائی اڈہ حاصل کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ لال خان مذکور کی اراضی کا عوضانہ مبلغ 26296 روپے جو بذریعہ ثالثی مقرر ہوا اب تک حکومت پنجاب کے ذمہ واجب الادا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ثالثی کا فیصلہ اقبال مسعود سی ایس پی ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے حکومت پنجاب اور پاکستان کی رضامندی سے کیا تھا اور لال خان مذکور نے یہ فیصلہ قبول کر لیا تھا ۔

(د) اگر جزوہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لال خان مذکور کو مبلغ 26296 روپے کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہے ، اگر ایسا ہے تو یہ ادائیگی کب تک ہوگی ۔

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ زرعی اراضی سابقہ حکومت ہند نے ضلع سرگودھا میں برائے ہوائی اڈہ حاصل کی تھی ۔ مسمی لال خان مذکور چک نمبر 92 این-بی تحصیل و ضلع سرگودہا کی 109 کنال 15 مرلے سرکاری اراضی زیر سکیم گھوڑی پال شامل تھی ۔ زمین کے

حاصل کئے جانے کے وقت تک لال خاں نے نہ تو زمین کی قیمت برائے حصول حقوق ملکیت ادا کی تھی اور نہ ہی اس نے حقوق ملکیت حاصل کئے تھے بلکہ اس نے آج تک بھی نہ تو قیمت ہی ادا کی ہے اور نہ حقوق ملکیت حاصل کئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سرکاری زمین کا عوضانہ جس کا لال خاں الاٹی ہے مبلغ 26296 روپے بذریعہ ثالثی مقرر ہوا ہے اور وفاقی حکومت نے اس کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔

(ج) ثالث کے تقرر کا فیصلہ وفاقی حکومت پاکستان نے کیا تھا ثالث کے فیصلے کو پنجاب پری پارٹیشن کمیشن کلیمز کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ 4 اکتوبر 1973ء میں منظور کر لیا ہے۔

(د) مسمی لال خان کی حیثیت صرف سرکاری زمین کے الاٹی کی تھی وہ زمین کا مالک نہ تھا۔ جب تک اس کو حقوق ملکیت حاصل نہ ہوں، معاوضہ مذکور اس کو نہیں مل سکتا۔ حقوق ملکیت کا مسئلہ محکمہ آبادیات کے زیر غور ہے۔

سردار محمد عاشق : جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ جس وقت حکومت ہند نے وہ زمین قبضے میں کی تھی اس وقت زمین کی قیمت بھی بہت کم تھی اور آج روپے کی قیمت میں بھی بڑی کمی آ گئی ہے۔ تو کیا حکومت اب بھی اسے 26296 روپے دے گی یا اس میں کچھ اضافہ کرے گی؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ تو روپے دے ہی نہیں رہی۔

سردار محمد عاشق : یہ فیصلہ ہوا ہے کہ حقوق مالکانہ ملنے کے بعد رقم ادا کرے گی۔ جب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور رقم تخصیص ہو چکی ہے تو اب وہ حقوق مالکانہ چند دنوں میں حاصل کر لے گا تو پھر کیا دوبارہ ثالثی ہوگی؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ابھی تک تو یہ فیصلہ نہیں ہو سکا معاوضہ دینا بھی ہے یا نہیں دینا۔

سردار محمد عاشق : جواب کے جز (د) میں معاوضہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ابھی کالونیز ڈیپارٹمنٹ غور کر رہا ہے، فیصلہ کوئی نہیں ہوا۔

چودھری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ حقوق ملکیت کے مسئلے کا فیصلہ کب تک ہو سکے گا۔

وزیر مال : ہم نے کالونیز ڈیپارٹمنٹ کو move کیا ہے۔ اصل میں یہ اب مسمی لال خاں کی چستی پر منحصر ہے کہ یہ کس طرح کیس کو move کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو پیسے دینے ہوں گے پہلے فاضل رکن نے جو جواب دیا ہے اگر یہ پرانے ریٹ سے پیسے لیں گے تو پرانے ریٹ سے ہی ان کو ملیں گے اور اگر یہ آج کی زمین کے حساب سے پیسے لیں گے تو اسی حساب سے انہیں ملیں گے۔ دراصل چھبیس ہزار کی رقم کے share کرنے کا مسئلہ ہے۔ یہ خود مسمی لال خاں کے فیصلے پر منحصر ہے۔

پنج ند کینال پر نہر کو ہیڈ اپ کرنا

*3706۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آر۔ ڈی 82000 پنجند کینال پر نہر کو Head-up کرنے کی سکیم گذشتہ سالوں میں منظور ہوئی تھی اور اس کے لیے آہنی دروازے بھی خرید کر کے موقع پر پہنچ چکے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم کس سال میں منظور ہوئی تھی اور دروازے کس سال میں خرید کر موقع پر پہنچائے گئے۔

(ج) کیا محکمہ انہار اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : ایسی کوئی سکیم گذشتہ سالوں میں منظور نہیں ہوئی تھی چیف انجینئر بہاول پور کی تجویز پر صرف آہنی دروازے بنائے گئے تھے جو کہ موقع پر پہنچ چکے ہیں اور بطور گورنمنٹ میٹریل (matetial) کے سٹاک پر موجود ہیں۔ اور گیٹ لگانے کی تجویز اس وقت کے سیکرٹری آبپاشی نے اس بناء پر رد کر دی کہ ایسا کرنے سے ایک تو نہر میں سلٹ پڑ جائی گی اور دوسرے پانی کی سطح اونچی کرنے سے گرد کے رقبوں میں سیم ہو جائی گی۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کوئی ایسی سکیم منظور نہ کی گئی تھی صرف ریگولیشن گیٹ 1965ء میں بنوائے گئے تھے ۔ اور چیف انجینئر بہاول پور کی تجویز پر سیکرٹری اریگیشن نے نامنظور کر دی اس وجہ سے گیٹ نصب نہیں کیے گئے تھے ۔

(ج) اب یہ سکیم محکمہ کے زیر غور ہے موجودہ ریگولیٹر زیادہ ہیڈنگ اپ (Heading up) کا دباؤ برداشت نہیں کر سکتا نہ اس مقصد کے لیے یہ ڈیزائن (Design) کیا گیا تھا اس لیے پہلے اس کو ریاڈل کرنا ہوگا اور اس کے بعد گیٹ لگائے جائیں گے ۔ ریاڈلنگ سکیم بنانے کے لیے اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ (Irrigation Research Institute) کو تحقیق کا کام سپرد کر دیا گیا ہے ۔ سکیم کے منظور ہو جانے پر اور رقم کے مہیا کرنے پر کام شروع کر دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس پورے process پر کتنا عرصہ لگے گا ؟

وزیر آبپاشی : عرصے کے متعلق تو میں جواب نہیں دے سکتا البتہ قیمت کا اندازہ ہم نے لگایا ہے اور اس پر کوئی ساڑھے نو لاکھ روپیہ خرچ آئے گا ۔ آپ کا مطلب اس سکیم کے منظور ہونے سے ہے ۔

سید تابش الوری : جی ہاں ۔

وزیر آبپاشی : تو پھر یہ ہے کہ ابھی تو پیسے ہی نہیں ملے ویسے ہم نے یہ سکیم بنا کر بھیجی ہے لیکن ابھی منظور نہیں ہوئی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی منظوری کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنا عرصہ لگے ، ویسے گورنر صاحب اس میں ذاتی دل چسپی لے رہے ہیں اور انہیں کی وجہ سے یہ سکیم منظور کی جا رہی ہے ۔ اس لیے میں امید تو کرتا ہوں کہ یہ سکیم جلد منظور ہو جائے گی ۔

پاکپتن کینال پر رنگ شاہ پل کی تعمیر

***3708 ۔ سردار محمد عاشق :** کیا وزیر آب پاشی میرے نشان زدہ سوال نمبر 2687 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ مورخہ 6 اپریل 1973 ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پاکپتن کینال پر رنگ شاہ پل ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا حالانکہ وزیر موصوف نے وعدہ فرمایا تھا کہ مذکورہ پل جو کہ ٹھیکیدار متعلقہ سے معاہدہ کے مطابق 31 مارچ 1973 ء کو مکمل ہونا تھا وہ مورخہ 15 اپریل 1973 ء تک مکمل ہو جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پل مذکورہ متعلقہ ٹھیکیدار اور مہتمم محکمہ انہار پاکپتن ڈویژن کی کوتاہی کی وجہ سے ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل ابھی تک مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ نیز اس کوتاہی کے ذمہ دار افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی عمل میں لائے گی۔

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) بموجب معاہدہ یہ پل 31 مئی 1973 ء تک مکمل ہونا تھا مگر اس میں تاخیر ہوئی مکمل ہونے پر اسے 14 اگست 1973 ء کو ٹریفک کے لیے کھولا گیا۔

(ب) پل کی تکمیل میں دیر صرف ٹھیکیدار کی طرف سے ہوئی۔

(ج) پل اب مکمل ہو چکا ہے۔ پل بنانے میں دیر ٹھیکیدار کی طرف سے ہوئی جو ایکسین(XEN)کی متعدد بار یاد دہانیوں اور نوٹسوں کے باوجود کام کو مقررہ مدت کے اندر ختم نہ کر سکا۔ بموجب معاہدہ ٹھیکیدار کو اس سلسلہ میں جرمانہ کیا جا رہا ہے۔

تحصیل دار کبیر والا ضلع ملتان میں رجسٹریوں کی بنا پر منظور نہ ہونے والے درج شدہ انتقالات آراضی

*3755 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل دار کبیر والا (ضلع ملتان)

کے پاس رجسٹریوں کی بناء پر انتقالات اراضی درج شدہ موجود ہیں مگر ان کی منظوری تا حال نہیں ہوئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کتنی مدت سے زیر التوا ہیں اور اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ ایسا کوئی انتقال بقایا از تصدیق نہیں ہے ۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

چوھدری امان اللہ لک : کیا یہ درست ہے کہ میرے اسمبلی میں سوال دینے کے بعد تحصیل دار نے ایک ہی دن میں بہت سے انتقالات جو تھے تصدیق کئے ؟

وزیر مال : ممکن ہے ایسا کیا گیا ہو ۔ اگر آپ علیحدہ سوال پوچھیں تو میں اس کا جواب حاصل کر کے دے سکتا ہوں ۔ مجھے اتنا ہی جواب ملا ہے کہ اب کوئی ایسا کیس باقی نہیں ہے ۔ بہر حال اگر اس نے تھوڑے وقت میں ہی انتقال کر دیا ہے تو یہ بھی قابل تعریف بات ہے ۔

سب تحصیلوں کو تحصیلوں میں تبدیل کرنا

***3756 ۔ سردار محمد عاشق :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پنجاب بھر میں کل کتنی سب تحصیلیں ہیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت مذکورہ سب تحصیلوں کو تحصیلوں میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پنجاب میں کل 21 سب تحصیلیں ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

تحصیل شجاع آباد کے چاہات پر آبیانہ

***3784 ۔ چوھدری علی بہادر خان :** کیا وزیر آب پاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داؤد شیر مائنر راجباہ سکندر آباد تحصیل شجاع آباد پر ٹیوب ویل نمبر 1 و نمبر 6 سکیم نمبر 6 کے تحت نشیبی علاقہ میں نصب کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے چاہات آڑے والا ۔ طالب والا ۔ عطر والا ۔ ملکی رام والا ۔ لوک ناتھ والا ۔ چندر بھان والا ۔ مراد شاہ والا ۔ غلام شاہ والا ۔ موضع سانگڑی تحصیل شجاع آباد کے رقبے سیراب نہیں ہوتے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا چاہات نہر کے بائیں طرف اور ٹیوب ویل دائیں طرف ہیں اور مالکان چاہات مذکورہ بالا نے حکومت کو لکھ کر دے دیا ہے کہ وہ ٹیوب ویل کا پانی نہیں چاہئے مگر ان پر 9000 روپے آبیانہ عائد کر دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقے میں ٹیوب ویل نمبر 1—2 ربیع 1972ء میں چالو کئے گئے تھے لیکن حکومت نے مالکان اراضی پر خریف 1971ء سے آبیانہ لگایا ہے ، اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست نہیں ہے ۔ جہاں تک رقبہ مذکورہ چاہات کے آبپاش ہونے کا تعلق ہے ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ چاہات کا کچھ رقبہ باقاعدہ طور پر ٹیوب ویل نمبر 2 سے سیراب ہو رہا ہے اور بقایا رقبہ اندرون حد آبپاشی ٹیوب ویل نمبر 1 کے موگہ 6830/R سے سیراب ہونا مقصود ہے لیکن خریف 1972ء سے link water کی خرابی کی وجہ سے آبپاش نہیں ہو رہا ۔

(ب) (i) درست نہیں ہے ۔

(ii) ایک سال ٹیوب ویل کا پانی استعمال کرنے کے بعد مالکان چاہات نے اس پانی کو استعمال نہ کرنے کے لئے محکمہ نہر کو لکھا کر دیا ہے ۔

(iii) درست نہیں ۔

(ج) درست نہیں ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے [illegible]

وہ خود کہہ رہے ہیں کہ لنک واٹر کورس کی وجہ سے پانی نہیں لگتا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کتنے رقبہ کو لگتا ہے اور کتنے کو نہیں لگتا اور دوسرے یہ بھی نہیں بتایا کہ ان سے جہاں یہ پانی نہیں لگ رہا آبیانہ کیوں وصول کیا جا رہا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! جہاں لنک واٹر کورس کی خرابی کی وجہ سے پانی نہیں دیا جا سکا وہاں مالیہ ان کو معاف کیا جا رہا ہے اور اس بات کا اہتمام بھی کیا رہا ہے کہ اس لنک واٹر کورس کو ٹھیک کیا جائے تا کہ پانی کی فراہمی جاری ہو۔

موگہ نمبر 6880 آر تحصیل شجاع آباد پر آبپاشی

*3787 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ موگہ نمبر R 6830 ٹیوب ویل نمبر 1 سکیم نمبر 6 موضع سانگڑی تحصیل شجاع آباد سے ابھی تک کوئی زمین آبپاش نہیں ہوئی لیکن مالکان اراضی پر ناجائز طور پر آبیانہ لگا دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو حکومت متعلقہ پٹواری کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : درست نہیں۔ موگہ نمبر R 6830 کا رقبہ ٹیوب ویل نمبر 1 سکیم نمبر 6 فصل ربیع 72-1971 ء میں پہلی دفعہ سیراب ہوا تھا۔ فصل ربیع 73-1972 ء میں پٹواری نے بوقت پیمائش پختہ بموجب تصدیق نمبردار دیہہ متعلقہ اس رقبہ کا ٹیوب ویل آبپاشی اندراج کیا۔ کاشت کاران یا مالکان اراضی کو اس رقبہ کے اندراج ٹیوب ویل آب پاشی کے متعلق کوئی اعتراض تھا تو بموجب قاعدہ 70 کینال ایکٹ VII 1873 ء ان کو چاہیے تھا کہ وہ تاریخ تقسیم پرچہ کے 21 دن کے اندر غلط اندراج اور تشخیص کے خلاف دس دن کے اندر ڈویژنل کنیال آفیسر یا سب ڈویژنل کینال آفیسر یا ڈپٹی کلکٹر یا ضلع دار متعلقہ کو شکایت کرتے۔ اگر فیصلہ ڈویژنل کینال آفیسر سے ان کی تسلی نہ ہوتی تو وہ کمشنر صاحب کو اپیل کر سکتے تھے۔ کوئی ایک ماہ ہوا اس ضمن میں ایک درخواست ڈویژیل آفیسر شجاع آباد کو وصول ہوئی تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ رقبہ مذکورہ 73-1972 ء میں ٹیوب ویل سے آبپاش نہیں ہوا اور اس کی معافی کا حکم دے دیا گیا ہے۔ پٹواری نہر کے خلاف غلط

اندراج رقبہ آبپاشی از ٹیوب ویل کے متعلق کارروائی کی جاری ہے ۔ جرم ثابت مبنی ہونے پر اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔

ضلع ملتان میں مزارعین کی جبراً بیدخیلی

*3803 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1971 ء سے آج تک ضلع ملتان میں کل کتنے مزارعین کو جبراً بیدخل کیا گیا ہے اور ان میں سے کتنے مزارعین کو آج تک قبضہ واپس دلایا گیا ہے ۔ تفصیل تحصیل وار بتلائی جائے ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : جن مزارعین کو ضلع ملتان میں 1971ء سے لے کر آج تک جبراً بیدخل کیا گیا تھا ۔ اور ان میں سے جن کو قبضہ سابقہ دلایا جا چکا ہے ان کی تفصیل تحصیل وار حسب ذیل ہے ۔

نام تحصیل	تعداد مزارعین جن کی جبراً بیدخلی کی گئی	تعدا مزارعین جن کو قبضہ واپس دلایا گیا	تصفیہ طلب اور درخواست ہائے بیدخلی
1۔ ملتان	54	41	13
2۔ میلسی	197	196	1
3۔ خانیوال	112	99	13
4۔ شجاع آباد	55	55	—
5۔ لودھران	103	101	2
6۔ وہاڑی	221	192	29
7۔ کبیر والا	50	41	9
	792	725	67

تصفیہ طلب درخواستوں کے فیصلوں میں تاخیر کی چند وجوہات درج ذیل ہیں :

(الف) موجودہ سیلابوں کی وجہ سے درخواست دہندگان کی غیر حاضری ۔

(ب) متعلقہ آفیسران مال (تحصیل داران) کی سیلاب زدہ علاقوں میں امدادی کاموں میں بے حد مصروفیات ۔

جناب والا ! اس گوشوارے کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی percentage کو قبضہ دلادیا گیا ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت بیدخل مزارعین کی بحالی کو کتنی اہمیت دیتی ہے اور کتنی توجہ سے ان کے مقدمات کا جلد فیصلہ کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ جو وجہ لکھی ہے کہ سیلاب کی وجہ سے درخواستیں pending ہیں ، تو یہ بہت ساری بیدخلیاں تو سیلاب سے پہلے کی ہیں اور اس کے علاوہ دوسری تحصیلوں میں بھی درخواستیں pending ہیں اور وہاں سیلاب کا effect بھی نہیں ہوا ۔ خانیوال میں 13 درخواستیں pending ہیں ۔ ملتان میں بھی 13 pending ہیں ۔ وہاڑی میں 29 pending ہیں تو میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر سیلاب کا effect ہوا ہے اور وہاں یہ مقدمات التوا میں ہیں وہاں تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پر سیلاب کا effect بھی نہیں ہوا اور وہاں دراخوستیں pending پڑی ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مال : 1971ء سے لے کر آج تک یہ eases ہو رہے ہیں اور ان cases میں فاضل اراکین کو معلوم ہوگا کہ بہت سی ایسی کارروائی ہوتی ہے جس میں بعض اوقات لوگ پیش نہیں ہوتے ۔ یہ سول مقدمات ہیں اور ان کے تصفیے میں اکثر دیر ہو جاتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیلاب کی وجہ سے بھی ضرور فرق پڑا ہے ۔ کیونکہ یا تو کچھ لوگ نہیں آسکے ، یا یہ ہے کہ جو ریونیو سٹاف تھا وہ سارا سیلاب کے سلسلے میں کام کرتا رہا ۔ ضروری نہیں ہے کہ خانیوال کا ریونیو سٹاف خانیوال میں ہی کام کرتا ہو ۔ ملتان ضلع میں جہاں بھی ان کی ضرورت پڑی ان لوگوں نے کام کیا ۔ یہی لوگ تھے جو اس وقت میسر تھے اور ان کو باقاعدہ استعمال کیا گیا ۔

میاں منظور احمد موہل : وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 792 مزارعین کو جبراً بیدخل کیا گیا ۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ جنہوں نے بیدخل کیا ان کے خلاف کوئی criminal proceeding بھی ہوئی ہے ۔ کیونکہ کسی کو زبردستی بیدخل کرنا offence ہے ۔ تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر مال : اگر آپ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں تو میں بتا سکتا ہوں کیونکہ بہت سے cases ہیں جن کی تفصیل میں اس وقت نہیں بتا سکتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل : وزیر موصوف نے دو وجوہ بتائی ہیں ایک موجودہ سیلابوں کی وجہ سے اور دوسرے متعلقہ افسران کی سیلاب زدہ علاقوں میں بے حد مصروفیت کی وجہ سے فیصلوں میں تاخیر ہوئی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے علاوہ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اثر و رسوخ زمینداروں کا زیادہ ہے اس لیے وہ delay کرا رہے ہیں اور دوسرے افسر شاہی اور زمینداروں کا آپس میں گٹھ جوڑ بھی اس میں شامل ہے کہ وہ delaying tactics استعمال کر رہے ہیں۔ کیا یہ دو ں وجوہ بھی ہو سکتی ہیں ؟

وزیر مال : میں اس کی تردید کرتا ہوں۔ فاضل رکن ماہر قانون دان ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جو civil law ہے اس میں کس قدر lacuna ہیں۔ میں تو جناب قانون نہیں جانتا لیکن میں لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ تین ، تین سال تک مقدمے میں پیش نہیں ہوتے اور بہت سی کارروائیاں جن کی قانوناً انہیں اجازت ہے ان کو غلط استعمال کرتے رہتے ہیں تو قانون اس قسم کا ہے۔ civil law میں اس قسم کے defects ہیں کہ مقدمات کو delay کیا جا سکتا ہے جتنی دیر بھی آپ مقدمہ چلانا چاہیں چلا سکتے ہیں مگر اثر و رسوخ والی بات قطعاً غلط ہے۔ جب کسی مزارع کو بیدخل کیا جائے تو موجودہ حکومت کسی کا اثر و رسوخ برداشت نہیں کرتی۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سول لاء میں lacunae ہیں۔ کیا گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ lacunae دور کیے جائیں تا کہ یہ hurdles باقی نہ رہیں اور delaying taotics استعمال نہ کیے جا سکیں۔

وزیر مال : کہ یہ بہت وسیع سوال ہے مرکزی حکومت نے اس پر غور کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ لاءمیں بھی کمی موجود ہے جو پرانے طریقۂ کار ہیں حکومت ان میں تبدیلی کرنا چاہتی ہے۔ مگر میں تو اس کا خاطر خواہ جواب نہیں دے سکتا۔

تحصیل سرگودھا میں واقع ٹیوب ویل سکارپ سکیم نمبر 36 کی خرابی

***3863 ۔ سردار صغیر احمد :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 54 جنوبی تحصیل سرگودھا میں واقع ٹیوب ویل سکارپ سکیم نمبر 36 شروع سے خراب پڑا ہے اور اس کی چک بندی میں چک نمبر 54 جنوبی و 42 جنوبی کا رقبہ شامل ہے -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ٹیوب ویل پر واقع اراضی کے کاشت کاروں سے دوہرا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے حالانکہ حکومت نے دوہرا آبیانہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ٹیوب ویل پر واقع اراضی کے کاشت کاران سے دوہرے آبیانہ وصول نہ کرنے کے احکام صادر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست نہیں ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت ٹیوب ویل مذکورہ کے کاشت کاران سے دوہرا آبیانہ وصول کر رہی ہے کیونکہ یہ ٹیوب ویل دوہرا آبیانہ کی معافی کے زمرہ میں نہیں آتا -

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

ضلع ساہیوال کے بعض دیہات میں سیلاب

***3872 ـ میاں خان محمد :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ماہ جولائی 1973ء میں بارش کی زیادتی کی بناء پر ضلع ساہی وال میں دریائے بیاس میں طغیانی کی وجہ سے پانی کناروں سے باہر نکل آیا تھا -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سیلاب کی وجہ سے پاکپتن - دیپالپور - اوکاڑہ اور ساہیوال تحصیلوں کے کتنے دیہات زیر آب آئے اور اندازاً کتنا مالی نقصان ہوا -

(ج) حکومت نے متذکرہ بالا علاقوں میں امداد کے طور پر کیا اقدامات کیے اور آئندہ ان نقصانات سے بچنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) کل 14 دیہات متأثر ہوئے۔ حدود نہری آبپاشی میں مالیہ اور آبیانہ کا نقصان اندازاً 24223 روپے ہے ۔

(ج) سکھ بیاس کے پانی کے نکاس کے لیے سکیم بنائی جا رہی ہے اور سروے کا کام ہو رہا ہے ۔

ضلع سیالکوٹ میں بندوبست اراضی

*3797 ۔ **صوفی نذر محمد :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل کتنے دیہات ہیں ۔ ان میں کتنے دیہات کا بندوبست اراضی ہو چکا ہے ۔ پروگرام کے مطابق اس ضلع کے تمام دیہات میں بندوبست اراضی کس سال میں مکمل ہونا تھا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ افسران متعلقہ کی سستی کی وجہ سے مذکورہ کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (i) کل دیہات 2938 ۔

(ii) جتنے دیہات کا بندوبست ہو چکا ہے ۔ 2277

(iii) پروگرام کے مطابق 31-5-74 تک کام بندوبست مکمل کیا جانا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔

ضلع سیالکوٹ میں اراضی

*3898 ۔ **صوفی نذر محمد :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ میں کل کتنی اراضی ہے ۔ اس میں کتنی بارانی ، چاہی اور کتنی نہری ہے اور کتنی اراضی کسی دیگر ذرائع سے آبپاش ہوتی ہے ۔ یہ تفصیل ہر تحصیل کی علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : ضلع سیالکوٹ میں کل اراضی 13,16,566 ایکڑ ہے جس کی تحصیل وار تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام تحصیل	کل رقبہ تحصیل	بارانی	چاہی	نہری	رقبہ جو دیگر ذرائع سے آبپاشی ہوتا ہے۔
1۔	سیالکوٹ	2,49,695	1,03,459	4,533	2,060	82,019
2۔	ڈسکہ	2,52,285	10,326	50,861	918	1,63,615
0۔	پسرور	2,41,523	1,30,178	34,960	1,952	48,412
4۔	نارووال	2,61,3۰7	1,16,729	68,472	1,591	28,144
5۔	شکرگڑھ	3,11,776	1,94,231	14,310		24,178
	میزان ضلع	13,16,566	5,54,923	1,73,141	6,521	3,46,368

ضلع گجرات میں سیم نالوں کی صفائی

*3962 ۔ **چوہدری محمد حیات** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) خضر ڈرین اور گلاب پور ڈرین ضلع گجرات کی لمبائی کتنی ہے اور ان کی صفائی کب کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا نالوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے کافی رقبہ سیم سے متاثر ہو کر ناقابل کاشت چکا ہے ؛ اگر ایسا ہے تو کتنا ۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا نالوں کی صفائی کا جلد انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) خضر ڈرین کی لمبائی 4000 فٹ اور گلاب پور ڈرین کی لمبائی 4000 فٹ ہے ۔ ان ڈرینوں کی صفائی تقریباً عرصہ پانچ سال پہلے 1967-68ء میں ہوئی تھی ۔

(ب) یہ درست نہیں کہ مذکورہ ڈرینوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے رقبہ سیم سے متاثر ہو گیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ ڈرینوں کے اردگرد تقریباً 40 ایکڑ رقبہ کی سطح ڈرینوں سے نیچی ہے ۔ جس کی وجہ سے یہ ڈرینیں پانی کا اخراج اس کے اپنے بہاؤ سے نہیں کر سکتیں ۔ ان ڈرینوں کو مزید گہرا کرنا ممکن نہیں ، کیونکہ مونہ ڈرین کی سطح دونوں ڈرینوں کے پانی کی سطح کے برابر ہے ۔ اگر ان ڈرینوں کو مزید گہرا کیا گیا تو ان کا پانی مونہ ڈرین میں نہیں جا سکے گا ۔

(ج) مونہ ڈرین اکتوبر 1972 ء میں واپڈا سے محکمۂ انہار کو ٹرانسفر ہوئی ہے ، اس لیے مونہ ڈرین و مذکورہ بالا ہر سہ نالیوں کی پھل صفائی کا پروگرام سال رواں میں شامل ہے ۔ اور اسی سال کے دوران شروع کر دیا جائے گا ۔

ضلع رحیم یار خان میں حالیہ سیلاب سے نہروں کا نقصان

*3980 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حالیہ سیلاب میں ضلع رحیم یار خان کی چھوٹی بڑی کون کون سی نہروں کو نقصان پہنچا ۔ ان کے نام کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : ضلع رحیم یار خان میں مندرجہ ذیل چھوٹی بڑی نہروں کو موجودہ سیلاب سے نقصان پہنچا ۔

(الف) مین کینال ۔۔ پنج ند کینال ۔

(ب) برانچ ۔۔ (1) صادق برانچ ۔

(2) منچن برانچ ۔

(ج) ڈسٹری بیوٹریز اور مائنرز ۔

(1) انڈاں ڈسٹری بیوٹری ۔
(2) تھری ایل حاجی ڈسٹری بیوٹری ۔
(3) چک مائنر ۔
(4) کوٹ سمابہ ڈسٹری بیواڑی ۔
(5) عظیم ڈسٹری بیوٹری ۔
(6) ترنڈہ ڈسٹری بیوٹری ۔
(7) پٹن منارہ مائنر ۔
(8) جوئیشیر مائنر ۔
(9) اکبر مائنر ۔
(10) واہ فقیراں ڈسٹری بیوٹری ۔
(11) نل ڈسٹری بیوٹری ۔
(12) زیریں مائنر ۔
(13) چمن ڈسٹری بیوٹری ۔
(14) کنڈیرا ڈسٹری بیوٹری ۔
(15) ون آر کنڈیرا ڈسٹری بیوٹری ۔
(16) ون ایل کنڈیرا ڈسٹری بیوٹری۔
(17) مالھو مائنر ۔
(18) کوہلہ ڈسٹری بیوٹری ۔
(19) وڈیرا مائنر ۔
(20) ٹھیڑ مائنر ۔
(21) عاقل مائنر ۔
(22) شکرانی ڈسٹری بیوٹری ۔
(23) بلا جھلن ڈسٹری بیوٹری ۔
(24) نور والا ڈسٹری بیوٹری ۔
(25) موہند ڈسٹری بیوٹری ۔
(26) طاہر مائنر ۔
(27) تھل حمزہ ڈسٹری بیوٹری ۔
(28) کبول ڈسٹری بیوٹری ۔
(29) ترکڑی مائنر ۔
(30) سانگلہ ڈسٹری بیوٹری ۔
(31) اللہ آباد مائنر ۔
(32) چودہری مائنر ۔
(33) ستیلا مائنر ۔
(34) چھنلی مائنر ۔
(35) شریف ڈسٹری بیوٹری ۔
(36) بندوق ڈسٹری بیوٹری ۔
(37) اپر نوان کوٹ ڈسٹری بیوٹری ۔
(38) کاونی مائنر ۔
(39) گلزار مائنر ۔
(40) لالو مائنر ۔
(41) فیض مائنر ۔
(42) کنڈانی ڈسٹری بیوٹری ۔
(43) چوہڑ ڈسٹری بیوٹری ۔
(44) عارف ڈسٹری ڈبیوٹری ۔
(45) فیروزہ مائنر ۔
(46) تھیٹریو سی ڈسٹری بیوٹری ۔
(47) لنک ڈسٹری بیوٹری ۔
(48) تاہلہ مائنر ۔
(49) دستیاں ڈسٹری بیوٹری ۔
(50) اپر امیر دین ڈسٹری بیوٹری ۔

(51) لوئر امیر دین ڈسٹری بیوٹری ۔
(52) جمال ڈسٹری بیوٹری ۔
(53) رحیم مائنر ۔
(54) آب حیات ڈسٹری بیوٹری ۔
(55) شیریں ڈسٹری بیوٹری ۔
(56) عباسیہ فیڈر ۔
(57) خان پور مائنر ۔
(58) مونڈی مائنر ۔
(59) حسنین مائنر ۔
(60) کالونی مائنر ۔
(61) شاداب مائنر ۔
(62) جھول مائنر ۔
(63) شیر گڑھ مائنر ۔
(64) پیر چنن مائنر ۔
(65) لوئر نواں کوٹ ڈسٹری بیوٹری ۔
(66) سہجہ مائنر ۔
(67) بھشتی مائنر ۔
(68) لوئر حاجی ڈسٹری بیوٹری ۔
(69) بخشن مائنر ۔
(70) سبزوار مائنر ۔
(71) ون آر چنن مائز ۔
(72) اوہوڑہ مائنر ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ چھوٹی نہروں کی فوری مرمت کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک ؟ بہت سی چھوٹی نہریں ایسی ہیں جن کا اب ربیع کے لیے چلایا جانا انتہائی ضروری ہے۔ مگر تا حال ان کی مرمت کا کوئی کام نہیں کیا گیا اس بارے میں کیا پروگرام ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کچھ چھوٹی نہریں خصوصاً جو منچن برانچ ہے اور جہاں اس وقت تک بھی پانی کچھ علاقہ میں کھڑا ہے ان کی مرمت ابھی تک نہیں ہو سکی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک تو خشک مٹی available نہیں ہے ۔ اور دوسرے یہ کہ ایسی مشینری جو کہ earth moving مشینری ہے ۔ نہیں ہے اور وہ مشینری دوسرے کاموں پر لگی ہوئی ہے ۔ ہم اس معاملے کو بالکل نہیں بھولے اور اس پر غور کر رہے ہیں اور جہاں جہاں سے مشینری پنجاب سے اور تربیلاڈیم سے مل سکتی ہے وہ ہم حاصل کر کے جو نہریں باقی رہ گئی ہیں خصوصاً منچن برانچ کے قریب ان کو جلد از جلد مرمت کرنے کی

کوشش کر رہے ہیں - لیکن ہم نے اپیل یہ کی تھی کہ فاضل رکن پی-ڈبلیو-ڈی اور ڈپٹی کمشنر سے مل کر یہ چھوٹی نہریں جو آسانی سے مرمت کراسکتے ہیں وہ خود کاشتکار اور زمیندار ہیں وہ بھی اس میں حکومت کا تھوڑا سا ہاتھ بٹائیں - کیونکہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے ایک وقت پر حکومت کے لیے اتنی بڑی تعداد میں نہروں کو ٹھیک کرانا کافی مشکل کام ہے - ہم نے تو اچھی طرح سے کام سر انجام دیا ہے لیکن ہماری مشینری کی بھی limitations ہیں خشک مٹی نہیں ملتی یا بہت سی اور وجوہات ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! کیا یہ حقیقت ہے کہ ترکڑی مائنر - سانگلہ ڈسٹری بیوٹر - اللہ آباد مائنر - ستیلا مائنر چھنلی مائنر شریف ڈسٹری بیوٹری - بندوق ڈسٹری بیوٹری کے ارد گرد پانی بالکل خشک ہو چکا ہے اور ان نہروں کے بیشتر حصے سیلاب میں ختم ہو چکے ہیں - اور مٹی اس وقت مرمت کے لیے وہاں پر available ہے - کیا حکومت ان نہروں کی فوری مرمت کا کوئی انتظام کرے گی ؟

وزیر آبپاشی : میں اس اطلاع کا شکر گزار ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے آفیسرز وہاں اس کام پر جانا شروع ہو گئے ہیں - اس لیے انہیں ہم سے کوئی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے - جس علاقے میں پانی نیچے اتر رہا ہے اور خشک مٹی available ہے یا resources available ہیں وہاں موقع پر میری یا کسی سیکرٹری کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے - ان کے پاس تمام اختیارات ہیں اور ہم کو یقین ہے کہ اگر ایسے حالات ہیں تو انہوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہو گا اور اگر کام نہیں شروع ہوا تو فاضل رکن اس کی نشان دہی کریں - ہم آج ہی اس کی جواب طلبی کر سکتے ہیں اور فاضل رکن کی تسلی کریں گے -

---

پنجند ہیڈ ورکس

*3970 ۔ (الف) حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجند ہیڈ ورکس کے کل کتنے دروازے ہیں اور ماہ اگست و ستمبر 1973ء میں اس کے کتنے دروازے کھلے رہے اور کتنے بند رکھے گئے ۔

(ب) حالیہ سیلاب میں پنجند ہیڈ ورکس کے بائیں پشتہ کو توڑنے کا حکم و مشورہ کس نے دیا تھا اور اس کو ایسا کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی تھی ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 47 دروازے ہیں ۔ ماہ اگست و ستمبر 1973ء میں بیراج کا کوئی درہ بند نہیں کیا گیا ۔ سیلاب گزرنے کے بعد 30-9-73 کو 25 در بند کر دیے گئے تھے تا کہ نہروں میں پانی پورا کیا جا سکے ۔ درہ نمبر 1 تا 4 جو کہ بند پانڈ کے گیٹ ہیں عموماً بند رکھے جاتے ہیں ۔ نہروں کے اندر اگر سلٹ زیادہ داخل ہو تو ان کو کچھ وقت کے لیے کھول دیا جاتا ہے پاکٹ کے دروازے کب کھلے رہے اور کب بند رہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) بائیں پشتہ کو توڑنے کا حکم یا مشورہ کسی نے نہیں دیا بلکہ یہ خود بخود طوفانی پانی کے زور سے ٹوٹ گیا ۔

Openning of Picket Gates 1—4 Punjnad Headworks during 8/73 to 9/73

Date	Openning inft				Date	Openning inft			
	Gate No. 1	Gate No. 2	Gate No. 3	Gate No. 4		Gate No. 1	Gate No. 2	Gate No. 3	Gate No. 4
1-8-73	Closed	Closed	Closed	Closed	1-9-73	Clear	Clear	Clear	Clearr
2-8-73	,,	,,	,,	,,	2-9-73	,,	,,	,,	,,
3-8-73	,,	,,	,,	,,	3-9-73	,,	,,	,,	,,
4-8-73	,,	,,	,,	,,	4-9-73	,,	,,	,,	,,
5-8-73	,,	,,	,,	,,	5-9-73	9.'6	,,	,,	9.'6
6-8-73	,,	,,	1.'5	2.'0	6-9-73	9.'6	,,	,,	9.'6
7-8-73	,,	,,	1.'5	2.'0	7-9-73	10.'0	,,	,,	10.'0
8-8-73	,,	,,	,,	,,	8-9-73	8.'3	8.'3	8.'3	8.'3
9-8-73	,,	,,	2.'0	2.'5	9-9-73	7.'3	8.'3	8.'3	7.'3
10-8-73	,,	,,	2.'5	3.'0	10-9-73	8.'0	Clear	Clear	8.'0
11-8-73	,,	,,	2.'0	3.'0	11-9-73	Closed	Closed	Closed	Closed

12-8-73	Closed	Closed	Closed	Closed	12-9-73	,,	,,	,,	,,
13-8-73	5.'0	5.'5	6. 0	6.'0	13-9-73	,,	,,	,,	,,
14-8-73	6.'3	6.'8	7.'3	7.'3	14-9-73	,,	,,	,,	,,
15-8-73	9.'6	10.'0	10.'0	9.'0	15-9-73	,,	,,	,,	,,
16-8-73	12.'0	Clear	Clear	12.'0	16-9-73	,,	,,	,,	,,
17-8-73	12.'6	Clear	Clear	12.'0	17-9-73	,,	,,	,,	,,
18-8-73	9.'0	10.'2	10.'2	8.'8	18-9-73	,,	,,	,,	,,
19-8-73	9.'7	11.'0	11.'0	9.'7	19-9-73	0.'2	0.'2	0.'2	0.'2
20-8-73	8.'0	10.'0	10.'0	8.'0	20-9-73	Closed	Closed	Closed	Closed
21-8-73	7.'8	9.'8	9.'8	7.'8	21-9-73	,,	,,	,,	,,
22-8-73	7.'0	8.'5	8.'5	7.'0	22-9-73	0.'1	0.'1	0.'1	0.'1
23-8-73	5.'0	6.'0	6.'0	5.'0	23-9-73	Closed	Closed	Closed	Closed
24-8-73	5.'0	6.'0	6.'0	5.'0	24-9-73	,,	,,	,,	,,
25-8-73	6.'0	7.'0	7.'0	6.'0	25-9-73	,,	,,	,,	,,
26-8-73	7.'3	8.'3	8.'3	7.'3	26-9-73	,,	,,	,,	,,
27-8-73	8.'0	9.'0	9.'0	8.'0	27-9-73	,,	,,	,,	,,
28-8-73	8.'0	9.'0	9.'0	8.'0	28-9-73	,,	,,	,,	,,
29-8-73	8.'0	9.'0	9.'0	8.'0	29-9-73	,,	,,	,,	,,
30-8-73	8.'0	9.'0	9.'0	8.'0	30-9-73	,,	,,	,,	,,
31-8-73	8.'0	9.'0	9.'0	8.'0					

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجند ہیڈ ورکس کے گیارہ گیٹ سیلاب کے دوران ماہ اگست میں بند رہے اور وہ سلٹ کی وجہ سے بالکل ناکارہ ہو گئے ہیں ؟

وزیر آبپاشی : میں سمجھ گیا ہوں فاضل رکن کیا چاہتے ہیں یہ۔۔۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جیسا کہ جناب کو معلوم ہے کہ ہیڈ پنجند breach کے متعلق گورنر صاحب نے ایک جج ہائی کورٹ کا (مسٹر جسٹس جاوید اقبال) مقرر کیا ہے اور اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ اور اس وقت ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ ہیڈ پنجند کو بہاولپور سائڈ پر کسی نے نہیں توڑا بلکہ وہ خود پانی کے زور سے ٹوٹ گیا ہے ، میرا خیال ہے اس انکوائری کو متاثر کرے گا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : انکوائری کے لئے سپیشل جج مقرر کئے گئے ہیں جو انکوائری کریں گے کہ طوفانی پانی کی وجہ سے یہ پل ٹوٹا ہے یا اس کو توڑا گیا ہے۔ اسی سوال کی وہ تحقیقات کریں گے۔ اس چیز کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد کہ ''طوفانی پانی سے ٹوٹا ہے اس کو کسی نے نہیں توڑا''۔ ریکارڈ سے expunge کر دیں۔

وزیر آبپاشی : ٹھیک ہے جناب والا ! قائد حزب اختلاف اس پر غور کریں گے کہ اگر یہ سوال withdraw کر لیا جائے تو یہ اچھی بات ہوگی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جزو (ب) withdraw کیا جا سکتا ہے چونکہ اس کا تعلق انکوائری سے ہے۔ باقی کے متعلق گیٹ کتنے بند رہے یہ معلوماتی سوال ہے جو ہر وقت پوچھا جا سکتا ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اگر آپ جزو (ب) ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں جزو (ب) pursue ہی نہیں کر رہا اور اس پر میں ضمنی سوال بھی نہیں کر رہا ۔

وزیر آبپاشی : تو جناب والا ! پھر یہ فرماویں کہ جزو (ب) سوال اور جواب دونوں withdraw ہو گئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں ۔ (ب) جزو کو آپ سمجھیں کہ خارج ہے ۔ یہ سوال ہوا ہی نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ گیارہ دروازے جو ماہ اگست میں سیلاب کے دوران ہیڈ ورکس کے بند رہے اب تک بند ہیں ؟

وزیر آبپاشی : پہلے آپ نے سوال زیادہ تفصیل سے کیا تھا ۔ فاضل رکن کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پنجند ہیڈ ورکس کا جو دائیں حصہ ہے ۔ جس کو ہم "right bank" کہتے ہیں یہ بہت عرصہ سے silt up ہو چکا ہے ۔ جس کی وجہ سے ان گیٹس میں سے پانی زیادہ گزرتا ہی نہیں ۔ تو نتیجتاً اکثر لوگوں کو جو ماہرانہ نظر نہیں رکھتے وہاں سے گزرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان گیٹس میں سے پانی نہیں گزر رہا ہوتا ۔ تو اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں جیسے یہ گیٹ بند ہے ۔ ایسا ہرگز نہیں ہے ۔ بلکہ وہاں جب پانی ہی نہیں گزرتا ۔ کیا یہ بات قرین قیاس ہے کہ اگر اتنا زبردست سیلاب آیا ہو جہاں 5 لاکھ کیوسک پانی گزرتا ہو وہاں سے 5 لاکھ بارہ ہزار کیوسک پانی گزرے تو کوئی ایسا انجینئر ہے جو ایک دو ۔ دس یا بارہ دروازے اس کے بند رکھے ۔ یعنی اس کی جو پانی کی گزر گاہ ہے اس کو اور کم دے ۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کبھی کبھی پانی جو گزرتا ہے ۔ اس کی کئی فٹ جمپ ہوگی ۔ اس جمپ میں بہت بڑی طاقت پیدا ہوتی ہے ۔ اگر فرش کے خاص حصے پر پانی کی ایک بہت بڑی تہ نہ گرے تو اس کی انرجی سے نیچے فرش ٹوٹ جاتا ہے ۔ تو بعض اوقات تجربہ کرتے ہیں ۔ گیٹ کو اوپر نیچے کرتے پانی کی جو جمپ ہے اس کو اس طرح سے کنٹرول کرتے ہیں

کہ وہ خاص جگہ پر پانی کے خاص حصے پر گرے - اور نیچے فرش جو ہے اس کو نہ توڑے - تو اس کو بھی بعض اوقات لوگ غلط سمجھتے ہیں - جو عام آدمی ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ گیٹ بند کر دیا گیا ہے - ایسی کوئی وجہ نہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میرا سوال ٹیکنیکل نہیں ہے بلکہ میرا سوال سیدھا سادہ ہے - میں نے کل دروازے پوچھے ہیں - انہوں نے فرمایا 47 دروازے ہیں اور وہ تمام کے تمام کھلے رہے ہیں - میں کہتا ہوں کہ گیارہ دروازے بند رہے ہیں آپ اس کی تردید یا تائید کریں کہ آیا واقعی 47 میں سے گیارہ دروازے بند رہے یا جو دروازے بند ہوئے ہیں وہ 47 دروازوں کے علاوہ ہیں - یا بند ہی نہیں ہوئے تاکہ اس کے مطابق سوال کیا جا سکے -

وزیر آبپاشی : میں تردید کرتا ہوں کہ کوئی دروازہ سیلاب کے وقت جب زیادہ سے زیادہ پانی کا ڈسچارج ہو رہا تھا بند نہیں تھا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں - اور یہ "privilege" کا سوال ہے - کیا اس کے گیارہ دروازے بند رہے ہیں یا نہیں - میں چیلنج کرتا ہوں - اور یہ غلط جواب ہے جس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ privilige کے طور پر اس کی تحقیقات کرائی جائے -

وزیر آبپاشی : آپ نے میرا پہلا جواب نہیں سنا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا سوال ٹیکنیکل نوعیت کا نہیں تھا - یہ ایک سیدھا سادہ سوال ہے کہ کل کتنے دروازے ہیں - وہ فرماتے ہیں کہ کوئی دروازہ بند نہیں رہا - 47 کے 47 دروازے کھلے رہے ہیں - میں اب بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ گیارہ دروازے بند رہے ہیں - اور اب بھی بند پڑے ہیں - یہ نہیں کہ اب کھول دئے گئے ہیں - بلکہ وہ اب تک بند رہے ہیں - تو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کی وضاحت

ہو جائے۔ کہ کون سی انفارمیشن صحیح ہے۔ کون سی انفارمیشن غلط ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : منسٹر صاحبان اگر کوئی statement دیتے ہیں اور کوئی فاضل ممبر اس کو چیلنج کرتا ہے تو اس کے لئے طریقہ کار موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ضرورت کے تحت کمی بیشی کی جاتی رہی ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جواب میں یہ واضح ہے کہ سب دروازے کھلے ہیں کوئی بند نہیں کیا گیا۔ ضرورت کا سوال ہی نہیں۔ اگر وہ بند رہے ہیں تو کہیں کہ یہ دروازے بند رہے ہیں۔ نہیں رہے ہیں تو واضح کہہ دیں کہ کوئی دروازہ بند نہیں تھا۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں اپنے جواب پر قائم ہوں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : May I request to move my privilege motion in this house now.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ question hour کے بعد پیش کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اچھا جی۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہی ہو سکتا ہے۔ question hour میں نہیں اس سے اگلے گھنٹے کا تحریری نوٹس آپ کو رولز کے تحت دینا ہوگا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پنجند کا علاقہ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ میرا حلقہ نیابت ہے۔ یہ آن کی انفارمیشن غلط ہے۔ میں خود ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ یہ دروازے اب بھی بند ہیں۔ آپ دوبارہ تحقیقات کروا لیں۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے عرض کیا ہے کہ میرے جواب کی بنیاد میرے محکمہ کی اطلاع ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر کوئی غلط جواب دیا گیا ہے تو فاضل رکن آئین یا رولز کے مطابق کارروائی کر سکتا ہے ۔ آپ اپنے اس حق کو استعمال کریں ۔

وزیر آبپاشی : میں اپنے جواب پر قائم ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ہم نہیں چاہتے کہ ڈاکٹر عبدالخالق جیسے شریف النفس آدمی کے خلاف کوئی تحریک استحقاق یہاں آئے ۔ ہم اسے مناسب نہیں سمجھتے ۔ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ اس کی دوبارہ تحقیقات کروا لیں ۔

وزیر آبپاشی : بہتر جناب میں تحقیقات کروا لوں گا ۔ میں قائد حزب اختلاف کا شکر گزار ہوں ۔

موگہ R 48160 عظیم ڈسٹری بیوٹری فورڈ واہ سرکل کا ہیڈ تبدیل کرنا

*3979 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موگہ R 84160 عظیم ڈسٹری بیوٹری فورڈ واہ سرکل بہاولنگر کا سی سی ایریا کتنا ہے اور موقع پر کتنا آبپاش ہوتا ہے اور کتنا رقبہ غیر آباد ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس آبپاش رقبہ میں ٹیوب ویلوں سے سیراب رقبہ بھی شامل ہے ۔ اگر ٹیوب ویلوں سے آبپاش شدہ رقبہ نکال دیا جائے تو نہر سے کس قدر رقبہ آبپاش ہوتا ہے اور اس قدر قلیل آبپاشی کی کیا وجہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ موگہ کے تمام حصہ داران موگہ کا ہیڈ تبدیل کرانے پر (ماسوائے 5 ایکڑ رقبہ کے مالکان کے) رضامند ہیں ۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو اس

موگہ کے ہیڈ کو ابھی تک تبدیل نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کیس کی سماعت کے لئے ایگزیکٹو انجینئر فورڈ واہ نے حصہ داران کی کثیر تعداد کو بار بار بہاولنگر طلب کیا حالانکہ وہ ایک دفعہ بیان رضامندی دے چکے تھے ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کیس کی سماعت موقع پر نہیں کی گئی بلکہ عوام کو ہر بار بہاولنگر بلایا جاتا رہا ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 84160 R ۔ ہر کوئی موگہ نہیں ۔ صحیح برجی 84260 آر۔ ہے ۔

رقبہ سی سی اے (CCA)	813 ایکڑ
سالانہ آبپاشی	454 ایکڑ (454)
سالانہ آبپاشی منظور شدہ	650 ایکڑ (650)
سالانہ کمی آبپاشی	196 ایکڑ

(ب) چونکہ محکمہ ہذا میں موگہ کے کسی حصہ دار نے معاف آبپاشی برائے آبپاشی بذریعہ ٹیوب ویل کے لئے کوئی درخواست نہیں گزاری ۔ لہذا تمام کاشتہ رقبہ حسب ضابطہ نہری شمار ہو رہا ہے۔ آبپاشی میں کمی کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ موگہ سے نکلتے ہی پانی کے راستہ کے اندر کھال کے اوپر ایک پلی پانی اخراج میں رکاوٹ ڈال رہی ہے ۔ ایکسین نے موقع پر حصہ داران موگہ کو سمجھایا کہ وہ اس پرائیویٹ پلی کو اکھاڑ کر درست پلی بنائیں ۔ تاکہ پانی میں کمی واقع نہ ہو اور ان کی آبپاشی بڑھ سکے ۔ دوسری وجہ کمی آبپاشی یہ بھی ہے کہ حصہ داران کاشتکاری میں پوری طرح محنت نہیں کرتے ۔

(ج) درست نہیں ۔ موگہ کے کچھ حصہ داران موگہ کا ہیڈ موجودہ

برجی سے تقریباً 10000 فٹ نیچے کی طرف (Down Stream) لے جانا چاہتے ہیں فنی لحاظ سے یہ تجویز نامناسب ہے۔ موگہ 4000 فٹ نیچے تبدیل کرنے سے اوپر والے رقبے سیراب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے موگہ کا ہیڈ تبدیل نہیں کیا گیا۔

(د) یہ درست ہے کہ جملہ حصہ داران کو از سر نو درخواست دائر کرنے کی وجہ سے سماعت کے لئے بھاولنگر طلب کیا گیا۔ اس کے بعد ایکسین نے حصہ داران کے عذرات کو مدنظر رکھتے ہوئے موگہ کا ہیڈ حصہ داران کی موجودگی میں ملاحظہ کیا اور سماعت کی۔

(ہ) یہ درست نہیں ایک سماعت بھاولنگر کی گئی اور ایک سماعت موقع پر ایکسین (XEN) نے کی اس کے بعد ایس ای کے حکم پر ایکسین نے ایک بار پھر حصہ داران کو بھاولنگر طلب کیا تاکہ فریقین میں کوئی صورت مفاہمت پیدا ہو سکے جس سے آبپاشی کا نقصان نہ ہو۔

حالیہ سیلاب سے ضلع ملتان میں تباہ کاریاں

*3984۔ **میاں خورشید انور** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حالیہ سیلاب سے ضلع ملتان کے کتنے دیہات کو نقصان پہنچا ہے۔

(ب) مذکورہ سیلاب سے تحصیل وہاڑی میں کتنے دیہات کا رقبہ زیر آب آیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل وہاڑی کے زیر آب دیہات کا معائنہ کرنے کے لیے صوبائی حکومت کا کوئی اعلیٰ آفیسر یا ڈویژنل آفیسر موقع پر نہیں گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل وہاڑی کے سیلاب زدگان کی حکومت نے کوئی امداد نہیں کی ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ بیان کی جائے اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس امداد کی تفصیل بیان کی جائے ۔

(ہ) کیا حکومت صوبہ کے دوسرے علاقوں کی طرح مذکورہ تحصیل کے متاثرین کو بھی امداد دینے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر مال (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) کل 467 دیہات ضلع ملتان میں سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں ۔

(ب) تحصیل وہاڑی میں مجموعی طور پر 9222 ایکڑ 56 دیہات میں سیلاب سے زیر آب آئے ہیں ۔ یہ رقبہ دریائے ستلج کے دریائی علاقہ میں واقع ہے ۔

(ج) صوبائی حکومت کے مقامی حکام ڈپٹی کمشنر ملتان و اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ نے دوران سیلاب معائنہ متاثرہ دیہات کیا ہے اور فوری طور پر امداد فراہم کی ہے ۔

(د) نہیں جناب ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ وہاڑی تحصیل میں مندرجہ ذیل امداد فراہم کی گئی ہے ۔

(1) 200 من گندم بغیر معاوضہ کے نادار ۔ بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم کی گئی ۔

(2) 7000 گز کپڑا تحصیل وہاڑی کے سیلاب زدگان میں مفت تقسیم کیا گیا ۔

(3) 1000 سلے ہوئے کپڑے جو محکمہ امداد باہمی سے ملے تھے ۔ اس تحصیل کے سیلاب سے متاثرہ افراد میں تقسیم کیے گئے ۔

(4) 1,90,000 روپیہ بغیر سود کے بطور تقاوی سیلاب زدگان تحصیل وہاڑی میں تقسیم کیا گیا جو کہ ایکٹ سال 1883 اور 1958 کے مطابق ہے ۔

اس کے علاوہ زرعی بنک آف پاکستان سیلاب سے متاثرہ افراد کو بغیر سود کے قرضے برائے خرید بیج ۔ کھاد مویشی اور سامان کھیتی باڑی بھی دے رہے ہیں ۔

(ہ) حکومت کی طرف سے منظور شدہ مالی امداد میں سے تحصیل وہاڑی کے سیلاب زدگان کو بھی معقول امداد دی جا رہی ہے ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ تمام تھوڑی بہت کارروائی سیلاب سے نقصان اٹھانے کے بعد کی گئی ہے ۔

وزیر مال : یہ بھی پارلیمانی نظام حکومت کا خاصہ ہے ۔ کہ اگر کوئی آفیسر کوئی کوتاہی کر رہا ہو ۔ اور کوئی فاضل رکن یہاں اس کی نشاندہی کرے تو اس کے بعد بھی اگر افسروں نے کوئی ایکشن لیا ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے ۔ اور یہی فائدہ مند ہے ۔ اس کی تعریف کرنی چاہیے اس نظام سے فائدہ پہنچتا ہے ۔

کینال ایکٹ 1873ء کی دفعہ 68 کے تحت پانی کی منظوری

*3989 ۔ **میاں خورشید انور :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کینال ایکٹ 1873ء کی دفعہ 68 کے تحت سی ۔ سی اے میں شامل رقبہ کو سب ڈویژنل کینال آفیسرز اپنے اپنے علاقہ میں پانی منظور کر سکتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایس ۔ ای ۔ ساہیوال نے 4-5-1973ء کو مراسلہ نمبر 2969-77/128/30-M-I کے ذریعہ دفعہ 68 کے تحت ایس ۔ ڈی او صاحبان کو پانی منظور کرنے یا بحال کرنے سے روک دیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ۔

(د) کیا ایس ۔ ای صاحب کو متعلقہ قانون میں تبدیلی کا اختیار ہے ۔ اگر نہیں تو محکمہ نے ان کے خلاف اس قانون شکنی کے سلسلے میں کیا اقدام کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست نہیں ۔

(ب) درست نہیں ۔ ایس ای صاحب نے اس مراسلہ کے ذریعہ صرف پرانے جاری شدہ احکام کا اعادہ کیا ہے کہ رائج الوقت قوانین کے تحت نئے رقبہ کو زیر دفعہ نمبر 68 کینال ایکٹ پانی دینے سے گریز کریں جب تک کہ نیا رقبہ باقاعدہ طور پر دفعہ نمبر 20 کینال ایکٹ کے تحت S.C.O. صاحب منظور نہیں کرتے ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(د) نہیں ۔ قانون شکنی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ جب سی ۔ سی ۔ اے میں پانی موجود ہو ۔ تو دفعہ 20 کینال ایکٹ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس میں تو کوئی بحث کا سوال نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تو قانون کی بات ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا یہ قانون کی بات ہے ۔ سی سی اے میں پانی مقرر کر دیا ہے اور جب رقبہ نیلام ہو ۔ یا تقسیم ہو ۔ یا کسی سکیم کے تحت ہو ۔ تو وہ تبھی آباد ہوگا ۔ جب رقبہ آباد کرنا پڑے گا ۔ اس وقت پانی کی ضرورت پڑے گی ۔ تو سی سی اے میں جب اس رقبہ کا پانی موجود ہے تو وہ زمینداروں کو دے دینا چاہیے ۔ دفعہ 20 کینال ایکٹ

کے تحت جو کارروائی کا اتنا بڑا لمبا چوڑا پروسیجر ہے - اس میں لوگوں کو کیوں الجھایا جاتا ہے -

وزیر آبپاشی : جناب والا ! یہ تھوڑا سا confusion ہے - بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں - کہ جو رقبہ سی - سی - اے میں شامل ہے - اس کی وارہ بندی دفعہ 20 کی کارروائی سے مستثنیٰ ہے - یہ غلط ہے - میرے پاس ایکٹ موجود ہے - یہاں پر اگر آپ کہیں - تو میں اس کے متعلقہ سیکشن پڑھ کر آپ کو سنا دوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ خود پڑھ لیں گے -

وزیر آبپاشی : بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ قانون کے مطابق رقبہ سی - سی اے میں شامل ہو یا نہ ہو - یہاں پر بھی نئی وارہ بندی کا سوال ہوگا - یہی آپ confuse کر رہے ہیں - آپ سمجھتے ہیں کہ رقبہ اگر سی - سی اے میں شامل ہو - تو اس کی وارہ بندی تو کر سکتے ہیں - یہ غلط ہے - رقبہ سی سی اے میں شامل ہو یا نہ ہو - کسی منظور شدہ کھال سے نئے رقبہ کو پانی دینے کے لیے دفعہ 20 کی کارروائی ضروری ہے -

میاں خورشید انور : جناب والا ! کھال سے پانی دینے کا سوال نہیں ہے - جب آپ سی سی اے کی سکیم بناتے ہیں - تو رقبہ کے تناسب سے - رقبہ کے حساب سے پانی کی تقسیم کرتے ہیں - اور جو رقبہ آباد نہیں ہوتا - اس کا پانی جمع رہتا ہے - جو کہ اس موگہ یا کھال کے زمینداروں کو برابر عارضی طور پر تقسیم کر دیا جاتا ہے - جب کوئی اس پانی کا مطالبہ کرتا ہے - یا وہ رقبہ آباد کرتا ہے - تو سی سی اے میں جو پانی موجود ہے - وہ اس کو ملنا چاہئے - اس میں دفعہ 20 کی ضرورت نہیں پڑتی - اور میں جناب کے علم میں لانا چاہتا ہوں - کہ یہ صرف اسی علاقہ میں ہوا ہے - باقی صوبہ میں جو آپ فرما رہے ہیں - اور ایکٹ کا حوالہ دے رہے ہیں - کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا یہ صرف ساہیوال کے ایس ای صاحب نے یہ

حکم جاری کیا ہے ۔ صوبے میں اور بھی ایس ۔ ای صاحبان ہیں انہوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ ان کے چیمبر میں مل لیں ۔ وہاں یہ آپ کو بتا دیں گے ۔ اور جو یہ مسئلہ ہے ۔ وہاں اس کا حل تلاش کر لیں گے ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر منور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> بندہ سابقہ اجلاس اسمبلی میں مؤرخہ 24 تا 28 ستمبر اور 5 اکتوبر کو بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا چھٹی منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 22-24 اور 28 ستمبر کو حاضر اجلاس نہ ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I shall be grateful if you please grant me leave from the Assembly from the 5th to 10th of November, 1973.
Thanking you

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خالق داد خان بندیال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خالق داد خان بندیال ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

گذارش ہے کہ بندہ کسی خاص وجہ سے
سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں مورخہ 10-10-73
اور 18-11-73 کو حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی
فرما کر رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session on the 5th instt. due to sudden death of my father. My absence may please be excused for that day, and also for ten days more from 7th instt onward.
Thanks.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آج پرولیج موشن تو کوئی نہیں ہے۔ تحریک التوا لے لیتے ہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کی طرف سے کوئی نوٹس ہی نہیں آیا ۔ اس کے متعلق ایک گھنٹہ پہلے نوٹس آنا چاہئے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! نوٹس آیا ہوا ہے سپیکر صاحب نے کل کہا تھا ۔ کہ صبح ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میرے پاس جو اطلاع ہے ۔ وہ یہ ہے کہ کل کی کوئی تحریک استحقاق pending نہیں ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا! کل ہی انہوں نے خود فرمایا تھا کہ کل میں اس پر غور کرکے فیصلہ کروں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کے متعلق آپ سے لکھ کر جواب مانگا گیا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا! یہ جواب کل مانگا گیا تھا ۔ اس کے

بعد انہوں نے کہا تھا ۔ کہ میں کل فیصلہ دوں گا ۔ تو اُن میں نے کو کل جواب دے دیا تھا وہ یہ ہے کہ according to privilege آتا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ابھی تک تو یہاں پر وہ جواب موجود نہیں ہے سپیکر صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔ تو وہ خود اس کی وضاحت کر دیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! کل آپ نے فرمایا تھا ۔ کہ پرولیج موشن کا آج فیصلہ کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک استحقاق pending ہے کہ اس پر query کی ہوئی ہے ۔ اور ابھی تک اُس query کا جواب نہیں آیا ۔ آپ کو بھی کچھ تحریری جواب ملا تھا ۔

حافظ علی اسد اللہ : تحریری تو ملا تھا ۔ ویسے یہ جو طریق کار ہے ۔ اُس کے مطابق تحریک استحقاق کوئی ہو ہی نہیں سکتی ۔ کیونکہ تحریک استحقاق میں یہ ذکر نہیں ہوتا ۔ کہ فلاں نے فلاں پر حملہ کیا ۔ یا زیادتی کی ۔

مسٹر سپیکر : اگر تحریک میں یہ ذکر نہیں کہ کس نے کس پر یا فلاں نے فلاں حملہ کیا ۔ تو وہ تحریک استحقاق کیسے بن گئی ۔ فرض کیجئے ۔ کہ میں جا رہا ہوں ۔ سڑک پر ۔ کسی دوسری پارٹی کا آدمی مجھ سے لڑتا ہے ۔ یا میری سیاسی پارٹی کا آدمی مجھ سے لڑتا ہے ۔ یا کوئی پولیس کا آدمی مجھ سے جھگڑتا ہے ۔ What is the privilege involved ? پرولیج تو defined چیز ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : یہ تو میں نے مثال دی ہے ۔ ویسے یہ ہے کہ ایک عام شہری کی وجہ سے جو حق ہے ۔

Mr. Speaker : That is not a privilege. No member in this House has a privilege as a citizen. He has only the privilege as a member ef this House.

حافظ علی اسد اللہ : as a citizen آپ کے جتنے حقوق ہیں - بطور ایم - پی - اے - آپ سے زیادہ حقوق ہونے چاہئیں -

مسٹر سپیکر : اس کے لئے قانون موجود ہے -

حافظ علی اسد اللہ : اگر غنڈے کسی کے مکان پر حملہ کر دیں تو وہ انتظامیہ سے کہتا ہے - کہ پرچہ درج کرو - - - -

Mr. Speaker : I have given you in writing.

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا! میری بات سن لیں - وہ کہتا ہے - کہ پرچہ درج کر لو - پولیس والے کہتے ہیں - کہ ہم S.P. سے پوچھ لیں تو پھر پرچہ درج کریں گے -

Mr. Speaker : I hope that the members will show me the courtesy to reply in writing. The Speaker has himself given in writing and I also expect that the Hon'ble members will send their replies in writing.

حافظ علی اسد اللہ : کیا اس وقت کوئی ایسا قانون ہے - یا آپ کے اختیارات ہیں - جس کے تحت آپ ایک ممبر سے اس کے شہری حقوق چھین سکتے ہیں؟ کیا یہ درست نہیں - کہ ممبر بیک وقت شہری بھی اور ممبر بھی رہتا ہے ؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں - کہ ایک شہری اور ایک ممبر کے حقوق علیحدہ علیحدہ ہیں اور وہ حقوق ہاؤس میں پیش نہیں کئے جا سکتے ؟

مسٹر سپیکر : شہریوں کی تعداد تو پنجاب میں تین کروڑ سے زیادہ ہے -

حافظ علی اسد اللہ : کیا ممبر ایک شہری نہیں -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : I have made the answer very plain. I have given the Members some thing in writing, why don't they reply in writing ?

Mr. Abeul Qayyum Butt : This is very typical when you say that "you are not a citizen, you are a member".

Can you separate citizenship from the member who is basically a citizen of this country ?

Mr. Speaker : I don't agree with that. The number of citizens is much larger. Privilege motion is not deal with the rights of the citizens. It deals with the privileges of the Members as such and not as citizens.

Mr. Abdul Qayyum Butt : It is not the question of membership It is the question of rights. Which a member or citizen enjoys.

Mr. Speaker : If it is the privilege as a citizen, can that privilege be raised for any other person except the 186 members of this House.

Mr Abdul Qayyum Butt : If any member says that he is a member, he is at the same time a citizen. How can you say that elected member is not basically a citizen ?

Mr. Speaker : If some thing occurs as a citizen he has all the remidies available to him as a citizen but if some thing takes place as a member of this House, then the privileges are available to him.

Mr. Abdul Qayyum Butt : I say that members are citizens at the same time. How can you say that we are not citizens of this country ? Naturally, you can't. At a time we are members and citizens as well.

Mr. Speaker : One may be an Advocate at the same time, one may be a businessman at the same time and one may be an agriculturist at the same time but in that capacity not available to him. The only privilege he enjoys is as a member. For relief as a citizen he has to look for other forums.

Mr. Abdul Qayyum Butt : As a member, yes. Since his membership is much higher than an ordinary citizen.....

Mr. Speaker: I would not commit that the members have become a class in themselves. I will not be a party to

such a statement. It is open to a member to make such a statement who thinks that he is over and above ordinary citizens. I, as Speaker of this House, can't be a party to such a statement.

We were dealing with adjournment motions and I was saying that members should have the courtesy to reply in writing. It really looks strange that I have given them something in writing and they are raising this question in this House. Why can't they write a few lines to me ?

مسٹر سپیکر : اب میاں خورشید انور کی تحریک التوا نمبر 2 لی جاتی ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! تحریک التوا نمبر 7 بھی اسی نوعیت کی ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو دونوں کا جواب اکٹھا دے دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : دونوں اکٹھی رکھی ہوئی ہیں۔ مگر ان دونوں کو الگ الگ پیش کیا جائے گا۔

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایم۔ اے کے امتحانات منعقد 1972ء کے نتائج کا اعلان کرنے میں تاخیر

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے روزنامہ ''نوائے وقت'' 18 اکتوبر 73ء کی اطلاع کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کے حکام نے 1972 میں منعقدہ ایم۔اے کے امتحانات کے نتائج کا آج تک اعلان نہیں کیا جس سے طلباء کے دوسرے قیمتی سال کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے حکام کی لاپرواہی سے طلبا میں سخت اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایم۔اے کے امتحانات منعقدہ 1973ء کے نتائج کا اعلان کرنے میں تاخیر

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے ایم۔اے کے امتحان اپریل 73 میں لیے تھے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 18 اکتوبر 73 کے مطابق ابھی تک یونیورسٹی نے نتائج کا اعلان نہیں کیا اور نہ ہی مستقبل قریب میں اعلان ہونے کی توقع ہے۔ اس طرح طلبا کا نہ صرف ایک قیمتی سال ضائع ہو چکا ہے بلکہ غریب طلباء کو صرف اس بنا پر بیروزگار رہنا پڑ رہا ہے کہ امتحان دینے کے باوجود ان کے پاس ایم۔اے کی ڈگری نہیں ہے۔ اخبار کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ سفارش یا پہنچ کی بنا پر جو ممتحن مقرر کر دیے جاتے ہیں وہ پرچے بروقت واپس ارسال نہیں کرتے۔ دوسرا یونیورسٹی کا عملہ بھی روائتی سستی سے کام لے رہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ حکام کو جلد از جلد نتیجہ کا اعلان کرنے کا حکم دیں۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس میں تین نکات فاضل رکن نے اٹھائے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ آج 6 نومبر 1973 کو آپ کی خدمت میں جواب دے رہا ہوں کہ سوائے سیاسیات اور پولیٹیکل سائنس کے پرچوں کے باقی تمام ایم اے اور ایم ایس سی کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ میں پہلے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم اے کے امتحانات جو ہوتے ہیں یہ دوسرے امتحانوں سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ امیدواروں کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے اور ان کے پرچوں کی جانچ پڑتال زیادہ ہوتی ہے دوسرے امتحانوں کے مقابلہ میں۔ اور جناب والا! یہ بتانا اس لیے ضروری ہے کہ مختلف قسم کے motives impute کیے جا رہے ہیں۔ وہ یہ کہ جب پرچے مارک ہو کر بھی یونیورسٹی میں واپس آ جاتے ہیں تو پھر بھی ایک ایگزامینیشن بورڈ ہوتا طبیعات کے

ہے جو ان پرچوں پر نظر ثانی کرتا ہے اور اس مرتبہ کئی امتحانوں میں طبیعات کے امتحانوں میں ایگزامینرز نے جب پرچے مارک کیےاور وہ مارک ہو کر بھی آ گئے تو ایگزامینرز بورڈ نے کہا کہ نہیں اس کا فلاں پر چہم ایک باہر کے ایگزامینر کو کراچی میں بھیجیں گے یا یہ کہ فلاں پرچے کی دوبارہ مارکنگ ہونی چاہیے - تو اس لیے جناب والا! دیر ہو جاتی ہے - زیادہ دیر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایم اے کے جو پرچے ہوتے ہیں ان کو ایف اے - بی اے کے امتحانوں سے مختلف جانچا جاتا ہے - ان کو کئی مراحل سے گزرنا ہوتا ہے اور اکثر جگہوں پر ان میں دیر اسی وجہ سے ہوتی ہے - تو پہلے جزو کا جواب یہ ہے جناب والا! کہ صرف سیاسیات کے امتحان کا اعلان نہیں ہوا باقی تمام ایم اے کے امتحانوں کا اعلان ہو چکا ہے - دوسرا نکتہ یہ اٹھایا گیا ہے کہ سفارش کی بنا پر لوگ ممتحن مقرر کیے جاتے ہیں اور وہ وقت پر نتیجہ نہیں بھیجتے - اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ الزام کافی حد تک صحیح ہے - ماضی میں ایسا کیا جاتا رہا ہے کہ ایک ایک صاحب کو بہت سے پرچے دے دیے جاتے تھے نتیجہ یہ کہ ان کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اتنے وقت میں ان پرچوں کو مارک کر سکیں - اس کا طریقۂ کار ہم نے یہ نکالا ہے کہ اب ہم بہت کم پرچے - شاید ہم نے ایک یا دو کی حد لگا دی ہے - اس سے زیادہ ، ہم فی ممتحن کو نہیں دیں گے اور دوسرے یہ کہ جو ممتحن دیر سے بھیجے گا اس کے نصف پیسے کاٹ لیں گے - نتیجہ یہ ہے کہ اس مرتبہ بہت سے ٹیچروں کے نصف پیسے کٹ گئے ہیں اور وہ میرے پیچھے پھر رہے ہیں - درخواستیں دیتے ہیں کہ ان کو 1300 کی بجائے 650 روپے کیوں ملے ہیں تو یہ ترکیب ہم نے اس سال سے شروع کی ہے -

جناب والا ! جو ممتحن وقت پر پرچے مارک کر کے نہیں بھیجے گا اس کو ہم جرمانہ کریں گے - تاکہ اگلی بار وہ ٹھیک وقت پر پرچوں کو بھیجے -

تیسرا نکتہ جناب والا ! فاضل رکن نے یہ اٹھایا تھا کہ عملہ امتحان

اپنے کام بہت میں سستی برت رہا ہے - بد قسمتی یہ ہے کہ بات اخباروں میں آ جاتی ہے اور جو خبر ہوتی ہے وہ تحریک التوائے کار کا موجب بن جاتی ہے - مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں گینگ مین کو کنٹرولر آف ایگزامینیشن نے ممتحن مقرر کیا ہے تو اس کی جواب طلبی ہم کر نہیں سکتے - بہر حال تیسرے نکتے کا جواب یہ ہے کہ کنٹرولر آف ایگزامینیشنز نہایت محنتی ہے اور وہ بہت دیانت داری اور اخلاص سے کام کر رہا ہے - لیکن وہ ابھی تک عارضی ہے - کوئی مستقل آسامی اس کی ابھی نہیں ہوئی - ہم درخواستیں لیں گے - انٹرویو ہونے والے ہیں اس لیے کچھ لوگ جو اس پوسٹ پر آنا چاہتے ہیں وہ اس قسم کی غلط فہمی اخباروں میں پھیلاتے ہیں اور جونہی کوئی خبر اخبار میں آتی ہے پیشتر اس کے کہ میرے پاس کوئی پریس کٹنگ آئے میں خود صبح اخبار دیکھ کر اس پر رپورٹ طلب کرتا ہوں - لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اگر کسی گٹر کا مین ہول کھلا ہوا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ کنٹرولر آف ایگزا مینیشن پنجاب یونیورسٹی کی غلطی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ اس کی جگہہ لینا چاہتے ہیں لیکن وہ نہایت دیانتداری سے کام کر رہا ہے اور وہ بہت اچھا حکومت کا ملازم ہے - اس سے پیشتر امتحانوں کے پرچے جب ایگزامینیشن سنٹرز سے آتے تھے تو یونیورسٹی میں وہ ایک ایک مہینہ پڑے رہا کرتے تھے اور ایگزامینرز کو نہیں بھیجے جاتے تھے - اب کی مرتبہ پہلی بار دو دن کے اندر پرچے اس نے بھیجے ہیں - اس لیے اس تیسرے نکتے کا جواب دیتے ہوئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا مفاد اس میں شامل نہیں ہوگا - اس لیے میں تمام فاضل ارکان کو دعوت دیتا ہوں اور کھلی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے طور پر جو موجودہ کنٹرولر ہیں یا محکمے کی جو کارکردگی ہے اس کو وہ خود جانچیں کسی خبر سے نہیں اور نہ کسی مفاد پرست کی شرانگیز بات سے - کیونکہ فاضل ارکان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا - میں فاضل ارکان کو آج یہاں فلور پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ اگر کسی محکمے میں کسی افسر کی کوتاہی ہے تو میں اس کو ہر گز کوئی تحفظ نہیں دوں گا

اور آپ کے سامنے جو بھی اس کی سزا ہوگی ہم آپ کی حاکمیت برقرار رکھیں گے ۔ خواہ پنجاب یونیورسٹی کے ایگزامینیشن کا محکمہ ہو یا کوئی اور محکمہ ہو ۔ تو جناب والا! میرا یہ جواب ہے اس تحریک التوائے کار کے سلسلے میں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس تحریک التوا میں کسی ریلوے گینگ مین کا ذکر نہیں کیا گیا تھا ۔ وزیر صاحب نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے ۔ ویسے ان کے خیالات بہت اچھے ہیں کہ وہ ان برائیوں کو دور کرنے کے لئے سب کچھ کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ امتحانات تو ڈیڑھ سال پہلے ہوئے ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ آج نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔ ایک مضمون کا انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس کا نتیجہ ابھی تک نہیں آیا تو کیا وزیر صاحب اس delay کا سراغ لگانے کے لئے کوئی مناسب اقدام فرمائینگے اور ان لوگوں کو سزا دیں گے جو اس delay کا باعث ہوئے کہ ایک مضمون کا نتیجہ ابھی تک شائع نہیں ہوا ۔ جناب والا! یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کے لئے کیا اقدام فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب آپ نے 1972ء لکھا ہے اور مرزا فضل حق صاحب نے اپریل 1973ء لکھا ہے ۔

میاں خورشید انور : ان کا 1973ء کا ہوگا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اپریل 1973ء ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : دونوں ایک ہی اخبار سے متعلق ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! اس امتحان کو ڈیڑھ سال نہیں ہوا ۔ پچھلے سال کو ڈیڑھ سال ہوگیا ہوگا ۔ جو اس سال امتحان ہوا ہے وہ اس سال اپریل 1973ء میں ہوا ۔ ایک تو correction یہ ہے ۔ دوسرا فاضل رکن نے یہ پوچھا ہے کہ سیاسیات کے پرچے میں جو دیر ہو گئی ہے اس کا کیا

کیا جائے ۔ جناب والا! میں نے کچھ تفصیل سے عرض کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ جو ایم ۔ اے کے امتحانات کے پیپرز ہوتے ہیں جب یہ mark ہو کر آ جاتے ہیں تو پھر یہ یونیورسٹی میں ایک Examiners Board کے پاس چلے جاتے ہیں ۔ اسی طرح یہ پیپرز بھی 15 اکتوبر کو اس بورڈ کے پاس آئے ۔ لیکن ان کی تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے ایک پیپر کو مارکنگ کے لئے تیسرے ممتحن کے پاس بھیج دیا ۔ کیونکہ امتحانات کا بورڈ مطمئن نہیں تھا کہ یہ جو مارکنگ ہوئی ہے ٹھیک ہے ۔ اب جناب والا! ماہرین کے پاس امتحانات کا ایک سسٹم ہے اور وہ خود سیاسیات کے ماہر ہیں میں اس میں مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ ہی مداخلت کرنی چاہیے ۔ کیونکہ امتحانات کا ایک خاص طریقہ ہے ۔ اس لیے اگر ہم نے اس ملک میں ترقی کرنی ہے تو ہمیں تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے میں امتحانات کے طریقے میں بالکل کوئی گڑبڑ نہیں کرنی چاہیے کہ جلدی شائع کرو یا ممتحن کے پاس نہ بھیجو ۔ میں فاضل رکن سے یہ درخواست کروں گا جو ہم نے امتحانات کا بورڈ بنایا ہوا ہے اس میں purely ماہر تعلیم ہیں ان کے لیے مشکل ہو جائے گی ۔ اس میں کوئی سیاسی آدمی یا کوئی سیاسی دخل نہیں ہے لہذا یہ معاملہ اس بورڈ پر چھوڑ دیا جائے ۔ جب وہ اس سے مطمئن ہوں گے وہ اس کا اعلان کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب کیا آپ وزیر متعلقہ کے بیان سے مطمئن ہیں ؟

میاں خورشید انور : بالکل جی ۔

Mr. Speaker : These adjounrnment motions are accordingly disposed of.

ڈاکٹر صاحب تحاریک التوا کے سلسلہ میں 30 منٹ کا وقت ہوتا ہے ۔ یہ میں generally بات کرنے لگا ہوں کہ statement of the ministers جو ہوتی ہیں ان کے لیے limit ہونی چاہیے اگر اس میں ہاؤس سمجھے کہ

سٹیٹمنٹ زیادہ تفصیل سے آنی چاہیے تو پھر یہ ٹھیک ہے - ڈاکٹر صاحب ! یہ صرف آپ کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے ہے -

وزیر تعلیم : جس طرح جناب کا حکم ہو ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 18 مرزا افضل حق کی ہے - چیف منسٹر نے اس کو pending کرا دیا تھا -

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اس کو اب بھی pending کر دیں -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے -

لاہور میں کاروں کی چوریوں میں روز افزوں اضافہ

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کار چوری کی وارداتوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے - روز نامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 5 اکتوبر 1973ء کے مطابق دو نامعلوم مسلح ڈاکو ٹیکسی ڈرائیور میاں عبدالرشید سے ملتان روڈ پر اس کی ٹیکسی کار چھین کر لے گئے اور اسے رسیوں سے جکڑ کر الگ پھینک دیا - یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور اور اس کے گرد و نواح میں کاریں چوری ہونے کی وارداتوں میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے - جو کار ایک دفعہ چوری ہو جاتی ہے وہ کبھی برآمد نہیں ہوئی اس سے پورے شہر میں بے چینی پائی جاتی ہے -

مرزا فضل حق : جناب والا ! تحریک التوا نمبر 20 بھی اسی قسم کی ہے اسے بھی ساتھ لے لیں -

مسٹر سپیکر : نمبر 20 میرے پاس نہیں ہے -

مرزا فضل حق : جناب والا ! میرے پاس ہے -

وزیر اعلیٰ : جناب والا! یہ کون سا نمبر ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 21 ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق کوئی خبر کسی اخبار مورخہ 13 اکتوبر میں شائع نہیں ہوئی اور نہ ہی اس میں کوئی واقع مسلمان روڈ کے متعلق شائع ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ واقعہ 73-10-5 کا ہے 73-10-15 کا نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! 73-10-5 کے واقعہ کے متعلق مجھے verify کرنے کی اجازت دی جائے اور اس کو ابھی pending کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایک تحریک التوا نمبر 23 مرزا فضل حق صاحب کی ہے ۔ قبل اس کے کہ میں اس پر کوئی فیصلہ دوں یا اسے پڑھوں ایک استفسار چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ کس حکومت نے کیا ہے کہ کھاد کی تقسیم کو قومی تحویل میں لیا جائے ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! یہ پنجاب گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : کوئی فاضل وزیر بتا سکتے ہیں کہ کھاد کی تقسیم کو قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ کس حکومت نے کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا! یہ مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر یہ تحریک التوا entertain نہیں ہو سکتی ۔

قومی تحویل میں لیے گئے تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو ستمبر 1973 کی تنخواہ کی عدم ادائیگی

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 7 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق قومی تحویل میں لیے گئے سکولوں کے اساتذہ کے مسائل ابھی تک حل نہیں کئے گئے ۔ اخبار کے مطابق بعض سکولوں کے اساتذہ کو ستمبر کے ماہ کی تنخواہ ملنے کا ابھی تک کوئی امکان نہیں۔ اساتذہ کی سابقہ انجمنوں کی مقرر کردہ قلیل تنخواہ ادا کی جا رہی ہے ۔ مہنگائی کے اس دور میں اساتذہ انتہائی تنگدستی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کا مستقبل مخدوش نظر آ رہا ہے۔ اکاؤنٹنٹ جنرل نے ان کی ماہ ستمبر کی تنخواہ کا بل مسترد کر دیا ہے اور ابھی تک انہیں تنخواہ ملنے کے آثار نظر نہیں آ رہے ۔ حکومت کو چاہئے کہ اساتذہ کے مظلوم طبقہ کو ان کے مسائل حل کر کے ان کی پریشانیوں سے چھٹکارا دلائے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گذارش ہے کہ فاضل رکن نے جس چیز کی نشان دہی کی ہے۔ تنخواہ اساتذہ کو اب مل چکی ہے اور یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ دوسرا نکتہ قومی پے سکیل کے متعلق ہے کہ قومی سکیل نہیں دیا گیا ۔ اساتذہ کو یکم جولائی 1973 سے قومی پے سکیل دے دیا گیا ہے لیکن اس میں کچھ قانونی طریقہ ہوتا ہے کہ اس کو چار مہینے کے اندر opt کر لیا جائے اگر وہ جلدی opt کر لیں تو ان کو ملنا شروع ہو جائے گا ۔ تیسرا نکتہ untrained Teachers کا ہے کہ ان کو بے چینی ہے - ہم اس سلسلہ میں کئی بار اعلان کر چکے ہیں کہ جو لوگ 1972ء سے پہلے کے ملازم ہیں ان کو نکالا نہیں جائے گا بلکہ ان کو ٹرینڈ کیا جائے گا اور 1972ء سے کوئی untrained Teacher نہیں رکھا گیا ہے ۔

مرزا فضل حق : یہ 7-10-73 کی خبر ہے ۔کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ کس تاریخ کو تنخواہ دی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : میں تاریخ تو نہیں بتا سکتا لیکن اکتوبر کے مہینے میں تنخواہ ادا کر دی گئی ہے۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the motion is not pressed.

صوبائی حکومت کی طرف سے شالا مار لنک کے 50 کنال رقبہ کو انگوری باغ سکیم نمبر 7 کے تحت اپنی تحویل میں لینا

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 7 اکتوبر 1973ء کے مطابق صوبائی حکومت نے شالا مار لنک کے 950 کنال رقبہ کو اپنی تحویل میں انگوری باغ سکیم نمبر 7 کے تحت لیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلہ سے تقریباً 5 ہزار افراد متاثر ہوں گے اس علاقہ میں تقریباً 5 سو غریب خاندان آباد ہیں۔ اس سکیم سے مسلم کالونی کا علاقہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ اس فیصلہ سے صوبائی دارالحکومت کے عوام بالخصوص مقامی لوگوں میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ انہوں نے گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرہ بھی کیا۔ حکومت کو چاہئے کہ مجوزہ سکیم کو منسوخ کر کے غریب خاندانوں کے نام منتقل کر دے۔

وزیر اوقاف و ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! اصل صورت حال اس کے متعلق ایسی ہے کہ شالیمار باغ کے سامنے ایک طرف لنک روڈ ہے۔ ایک طرف جی ٹی روڈ ہے۔ ایک طرف سکھ نالہ ہے۔ ان کے درمیان انگوری باغ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے ایک سکیم بنائی ہے جس میں دو ہزار فلیٹس Low Income Groups والوں کے لیے تعمیر کئے جائیں گے۔ انگوری باغ کی حیثیت کو بحال کرنے کے لیے یہ

فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کو ٹھیک کیا جائے۔ انگوری باغ میں کوئی تعمیر نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی دیواریں جو ٹوٹی ہوئی ہیں ان کی مرمت کی جائے گی اور اس کو مرمت کے بعد قابل دید بنا دیا جائے گا۔ شالیمار لنک روڈ کے درمیان کچھ لوگ آباد ہیں اور انہوں نے سڑک کے کنارے کھوکھے رکھے ہوئے ہیں۔ جن مظاہرین کا اس خبر میں ذکر ہے یہ وہی لوگ تھے جو سڑک کے کنارے کھوکھے لگائے ہوئے تھے۔ یہ دس بارہ آدمی تھے۔ دراصل ان لوگوں کو ورغلایا گیا تھا تو انہوں نے مظاہرہ کیا تھا۔ جب یہ خبر شائع ہوئی تو ان لوگوں کو سمجھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہاں فلیٹس بنائے جائیں گے اور آپ ہی لوگوں کو ملیں گے اور آپ کو فوقیت دی جائے گی۔ ان لوگوں کی تسلی کر دی گئی ہے۔ اب وہاں کسی قسم کی بے چینی نہیں ہے جو زمین ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے لی ہے اس کے اس کے تین چار بڑے بڑے مالکان ہیں۔ چھوٹے مالکان نہیں ہیں۔ اس لیے یہ خبر اخبار میں جو شائع ہے وہ غلط فہمی پر مبنی ہے ان لوگوں کی تسلی کر دی گئی ہے اور وہاں کوئی احتجاج نہیں ہے نہ ہی بے چینی ہے۔

Mr Speaker : It is not pressed.

محکمہ فوڈ کے آفسران اور رائس ڈیلر شیخ رنگ الہی کی ملی بھگت سے ڈیڑھ لاکھ روپے کی مالیت کے چاول کا خورد برد

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''سیاست'' مورخہ 8 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق محکمہ فوڈ کے افسران اور رائیس ڈیلر کی ملی بھگت سے ڈیڑھ لاکھ روپے کی مالیت کی 105 بوریاں چاول کو خورد برد کر لیا گیا۔ اخبار کے مطابق شیخ رنگ الہی رائیس ڈیلر جو حکومت کو چاول مہیا کرتا تھا کا ڈپو

لاہور کے کسی نواحی علاقہ میں تھا لیکن سیلاب کے بعد اس نے انتظامیہ سے مل کر ڈپو شہر میں منتقل کرا لیا ۔ اس نے قلعہ لچھمن سنگھ کے علاقہ میں اپنا ڈپو قائم کیا ۔ وہ باسمتی چاولوں میں گھٹیا اقسام ٹوٹہ اور اری پاک ملا دیتا لوگوں نے متعدد بار محکمہ فوڈ کے اعلیٰ حکام کو آگاہ کیا ۔ ڈپو پر چھاپے مارنے سے معلوم ہوا کہ سٹاک میں 594 بوریوں کی بجائے 391 بوریاں پائی گئیں مزید معلوم ہوا کہ 391 بوریوں میں بھی باسمتی چاولوں کی بجائے ٹوٹہ اور اری پاک شامل ہے ۔ اتنی دھاندلیوں کے باوجود نہ ڈپو کو سیل کیا گیا اور نہ اس کا سٹاک قبضہ میں لیا گیا ۔ حکومت کو چاہیے کہ اس معاملہ کی فوری تحقیقات کرائیں اور بد عنوانیوں کے مرتکب افراد کو سزائیں دی جائیں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! واقعات کچھ اس طرح سے ہیں کہ شیخ رنگ الٰہی کے نام سے کوئی ڈپو نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ڈپو ہولڈر ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے رائیس ڈیلر کہا ہے ۔

وزیر خوراک : انہوں نے ڈپو ہولڈر کا بھی ذکر کیا ہے ۔ شرق پور خورد کی ایک فرم تھی جس کا نام میسرز شیخ اینڈ کمپنی ہے ۔ اُن کی ایک درخواست تھی کیونکہ سیلاب کے دنوں میں اُن کے پاس چاول تھے اُن کو خطرہ تھا کہ وہ خراب نہ ہو جائیں ۔ اس لیے اس کو اجازت دے دی تھی کہ وہ قلعہ لچھمن سنگھ میں منتقل کرے ۔ اس کے بعد جو ہمارے پاس حقائق ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کے sample لیے گئے ان میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے اور ان کے سٹاک میں کوئی کمی نہیں ہے ۔ ویسے اطلاعات ملتے ہی ڈی ۔ ایف ۔ سی شیخوپورہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان کے سیمپل لے لے اور اُن کو شو کاز نوٹس دے ۔ اگر انہوں نے کوئی ملاوٹ کی تو ان کی ڈیلر شپ کو کینسل کر دیا جائے گا ۔ اس لیے ہم اس کی باقاعدہ طور پر تحقیقات کر رہے ہیں اور باقاعدہ سخت اقدام کریں گے ۔ ان وجوہات کی بنا پر فاضل ممبر سے عرض کروں گا کہ وہ اپنی موشن واپس لے لیں ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ! میں نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ 594 بوریوں کی بجائے 391 بوریاں پائی گئیں ہیں اس کے باوجود ڈپو کو سیل نہیں کیا گیا ۔ کیا آپ تحقیقات فرمائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ تحقیقات کرائیں گے اگر تصدیق ہو گئی تو ضرور اس کو قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔

مرزا فضل حق : اگر تحقیقات ہو رہی ہے اور معاملہ التوا میں ہے تو امر کو زیر التوا کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اگر تسلی نہ ہوئی تو پھر تحریک التوا لے آئیں ۔

مرزا فضل حق : نہیں جناب والا ۔

Mr. Speaker : That will be a new fact.

مرزا فضل حق : اچھا جی ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون حبوب برائے امداد سیلاب زدگان پنجاب مصدرہ 1973ء

(جاری)

مسٹرسپیکر : اب مسودہ قانون حبوب برائے امداد سیلاب زدگان پنجاب مصدرہ 1973 کی نئی کلاز زیر غور ہے ۔

(نئی کلاز)

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Mian Manzoor Ahmed Mohal : I beg to move.

> That after Clause 3 of the Bill, the following new Clause be added as Clause 4 and the existing Clause 4 be re numbered as Clause 5, and the subsequent Clause be re-numbered accordingly, namely :—
>
> "4. Notwithstanding anything to the contrary contained in any Law for the time being in force, there shall be levied and collected a cess, called as the Punjab Flood Relief

Cess during the financial year 1973-74, on the following items :—

(i) in case of dancing Houses and Restaurants where entry is by ticket. ...	10% of the value of the ticket.
(ii) in case of the sale of wine of all kinds ...	25% of the value of each bottle."

Mr. Speaker : The motion is :—

That after Clause 3 of the Bill, the following new Clause be added as Clause 4 and the existing Clause 4 be re-numbered as Clause 5, and the subsequent Clause be re-numbered accordingly, namely :

"4. Notwithstanding anything to the contrary contained in any Law for the time being in force, there shall be levied and collected a cess, called as the Punjab Flood Relief Cess during the financial year 1973-74, on the following items :—

(i) in case of dancing Houses and Restaurants where entry is by ticket. ...	10 % of the value of the ticket.
(ii) in case of the sale of wine of all kinds. ...	25% of the value of each bottle."

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! میں نے اس معزز ایوان میں آج ایک نہایت اہم ترمیم پیش کی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی کر کے ان کی اصلاح احوال کی کوشش کریں ۔ موجودہ حکومت نے زیر بحث بل میں صرف دو قسم کے ٹیکس لگائے ہیں ایک سینما کی ٹکٹوں پر اور دوسرے ریس کورس کی ٹکٹوں پر ۔ تو میں نے یہاں دو اور مدیں رکھ دی گئی ہیں ۔ ایک تو ناچ گانے کے کلب ہیں جہاں داخلہ پر ٹکٹ لاگو ہے اس کے متعلق میں نے کہا

کہ اس پر ٹکٹ کی قیمت کا دس فیصد ٹیکس عائد کیا جائے اور دوسری مد یہ ہے کہ ہر شراب کی بوتل جو اس ملک میں فروخت ہوتی ہے اس کی قیمت کا 25 فیصد ٹیکس عائد کیا جائے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ ہمارا پاک خطہ۔ یہ ہمارا پاکستان ہے۔ اس کی اساس کیا تھی۔ اس کی بنیاد کیا تھی؟ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے کہ جس کے متعلق ہم نے یہ عہد کیا تھا اور پیپلز پارٹی کی طرح مسلم لیگ بھی ایک جماعت تھی جس نے ایک تحریک کی طرح کام کیا تھا اور کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ مسلم لیگ کی اس تحریک میں عوام نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ صرف اس لیے کہ ہم اپنے لیے ایک ایسا خطہ قائم دائم کریں کہ جہاں پر اسلامی قوانین نافذ ہوں گے اور جہاں برائیاں اور قباحتیں نہیں ہوں گی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ جو بھی حکومت آئی اس نے اس نظریہ پاکستان کو چھوڑ کر وقت ٹالنے کے لیے اقربا پروری اور اسی طرح کی دوسری برائیاں اختیار کیں اور اس مقصد کو جس کے تحت پاکستان قائم کیا گیا تھا وہ فراموش کر دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! میں اس اساس کا ذکر کر رہا ہوں جس پر پاکستان بنایا گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں شراب کی بندش ہونی چاہئے تھی۔

مسٹر سپیکر: اس بندش کا تو اس ترمیم میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ آپ نے تو ٹیکس کے متعلق کہنا ہے اور آپ شراب کی بندش پر تقریر کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں شراب کی بندش کرنی چاہئے اور اگر ہم بندش نہیں کر سکتے تو پھر کم از کم ہم اس پر ٹیکس لگائیں۔

مسٹر سپیکر: مگر آپ تو بندش کی بات کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ایک ہی جملے میں سب کچھ کہہ دوں کیونکہ اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے پہلے کچھ قدم اٹھانے پڑتے ہیں۔ تو اس لیے میں نہایت ادب سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہم نے اب یہ کوشش کرنی ہے کہ وہ تمام برائیاں اور تمام ایسے نقائص جو پچھلی حکومتوں سے ہمیں ورثہ میں ملے ختم کریں اور جب تک ہم انہیں ختم نہیں کرتے جیسا کہ موجودہ حکومت کا بھی یہی موقف ہے کہ۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : میں فاضل ممبر سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس ترمیم میں بندش کا ذکر کہیں نہیں ہے یہ آپ کی تقریر غیر متعلقہ ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! میں تو بالکل متعلقہ تقریر کر رہا ہوں ۔

Mr Speaker : I may have to request the member to resume his seat if he insists on speaking about something which is not contained in the motion.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Sir, I am quite relevant.

Mr. Speaker : I consider the member to be irrelevant.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ناچ گھروں میں جو ناچ دکھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے ہمیں اس کی ٹکٹ پر ٹیکس عائد کرنا چاہئے ۔ اگر ہم اس پر 10 فیصد ٹیکس لگا دیں تو ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا ۔ اس طرح یہ شراب جو اُم الخبائث ہے ۔ جو تمام برائیوں کی جڑ ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر جتنا زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگا سکیں لگائیں تاکہ اس کی قوت خرید کسی حد تک کم ہو جائے ۔ اس سے ایک تو ہمارا یہ مقصد پورا ہوگا کہ ہم برائیاں ختم کرنا چاہتے ہیں اور آئین بھی ہم پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے ۔ آئین کی دفعہ 31 میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ہم بتدریج اجتماعی اور انفرادی طور پر ایسے اقدامات کریں گے کہ جس سے ہم اسلام کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں ۔ تو حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے کہ جس سے عوام اسلام کے مطابق زندگی گزار سکیں ۔ اسلامی شریعت شراب کو قطعاً ممنوع قرار دیتی ہے اس لیے ہمیں بتدریج اس قسم کے ٹیکس لگانے چاہئیں جن سے اس کی قیمت خرید بڑھ جائے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ شراب کی فروخت پر 25 فیصد ٹیکس عائد کیا جائے۔ یہ شراب عموماً پیتے بھی وہی لوگ ہیں کہ جو بہت زیادہ امیر ہیں ۔ جو اونچے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ محنت کش اور غریب طبقہ قطعاً شراب کے قریب نہیں جاتا کیونکہ ان میں قوت خرید نہیں ہے ۔ لیکن یہاں یہ ہو رہا ہے کہ سینما کا ٹکٹ جو ایک روپیہ ڈیڑھ روپیہ یا پونے دو روپے ہے اس پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے کیونکہ اس میں محنت کش طبقہ جاتا ہے لیکن جو قوم کا اونچا طبقہ ہے جو شراب پیتا ہے اور تمام بد عنوانیاں کرتا ہے اسے چھوڑ دیا گیا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ آپ یہ نہ دیکھیں کہ کون

بول رہا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ بات کیا کہتا ہے - میں اپنی بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ ترمیم حکومت کی طرف سے آئی ہے یا حزب احتلاف کی طرف سے آئی ہے - میں بھی حکومت کا اس طرح ایک فرد ہوں جس طرح آپ ہیں مگر میں اپنے منشور کے خلاف نہیں جا سکتا - اب میں اس ایوان کو کہتا ہوں کہ شراب پر ٹیکس لگایا جانا چاہئے -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That after Clause 3 of the Bill, the following new Clause be added as Clause 4 and the existing Clause 4 be re-numbered as Clause 5, and the subsequent Clause be re-numbered accordingly, namely :

4. Notwithstanding anything to the contrary contained in any Law for the time being in force, there shall be levied and collected a cess, called as the Punjab Flood Relief Cess during the financial year 1973-74, on the following items :—

(i) in case of dancing houses and Restaurants where entry is by ticket.	10% of the value of the ticket.
(ii) in case of the sale of wine of all kinds.	25% of the value of each bottle.".

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 5 زیر غور ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا 1 مستقل

آئین کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کو اس آرڈیننس کو 3 مارچ سے قبل منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ آئین کے آرٹیکل 128 (2) میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ۔

128(2) An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance.

(a) shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly, upon the passing of that resolution ; and

(b) may be withdrawn at any time by the Governor.

یہ صرف تین صورتیں ہیں جن میں یہ آرڈیننس in effective ہو سکتا ہے۔ یا تو تین ماہ کی مدت گزر جائے، یا اس کی disapproval کی قرارداد اسمبلی پاس کر دے، یا گورنر اسے withdraw کر لے۔ جب تک یہ تینوں صورتیں نہ ہوں، اسمبلی کو تین ماہ کے اندر اس کو repeal کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

Mr. Speaker : Please read with me :—

An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly ...

And the Act is of an indifinite period, unless the period is given in the Act itself.

اور پھر اس ایکٹ کی ترمیم کر سکتے ہیں، repeal کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

Haji Muhammad Saifullah Khan : No Sir. That will have the force as the Act of the Provincial Assembly because that will be the law of the Province.

Mr. Speaker : Three situations are given but the forth is not excluded.

Haji Muhammad Saifullah Khan : With due apologies Sir. Force means, it will be a law as the law of the Assembly. It will be deemed to have been an Act of the Assembly. But in that there is no mention that we can repeal it before three months.

Mr. Speaker : The authority of the Assembly has not been excluded.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, there is a provision in the Constitution that without the resolution of disapproval, we cannot repeal it.

Mr. Speaker : If you are correct even then this will be effective after the 90 days. Therefore, it becomes immaterial, though I do not agree with you.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thank you Sir.

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 5 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی تمہید زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔ اب ہم تیسری خواندگی شروع کرتے ہیں ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :
کہ دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں ، میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ کل چیف منسٹر صاحب وقفۂ سوالات کے بعد ایوان سے خطاب کرنا چاہتے ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل جسے یہ ایوان ایکٹ کی شکل دینا چاہتا ہے ، جس شکل میں اسے منظور کیا جا رہا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے منظور کر لیے جانے سے ، اس کے ایکٹ بن جانے سے نہ تو اس صوبے کے عوام کو کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس میں سیلاب زدگان کے لیے کسی قسم کی ریلیف کا سامان پیدا ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بار بار کہا بھی جا چکا ہے اور بقول وزیر خزانہ ، جس کا وہ کل برملا اعتراف کر چکے ہیں ، یہ جو ٹیکس ہم لگا رہے ہیں ، اس سے ہمیں قلیل رقم حاصل ہوگی ۔ بالکل معمولی رقم جس سے کوئی فرق ہی نہیں پڑ سکتا اور نہ ہی کسی پر بوجھ پڑ سکتا ہے ۔ بار بار انھوں نے کہا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے خطیر رقمیں جمع کر لی ہیں ، آپ نے اتنی خطیر امدادیں وصول کر لی ہیں اس کے باوجود ان کے خرچ کا کوئی انتظام نہیں کیا ۔ انھوں نے اس ٹیکسیشن کو ، جو کہ اس بل کے ذریعے ، اس ایکٹ کے بن جانے کے بعد اس صوبے کے عوام پہ نافذ ہوگی ، نہایت ہی معمولی اور نہایت ہی قلیل قرار دیا ہے ۔ تو

پھر سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف تو سیلاب کی آفت کو انتہائی زیادہ بتایا جاتا ہے ، اسے تباہ کن کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمارے وسائل ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم سیلاب زدگان کی پوری امداد کر سکیں کیونکہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے ۔ مجھے یہ منطق سمجھ نہیں آئی کہ اپوزیشن جو ہمیشہ ٹیکسوں کی مخالفت کیا کرتی ہے ، جو ٹیکسوں کو ہمیشہ بوجھ سمجھا کرتی ہے اس کی طرف سے بار بار یہ پیش کش کی گئی کہ خدارا اس بل کو مؤثر بنائیں ، اس بل کو اس ایوان سے ایسی شکل میں پاس کرائیں کہ ہم اپنے سیلاب زدگان کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکیں کہ ہم نے آپ کی امداد کے لیے کئی تجاویز پیش کی ہیں ، سرمایہ اکٹھا کرنے کی کئی تجاویز سوچی اور منظور کی ہیں ۔ چہ جائیکہ ہم انہیں یہ بتائیں ، ایک طرف تو اپنے اوپر یہ لیبل لگائیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! تھرڈ ریڈنگ میں جنرل بحث کا زیادہ سکوپ نہیں ہوتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو کچھ منظور ہو چکا ہے ، میں اس پر بول رہا ہوں کہ اس کا کیا فائدہ ہوگا ۔ یہ ہے تھرڈ ریڈنگ ۔ میں اس سے باہر نہیں جا رہا ۔

مسٹر سپیکر : عموماً تھرڈ ریڈنگ اس طرح ہوتی ہے کہ کچھ ترامیم وغیرہ آ گئی ہوتی ہیں ۔ قانون کا جو اورجنل concept ہوتا ہے اس میں کچھ ترامیم ہو گئی ہوتی ہیں ۔ ایک تو اس میں ترمیم آئی ہے کلاز 5 کی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کچھ ترامیم نامنظور ہو جایا کرتی ہیں جن کی اہمیت جتلائی جاتی ہے کہ جو ترامیم آپ نے نامنظور کی ہیں ان کے بغیر آپ کا یہ قانون غیر مؤثر ہے ۔

Mr. Speaker: Then we will have to take the Bill as a whole.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے جناب والا ! میں ایک استدعا کروں گا ۔ میں ایک تجویز دے رہا ہوں ۔ یہ ہمیشہ نزاعی مسئلہ رہا ہے کہ فرسٹ ریڈنگ کیسے ہو ، سیکنڈ ریڈنگ کیسے ہو ، جنرل پرنسپلز کیسے ڈسکس ہوں ، اور تھرڈ ریڈنگ کیسے ہوگی ۔ کیا آپ مہربانی فرمائیں گے کہ ایک بل پر تجربتاً فرسٹ ریڈنگ ، سیکنڈ ریڈنگ اور تھرڈ ریڈنگ پر ہمیں کوئی تقریر کر کے دے دیں تا کہ ہم اسے precedent بنا لیں اور اسے اپنے لیے لائحہ عمل کی شکل میں اختیار کرتے ہوئے ہر بل پر اس کے مطابق تقریر کریں ۔

مسٹر سپیکر : جب مسٹر منظور احمد موہل تقریر کر رہے تھے تو میں نے انہیں دو تین بار ٹوکا تھا ۔ اس وقت میں انہیں تجویز کرنا چاہتا تھا ۔ پھر میں نے سوچا کہ چیمبر میں بلا کر انہیں تجویز دوں گا کہ جو تقریر آپ نے کی ہے اس کے ٹیپ نکال کر اس کو re-produce کر لیتے ہیں ۔ میں آپ کی جگہ پہ ہوتا تو ریفرنس بھی کرتا اور کتنا کرتا ، اور پھر کاٹ چھانٹ کے ان کو دیتا precedent کے طور پر ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں راہبری ملتی ہے سابقہ debates سے ان کے طریقۂ کار سے اور ان کے اصولوں سے ۔ اگر ان قواعد سے مختلف کوئی اور اصول ہے تو آپ ہماری راہبری کریں تا کہ ہم انہی خطوط پر یہاں بحث میں حصہ لے سکیں ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I draw your attention to Rule 87 (4) of the Rules of Procedure, which says :

> When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendents, if any, made in the Bill.

This is a specific provision that has been introduced.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شیخ صاحب کو کہیں کہ ایک تقریر مثالی کر دیں کہ کس طرح تقریر ہوتی ہے تا کہ ہم بھی ویسے ہی تقریر کیا کریں ۔

شیخ عزیز احمد : مجھے اپنے پوائنٹ کی وضاحت کرنے دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کیسے تقریر کریں ۔ ایک مثالی تقریر off the record ہی کر لیں تا کہ ہم آپ سے راہبری حاصل کر سکیں ۔ آپ ایک تقریر ریکارڈ کروا دیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ یہ بات ان سے ایوان سے باہر بھی کر سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب وہ ایوان کے اندر اعتراض کر رہے ہیں میں باہر کیوں بات کروں ۔

مسٹر سپیکر : ان کی بات تو سن لیں ۔

شیخ عزیز احمد : مجھے اپنے پوائنٹ کی وضاحت کرنے دیں ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ کوئی نیا لائیے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! قاعدہ 87(4) کو third reading کے متعلق ایک specific rule بنا دیا گیا ہے جو اس طرح سے ہے ۔

> When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill.

اب سوال یہ ہے کہ جو بحث اس وقت جاری ہے پہلی ریڈنگ میں بھی یہی ہوئی اس کے بعد کلاززز پر بحث کے دوران بھی یہی ہوئی اور اب تھرڈ ریڈنگ پر بھی اگر پالیسی کے متعلق بحث ہو تو پھر تو سب رول 4 کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ حاجی صاحب کا حق ہے کہ وہ discuss کریں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! انہوں نے میرے حق میں ہی کہہ دیا ہے کہ نہ صرف پروویژن کے متعلق جو پاس ہوئی ہیں بلکہ جو amendments made ہیں ان کو بھی میں discuss کر سکتا ہوں may be passed or may not be passed : may be accepted or may not be accepted.

مسٹر سپیکر : لیکن انہوں نے restrict کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : only amendments made کی حد تک ۔ اگر وہ میری amendments کی حد میں آتی ہیں تو مجھے حق ہے وہ ہاؤس نے پاس کی ہیں یا نہیں کی ۔ ان کو میں refer کر سکتا ہوں تھرڈ ریڈنگ میں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات میں نے follow نہیں کی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب انہوں نے فرمایا ہے کہ اس میں دو چیزیں discuss ہو سکتی ہیں اور اس کا دائرہ اس حد رہ سکتا ہے کہ جنرل پروویژن آف دی بل ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ نہیں ہو سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : لیکن جناب کس قاعدے کے تحت ؟

مسٹر سپیکر : ان کا کہنا یہ ہے کہ قاعدہ 87 (4) exclude کرتا ہے ۔ Only with reference to the amendment, if any, made in the bill کے الفاظ سے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں یہی تو میں کہتا ہوں کہ amendments

کو بھی میں discuss کر سکتا ہوں جو ہم نے made کی ہیں اور پرویژن کو بھی discuss کر سکتا ہوں "made" ہے pass نہیں ہے - اگر وہ آج کے ایجنڈے میں amendments ہیں -

These have been made : It is not passed Then we are at liberty to discuss whether it has been passed by the House or not. In the third reading, we can draw the attention of the House that this is a flaw by leaving these amendments, by rejecting these amendments.

مسٹر سپیکر : move میں اور made میں کیا فرق ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : made جناب یہ ہے کہ amendments کوئی بھی ہم نے کی ہو -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ تقریر جاری رکھیں میں نے ڈکشنری منگوائی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو اس کے بعد میں شروع کروں یا شروع رہوں ؟

مسٹر سپیکر : اتنی دیر آپ تقرر جاری رکھیں - زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ آپ کی تقریر irrelevant. ہو جائے گی اتنے عرصے میں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو پھر اس سلسلے میں میری گزارش یہی ہے -

مسٹر سپیکر : آئین میں تو made اور make کا لفظ passing کے معنوں میں استعمال ہوا ہے - آپ آئین کے آرٹیکل 141 کو دیکھا وہاں لکھا ہے "Subject to the Constitution, Parliament may make laws.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں : We may make amendments

We may make laws : پارلیمنٹ اس کو make کرے - ممبر make کرے - فرق اتنا ہوگا کہ ممبر کا make کردہ جو ہے وہ subject to the decision اور پارلیمنٹ کا make کردہ جو ہے وہ ہے It is passed فرق صرف اتنا ہے کہ : every body can make either Parliament may make ro the member may make : ممبر اگر make کرتا ہے تو It will be passed by the House and if the House makes an mendment—ti is passed : اس میں اور اس میں واضح فرق ہے جناب والا -

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! اس سلسلے میں میرا پوائنٹ یہ ہے کہ - -

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب میں ان کا پوائنٹ آپ کو بتا دوں وہ

آپ سے اتفاق کر رہے ہیں ۔ لیکن ان کا کہنا یہ ہے کہ make کا لفظ move کے معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : میں اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں اور اسے elucidate کرنا چاہتا ہوں ۔

> "May" in h s "Parliamentary Practice says :—
>
> The purpose of the third reading is to review a bill in this final form after shaping it as received in the earlier stages. For this reason amendment is no longer permissible on third reading. Hence also debate is confined strictly to the contents of a Bill, and cannot wander a field as on second reading.

Haji Muhummad Saifullah Khan : It is not amending Sir, as per his version. I am reviewing the Bill. I am not going to suggest amendment that it should be amended. I am going to get it reviewed as he is saying.

شیخ عزیز احمد : میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس میں صاف الفاظ میں درج ہے کہ چونکہ تھرڈ ریڈنگ میں امنڈمنٹ move نہیں ہو سکتی اس واسطے جو امنڈمنٹس ختم ہو چکی ہوں سیکنڈ ریڈنگ میں ۔ They cannot be discussed in the third reading صرف ان ترامیم پر بحث کر سکتے ہیں یا review کر سکتے ہیں ۔

That has be come a part of the Bill.

تو پوزیشن یہ نہیں ہے کہ جو امنڈمنٹس مسترد ہو چکی ہیں پہلی خواندگی میں یا دوسری خواندگی میں بحث مباحثے کے بعد اس پر نئی بحث پھر شروع ہو جائے تیسری خواندگی کے وقت ۔

مسٹر سپیکر : اس پر میں بعد میں اپنی considered رائے دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا جناب ۔ تو جناب والا میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ بل جس شکل میں ہم پاس کر رہے ہیں وہ نہ تو ان سیلاب زدگان کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے ۔ نہ حکومت کے خزانے میں اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے جسے ہم یہ کہہ سکیں کہ ہم نے اگر کوئی ٹیکس سیلاب زدگان کے لیے لگایا ہے تو اس کی زد غریب عوام پر نہیں پڑے گی ۔ بلکہ اس کی زد بڑے بڑے امیروں پر پڑتی ہے ۔ جناب والا ! ہم نے اس لیے ایوان میں اس بل کی ترمیمات کے سلسلے میں تجاویز پیش کی تھیں کہ خدارا آپ ٹیکسیشن کو چھوٹے چھوٹے آدمیوں پر

حاوی نہ رکھیں ۔ آپ ان پر زیادہ بوجھ نہ بنیں ان پر ان ٹیکسیشنوں کا زیادہ بوجھ اور بار نہ ڈالیں ۔ بلکہ اس کی بجائے ہم نے متبادل تجاویز پیش کی تھیں ۔ ہم نے کہا تھا کہ جناب والا ! اگر آپ ٹیکسیشن سینماز پر لگانا چاہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ آپ آٹھ آنے ، بارہ آنے ، ایک روپے یا دو روپے کی ٹکٹ پر ٹیکس لگائیں ۔ ان چھوٹے چھوٹے غریبوں پر آپ ٹیکس لگائیں ۔ ن کی واحد تفریح بقول آپ کے یہی رہ گئی ہے اس کی بجائے کیا بہتر نہیں ہوگا کہ آپ پچیس پچیس لاکھ ، دس دس لاکھ روپے کے سینماز اونر پر ٹیکس لگائیں ، جو پچاس پچاس لاکھ کی اور اس سے زیادہ کی فلمیں بنایا کرتے ہیں ۔ ان کی پروڈیوسنگ پر آپ ٹیکس لگائیں ۔ ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ آپ برائے مہربانی ان بڑے بڑے ہوٹلوں پر ٹیکس لگائیں جن میں ناچ گھر ہوتے ہیں ۔ جن میں ڈانسز ہوتے ہیں ۔ اور جن میں سو سو اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپے روزانہ پر لوگ کمرے آ کر لیتے ہیں ۔ ان پر ٹیکس لگائیں جو اس کو ادا کر سکتے ہیں ۔ ہم نے آپ کے اس بل کو مؤثر بنانے کے لیے یہ تجویز بھی پیش کی کہ ملک کے اندر شراب کی لعنت عام ہو چکی ہے ۔ آپ شرابیوں پر ٹیکس لگائیں ۔ آپ شراب کے کاروبار پر ٹیکس لگائیں ۔ آپ شراب کے پرمٹ پر ٹیکس لگائیں ۔ آپ شراب کی خرید و فروخت پر ٹیکس لگائیں تا کہ اس لعنت سے بھی چھٹکارہ حاصل ہو سکے ۔ اور اسی طریقے سے ہم نے یہ بھی تجویز پیش کی تھی کہ آپ بجائے اس کے کہ چھوٹے چھوٹے آدمیوں پر ٹیکس لگائیں ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! بحث بل کی تیسری خواندگی پر ہو رہی ہے ۔ میں اس سلسلے میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کی debate سے حوالہ دیتا ہوں ۔

Punjab Legislative Assembly Debate, dated 16-12-1952, page 745 —

> Motion moved was that the Punjab Minor Canals (Second Amendment) Bill be passed.

Chaudhri Muhammad Afzal Cheema while opposing the motion said.

اگر حکومت اب بھی ایک جامع قسم کی تحقیقات کرے تو اس کی تحویل میں نہ صرف یہ چند محدود قسم کی زمین و اراضیات وغیرہ آ جائیں گی ۔ ۔ ۔

mr. speaker held—

> I may again invite the attention of the Honourable Member to the fact

> that discussion on the third reading of the Bill is confined to the clauses of the Bill and no discussion of a general character can be allowed at this stage. Therefore, the Honourable Member should only confine his arguments to the clsuses of the Bill

Now, I will quote page 151, Punjab Legislative Assembly debates, dated 18th, December, 1951 wherein the Speaker observed :—

> The Honourable Member was just mentioning certain provisions of clause 3 and then he will to clause 4 and so on. I cannot allow the discussion of the Bill clause by clause. The Honourable Memder can offer general comments on the Bill. That is all he can do at this stage.

اسی طرح سے جناب 8 دسمبر 1953ء کو بل کی تیسری خواندگی میں مسٹر سپیکر نے Observe کیا تھا ۔

Punjab Legislative Assembly debate, dated 8th, December, 1953, page 381 :—

> The only point is the discussion of the provisions of the Bill and not with regard to what is left out of the Bill. There is no question of sins of omission and commission and therefore a speech on the third reading of the Bill must be confined to the contents of the Bill.

اب جناب یہ اپنی تجاویز کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ فلاں امنڈمنٹ کے ذریعہ شراب پر سیس لگا دو It is not the contents of the bill اس میں کیا proceeding کا کوئی تعلق ہے ؟ اس پر بحث تھرڈ ریڈنگ میں نہیں کی جا سکتی ۔ پھر میں عرض کر چکا ہوں کہ specifically رولز آف پروسیجر میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ آپ اس کو اس طرح سے open نہیں کر سکتے ۔

Just like the first or the second reading. Third reading means whether a Bill be passed or not.

اگر آنریبل ممبر یہ نہیں کہتے کہ بل کو پاس نہ کیا جائے تو وہ تھرڈ ریڈنگ نہیں ہے ۔ صرف یہ چیز ایک آ سکتی ہے اس میں اور اس کے متعلق بھی جناب میں عرض کروں گا ۔

There is a quotation from West Punjab Legislative Assembly debate. dated 6th, April, 1948, page 463 —

> By passing the Bill clause by clause the House is now committed to a particular step. The only speech that can be made at this stage is that the Bill as approved by the House should be rejected. If the Honourable Member is not making that suggestion then it is no use making a speech.

The motion moved was "that the West Punjab Conser-vation (Restriction on slaughter and export) of Cattle Bill, as amended, be passed.

تو یہ جناب رولنگ دیا ہوا ہے سپیکر صاحب نے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ فرسٹ ریڈنگ اور سیکنڈ ریڈنگ کا موقع گزر گیا ہے۔ جہاں پر جنرل ڈسکشن ہو سکتی تھی اور clause by clause discussion ہو سکتی تھی اب صرف یہ موقع ہے

The Bill as it is should be passed

اب یہ نہیں ہے کہ الف سے لے کر ی تک جو اس میں آ چکا ہے۔ اس کو پھر زیر بحث لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Haji Sahib, please listen carefully -

> Debate on third reading, however, is more restricted than at the earlier stag being limited to the contents of the Bill and reasoned amendments which raise matters not included in the provisions of the Bill are not concerned

Therefore, the Bill as passed in the second stage.

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! یہ تراسیم May's Parliamentary Practice کے تحت تھیں۔ پارلیمانی روایات کے تحت تھیں تھرڈ ریڈنگ جو ہوتی ہے وہ کسی بل کے پاس ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب والا! جب first reading آتی ہے تو ہم اس کو touch نہیں کر سکتے۔ اس وقت اگر ہم اپنی amendments کو deal کرتے ہیں تو تب اعتراض ہوتا ہے کہ جناب آپ clause by clause بحث نہیں کر سکتے۔ دوسری سٹیج ہماری amendments آتی ہیں۔ جناب والا! تو اسی طرح جس وقت وہ

reject ہو جاتے ہیں تو پھر last stage 3rd reading کی آتی ہے اس وقت review کی ایک درخواست کی جاتی ہے

by the member opposing Bill.

کہ یہ بل آپ نے جو پاس کیا ہے یہ درست نہیں ہے بلکہ اس کو اس انداز میں review کریں - ہماری ترامیم جن کو آپ نے نامنظور کیا ہے اس میں یہ بھی precedents ہیں کہ نامنظور کردہ ترامیم یا نامنظور کردہ کلاز کو بھی ہاؤس کو اختیار ہے کہ دوبارہ consider کر لے اور وہ constitution میں آیا ہے وہ ہوا بھی ہے -

Mr. Speaker : That I doubt very much. When the National Assembly was acting as a Constitution making body there was specific provision for the Constitution.

Haji Muhammad Saifullah Khan : That was a forum. That had no extraordinary powers. That was a Constituent Assembly. There are precedents that the clauses or amendments already rejected have been reviewed by the House.

Mr. Speaker : There were specific provisions for the Constitution. Nothing could have been adopted in the Constitution unless it had 75 votes which is not the normal law.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو میں نے مثال دی ہے -

مسٹر سپیکر : آئین کی پوزیشن بالکل مختلف ہے

Haji Muhammad Saifullah Khan : Requirement for passing is another thing. So for as the procedure of passing is concerned, it was the same for this House and the Constituent Assembly.

Mr. Speaker : It is in the case if the Opposition and Government agrees. In that case I can waive any rule That is a different thing. But I cannot show this indulgence on every Bill or on every Act.

Haji Muhammad Saifullah Khan : If, after listening my arguments, the House agrees for amending a Bill ...

Mr. Speaker : In that case it will become very difficult for me. Then this procedure can be adopted in any Bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ہم review کے لیے کیا کہہ سکتے ہیں - آپ فرمائیں - ہم نے اس بل میں amendments دی ہیں -

Mr. Speaker : You had the opportunity and you availed it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم نے اس کو مؤثر بنانے کے لیے تجاویز دی ہیں اگر نہ بھی دی ہوتیں تو پھر ہم یہاں نہیں پیش کر سکتے تھے؟

Mr. Speaker : There is hardly any scope in the third reading But if some amendments have come in which were presented by the Government and certain changes have been made then in the light of those changes.

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب والا! review کی تھرڈ ریڈنگ بھی یہی ہوتی ہے کہ جب ہماری پہلی درخواستیں رد ہو جائیں تو ہم نظرثانی کی درخواست دے سکتے ہیں۔

by the same authority

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اس طرح نہیں ہے اس کی جو جنرل پریکٹس ہے وہ یہی ہے May's Parliamentary Practice کے ماتحت بھی اور ہمارے رولز میں تو اس کو بڑا واضح کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تو بل as such ہاؤس نے سیکنڈ ریڈنگ میں پاس کر لیا ہے تو پھر ترامیم کی روشنی میں بحث نہیں ہو سکتی اگر کچھ اس کا complexion بدلا ہے کچھ اس کی nature بدلی ہے کچھ اس کا character بدلا ہے تھرڈ ریڈنگ میں پھر ایک chance دیا جاتا ہے۔

To member to express themselves in the light of those amendment which have been accepted

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! اس چیز کو ذرا مد نظر رکھیں کہ فرسٹ موشن جب آتی ہے۔

"To consider the bill at once"

اس پر کلاز کی consideration کے لیے نئی موشن نہیں آتی۔ اور جب for consideration at once کی موشن carry ہو جائے اور کلاز پاس ہو جائیں تو اس کے بعد اگر وہ موشن نہیں آتی۔

"That the Bill be passed at once"

It shall not be treated as passed تو وہ وہی رہ جائے گا کہ independent motion یہ To be passed آتی ہے یا اس کی opposition میں independent right ملتا ہے۔

To oppose and criticise and review the Bill. It is an independent stage. It is a new motion. It is not like the clause that after passing the motion "for consideration at once", the House starts considering the clause. No motion is given for consideration of clause but a separate motion is given for passing the Bill

It is to be discussed and the bill is to be reviewed in the light of the discussion already done.

Mr. Speaker : I am Sorry I can't agree.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Then please tell

me what scope remains.

یہی کہ جس طرح شیخ صاحب نے کہا ہے کہ۔

"The bill be passed"

مسٹر سپیکر : بڑا آسان طریقہ ہے آپ اور میں کسی دن بیٹھ جاتے ہیں اور دو سال کی Debates نکلوا لیتے ہیں جتنی تھرڈ ریڈنگ پر Speeches ہوئی ہیں وہ دیکھ لیں گے ۔ دو اضعاف اقل اس کا نکال لیتے ہیں ۔ اس کے بعد پتہ چل جائے گا

Haji Muhammad Saifullah Khan : I agree Sir, اس کی ساری proceedings نکلوائیں اور جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک the House should not be restricted in the light of the above.

مسٹر سپیکر : جو ہمارے رولز میں آ چکا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو پروسیڈنگ میں آ چکا ہے ۔ اس سے اگر باہر جائیں تو اس کو روکا جا سکتا ہے ۔ اگر کوئی چیز رولز میں آ چکی ہے تو اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہم بحث کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Haji Sahib, at a stage when you have to consider all the clauses and the amendments which have been moved and when you are dealing with the principles of the bill you are not dealing with the amendments at that stage. In the second reading, there is a chance, there is a likeli-hood, and it often happens that some amendments are accepted, and some very drastic amendments are accepted, which change the very principles of the bill. They may change, and they may effect a very important change, in the context and substance of the bill. Then in the third reading, there is an occasion that the general discussion that you have done for something expected may not cover the principles of the bill as amended. Then there is an opportunity in the third-reading that there might have been omissions, certain expressions which are not up to the spirit of the bill, and there are also other chances.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! omission تو ہم یہاں پیش کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker : As amended, with special reference to the bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب پھر وہ omission تو نہ رہی ۔ omission تو وہ ہے that we may produce. Sir

Mr. Speaker : That is not an omission. The omission

is that which is not in the bill and we may produce at this stage

اب یہ سیکنڈ stage پر discussion ہوتی ہے - تو اس کے بعد وہ بل amend ہو سکتا ہے - تو وہ جو آپ کی تقریر ہے - جو اس وقت بل کے متعلق ہوئی ہے ممکن ہے کہ وہ پوری اس پر نہ اترتی ہو کوئی delete ہو گیا ہے یا بعد میں کوئی add ہو گیا ہے - omission یا addition اس میں ہوتی ہے اس سپرٹ کو بل پورا نہ کرتا ہو جس طرح دوسری خواندگی میں پاس ہوا ہے - اس لیے آپ کو پھر ایک موقع دیا جاتا ہے - now the Bill stands amended آپ نے اگر کچھ اور کہنا ہے - وہ اس وقت آپ کہہ دیں -

حاجی محمد سیف اللہ خاں : وہی تو ہم کہہ رہے ہیں جناب جو چیز چاہتے تھے نہیں ہوئی -

مسٹر سپیکر : جو کچھ میں نے کہا ہے اس طرف آپ نے پھر توجہ نہیں دی -

Haji Muhammad Saifullah Khan : It should be discussed at length in your chamber Sir.

اس کے بعد ایک طے شدہ پرنسپل کے تحت بحث ہو - تو جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ریس کورس کے جو شخص ٹکٹ دیتے ہیں اور جو دیکھتے ہیں ان پر ٹیکس لگائیے - میں کہتا ہوں کہ بیوقوف کے مارنے سے قطعاً purpose حل نہیں ہوا کرتا - فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب بیوقوف کی ماں کو ہی مار دیں تاکہ اور بیوقوف وہ پیدا ہی نہ کر سکیں - آپ ریس کورس میں جانے والوں کو زیر بار کر رہے ہیں اور یہ نہیں کہہ رہے کہ ان لوگوں کو جو ریس کورس کا موجب بنتے ہیں - جنہوں نے لاکھوں روپے کے گھوڑے رکھے ہوئے ہیں - جنہوں نے یہ سامان پیدا کیا ہوا ہے ان کو ختم کیا جائے -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب پھر آپ بحث میں چلے گئے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خاں : ابھی تو آپ کا اور میرا فیصلہ ہونا ہے - جب تک فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک اس بحث کو نہ روکیں -

Sheikh Aziz Ahmad : That was a stage of first reading of the bill.

Mr. Speaker : We have to follow the spirit of the May's Parliamentary Practice.

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! اس معزز ایوان کی ہمیشہ

سے روایات رہی ہیں - نہ ہی تو یہ لاء کالج ہے اور نہ ہی کورٹ آف لاء کہ جہاں پر debates کو کوئی ایسا رخ دیا جائے کہ اگر جناب سپیکر کی رولنگ پر کوئی فاضل ممبر متفق نہیں ہے - تو پھر وہ اپنی بات پر ڈٹے رہیں اور ایوان کا وقت اس طرح مصرف میں لایا جائے۔ جناب والا! پارلیمنٹری پریکٹس ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ اگر بار بار رولنگ دی گئی ہو اور آپ کا یہ view ہے - آپ نے پارلیمنٹری پریکٹس کا بھی حوالہ دیا ہے۔ رولز بھی بڑے واضح ہیں تو اس کے باوجود اگر ایک فاضل رکن insist کرتا ہے - اور کہتے ہیں کہ ہمیں at length discussion کرنے کے لیے علیحدہ ٹائم دیا جائے - میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے استحقاق مجروح ہوئے ہیں اور chair کی عزت نہیں کی گئی -

جناب والا! اگر اس طریقے سے آپ کی رولنگ کی پابندی نہ کی گئی - تو ہم جمہوری روایات برقرار نہ رکھ سکیں گے - اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے واضح طور پر فرما دیا ہے تو پھر قاعدہ 177 کے تحت آپ کے پاس اختیارات ہیں اور آپ فاضل رکن کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی تقریر بند کریں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں - جہاں تک اس ایوان کے احترام اور استحقاق کا تعلق ہے تو ہم نے آپ کو اس کا custodian سمجھا ہے اور آپ اس کے custodian ہیں - آپ امین ہیں ہمارے حقوق کے اور ان کے بھی - تو یہ ملک صاحب نے کس طرح سمجھ لیا ہے کہ یہ لاء کالج نہیں ہے - یہ اس سے زیادہ اونچا ادارہ ہے جس نے legislation کرنی ہے یہ مجلس مقننہ ہے - جس نے قانون بنانا ہے اس قانون کی پابندی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے کرنی ہے - تو اس وقت جو بحث چل رہی تھی جب تک سپیکر صاحب اپنی رولنگ نہ دیں اس معاملہ پر اس وقت تک حاجی صاحب کو روکا نہیں جا سکتا اور اس وقت تک ایوان کی جو روایات کم از کم جناب شیخ رفیق احمد صاحب سپیکر کے عہد میں یہی رہی ہیں کہ تھرڈ ریڈنگ پر بھی بحث ہوتی رہی ہے - اور آپ اس کی اجازت دیتے رہے ہیں -

وزیر قانون : جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اونچا ادارہ ہے - یہاں پر قانون سازی کی جاتی ہے قائد حزب اختلاف جو کہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے - تو پھر اس معزز ایوان میں اس کی ان اقدار کو بحال کرنا اور جمہوری روایات کو قائم رکھنا نہ

صرف گورنمنٹ بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران پر فرض ہے ، بلکہ قائد حزب اختلاف بھی اس میں برابر کے شریک ہیں ۔ جناب والا! جب آپ نے واضح رولنگ دے دی اور آپ نے واضح طور پر فرما دیا کہ جب تھرڈ ریڈنگ ہو رہی ہے ۔ تو اس discussion کو Bill as amended تک محدود رکھا جائے ۔ اگر کوئی amendment اس ہاؤس میں carry نہیں ہوتی ۔ وہی شکل ہے جس طرح آرڈی ننس موجود ہے ۔ جس طرح سے بل present ہوا ۔ جناب والا ! تو پھر کس بات پر گفت و شنید کی جائے ۔ آپ نے واضح طور پر جو رولنگ دی ہے ۔ اس کے باوجود اگر فاضل رکن نہیں سمجھتے تو پھر یہ سارے ایوان کے استحقاقات مجروح ہوئے ہیں ۔ جو میں نہیں سمجھتا کہ جمہوری روایات کے مطابق ہے ۔ اس سلسلے میں اگر at length discuss کرنا ضروری سمجھا گیا ہے ۔ تو جناب والا اس رولنگ کی موجودگی میں کچھ دوسرے حصوں کو at length discuss کیا جا سکتا ہے آپ نے فرما دیا ہے کہ اس مسئلے کو at length discuss کرنے کی مزید ضرورت نہیں ۔

Mr. Speaker : Before we proceed with this discussion, I have to repeat my announcement that I made yesterday :—

> The Chief Minister is hosting a reception at 3. 30 p.m. at his residence, 7-Club Road, Lahore on 8th of November, 1973. All the MPAs are cordially invited."

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب چائے کے لیے وقفہ کر دیں جناب اسی خوشی میں ۔

مسٹر سپیکر : پانچ سات منٹ میں جو آپ نے کہنا ہے وہ کہہ دیں ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب چائے کے لیے بریک کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا جناب ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ۔ ملک مختار احمد اعوان صاحب کو یہ شکایت ہے ۔ کہ میں آپ کی رولنگ نہیں مانتا ہوں ۔ حالانکہ میرے خیال میں آپ کو یہ شکایت نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ گذارش کر رہا تھا ۔ کہ آپ اس بل کی بجائے ۔ یہ الزام لینے کی بجائے کہ ہم نے صوبے پر ٹیکس

بھی لگائے ۔ اور اس کے باوجود حکومت سیلاب زدگان کی امداد پورے طور پر نہ کر سکی ۔ اور اس کے لیے صرف یہ دلیل جو آپ نے دی ہے ۔ اور بعد میں دیں گے کہ صاحب ہم نے کون سا ایسا ٹیکس لگایا ۔ ہم نے تو بالکل معمولی ٹیکس لگایا ہے ۔ اور اس سے بالکل معمولی سی رقم حاصل ہوئی ہے ۔ تو اس سے ہم کیا امداد آپ کی کر سکتے ہیں ۔ کس طرح ہم آپ کے مداوا ہو سکتے ہیں ۔ تو مجھے بتائیں ۔ کہ صوبے کا کون سا فرد ہے ۔ جو آپ کی اس دلیل کو تسلیم کرے گا ۔ جو آپ کے اس دعوے کو صحیح بتلائے گا ۔ کہ آپ کے پاس واقعی پیسہ نہیں تھا ۔ یا آپ کے پاس اس ٹیکس میں سے اچھی خاصی آمدنی نہیں ہوئی تھی ۔ اور معمولی آمدنی ہوئی تھی ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ taxation کے ذریعہ سے سیلاب زدگان کی امداد کی جائے ۔ تو پھر معقول taxation کیجئے ۔ جس سے ہم لوگوں کو کہہ سکیں کہ آپ کی امداد کے لیے ہم نے صوبے پہ ٹیکس روا رکھا ۔ اور اگر آپ نے اس قسم کے ٹیکس لگانا ہے ۔ یہی ٹیکس آپ نے عوام کو دینا ہے ۔ کہ وہی لوگ جو پہلے ہی سیلاب زدہ ہیں ۔ جو پہلے ہی سیلاب کی زد میں آ چکے ہیں ۔ جن کی قوت برداشت اور قوت استطاعت پہلے ہی ختم ہو چکی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

اب تو جناب میں relavent ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں cess کہیں tax نہ کہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹیکس ہے جناب والا ! اس میں آپ دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر ٹیکس ہو ۔ تو اس میں ترامیم پیش نہیں ہو سکتی تھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہاں وہ نہیں ہو سکتی تھیں ۔ مگر ٹیکس ایک liberal term ہے ۔ اس کی ترمیم to some extent ہو سکتی ہے ۔ اور محض اپنی ترامیم کی خاطر ہم نے اعتراض نہیں کیا تھا ۔ مگر سیس ٹیکس میں آ جاتا ہے جناب ۔ تو میں یہ گذارش کر رہا تھا ۔ جناب والا ! کہ ہم کم از کم جب یہ الزام اپنے اوپر لے رہے ہیں کہ ہم tax لگانے پہ مجبور ہو گئے ہیں ۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے اور پھر اس tax کے لگ جانے کے بعد ۔ پھر اس ٹیکس کے وصول ہو جانے کے بعد اگر آپ نے سیلاب زدگان کی پوری پوری امداد نہ کی ۔ تو پھر آپ کے پاس کوئی دوسرا بہانہ نہیں ہے ۔ آپ کے پاس کوئی اس چیز کا علاج نہیں ہے کہ آپ نے ٹیکس بھی لگایا ۔ اور اس کے باوجود بھی کوئی امداد نہیں کر سکے ۔ تو میں ایک بار

پھر آپ سے درخواست کروں گا ۔ کہ آپ اس سیس کو اسی شکل میں قائم نہ کریں کہ جس شکل میں آپ نے اسے اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ بلکہ اس کو نہایت مؤثر انداز میں قائم کریں اور آن لوگوں پہ زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگائیں جو اس کو برداشت کر سکتے ہیں ۔ جن میں قوت برداشت بھی ہے ۔ جو اس کو ادا بھی کر سکتے ہیں ۔ اور جس کے لگانے سے نہ تو معاشرے پر کوئی اثر پڑے گا ۔ اور نہ ہی غریب آدمی پر کسی قسم کا بوجھ پڑے گا ۔ بلکہ یہ ایک قسم کی امداد بھی ہو جائے گی ۔ اور ایک سماجی انصاف بھی ہو جائے گا ۔ کیوں کہ ابھی بہت سے ایسے items پڑے ہیں ۔ جن کو ہم سامنے رکھ کر سیلاب کی امداد کو اپنے پیش نظر رکھ کر آن خرابیوں کو بھی دور کر سکتے ہیں ۔ آن برائیوں کو بھی دور کر سکتے ہیں جو برائیاں محض اس لیے پنپ رہی ہیں ۔ کہ آن پر ایسے ٹیکس نہیں ہیں ۔ جن سے ان برائیوں کو discourage کیا جاوے ۔ اب تک جناب والا! جو بھی taxes لگتے ہیں ۔ آن کا مطمع نظر زیادہ تر revenues ہی ہوتا ہے ۔ زیادہ تر آمدنی ہوتا ہے حالانکہ taxes کے principles میں ۔ taxes اور cess کے لگانے کے caunons میں جناب والا یہ اصول بھی درج ہیں ۔ کہ بعض crimes کو روکنے کے لیے بھی جو معاشرے میں عام ہو جائیں ٹیکس لگایا جاتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ cess کو tax کے معنوں میں استعمال کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے cess کہہ دیا جناب ۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا ۔ جناب والا! اس قسم کے مواقع پر جب کہ قوم آمادہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ جتنا بھی آپ tax لگائیں ۔ قوم دینے کے لیے آمادہ ہے ۔ تو آپ اس طرف بھی توجہ دیں ۔ کہ ایک طرف سیلاب زدگان کی امداد ہو جائے گی ۔ دوسری طرف صوبے کے اندر جو برائیاں پنپ رہی ہیں ۔ آن پر ان cesses کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈال کر آپ آن کو بھی روک سکتے ہیں ۔ آن کا مداوا بھی کر سکتے ہیں ۔ اور ایک تیر سے دو شکار حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس سے بڑا فائدہ آپ کو کیا پہنچ سکتا ہے ؟ اپوزیشن نے یہ مخالفت نہیں کی ۔ کہ آپ بالکل ٹیکس نہ لگائیں ۔ اور اپوزیشن نے یہ بھی نہیں کہا ۔ کہ آپ کا یہ ٹیکس ناروا ہے اپوزیشن نے یہ نہیں کہا ۔ کہ آپ کا مقصد غلط ہے ہم تائید کر رہے ہیں ۔ ہم نے تو لبیک کہا ہے ۔ اس cess پر ۔

(قطع کلامیاں)

ہم نے تو جناب والا! ہر وقت آپ کو اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ کہ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے ٹیکس لگائیں۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ پھر اسی field میں چلے گئے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا۔ کہ ہم آپ سے زیادہ سیلاب زدگان کی امداد کرنا اور کرانا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے جو ٹھوس اور مناسب تجاویز آپ پیش کریں گے آپ یقین کریں۔ کہ Opposition متفقہ طور پر آپ کے ساتھ تعاون کرے گی۔ مگر آپ اگر اس طریقہ سے تجاویز لائیں گے۔ اس قسم کے cess لائیں گے۔ جن کا فائدہ بالکل نہ ہو۔ اور nuisance جس سے زیادہ بڑھ جاوے۔ اس کے لیے یہ Opposition اور ہم لوگ کسی حالت میں تعاون کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ اور میں آخری بار یہ درخواست کروں گا کہ اس بل کو براہ کرم نامنظور کیا جاوے۔ اور اس کو پاس نہ کیا جاوے۔ کیونکہ اس کو پاس کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ وہ اس بل کو نامنظور فرماویں کیوں کہ موجودہ بل جس صورت میں پاس کیا جا رہا ہے۔ یہ عوام کے مفاد میں اس قدر بہتر ثابت نہ ہو گا۔ جس قدر کہ ہماری حکومت نے اس کو پاس کرنے کے لیے توقع قائم کر رکھی ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی اپیل کروں گا۔ کہ میرے ساتھ بھی آپ حاجی سیف اللہ صاحب جیسا liberal سلوک کریں گے۔ کیوں کہ انہوں نے اس مسئلہ پر کافی کچھ کہہ دیا ہے۔ اور کافی رولز quote کئے ہیں۔ May's parliamentary practise کے حوالے دیے ہیں۔ تاہم میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں تو صرف یہی کہوں گا کہ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
مگر جب چیرا تو اک قطرہ خون کا نہ نکلا

آوازیں : منظور احمد موہل صاحب اپنے شاعر کے ساتھ liberal سلوک کریں۔

میاں منظور احمد موہل : یعنی جب ہم نے اس کا نام سنا تھا۔ کہ یہ flood relief cess لگایا جا رہا ہے۔ عوام کی حالت بہتر کرنے کے لیے تو

ہمیں توقع تھی کہ اس میں اس قدر cess لگائے جائیں گے ۔ جو غریب اور محنت کش عوام جو سیلاب زدگان ہیں ۔ اُن کے لیے بہتر ثابت ہوں گے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! فاضل مقرر نے شعر کا ستیاناس کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : خون کیا ہے ۔ ستیاناس نہیں کیا ۔ خون کا لفظ استعمال کریں ۔

میاں منظور احمد موہل : میں چونکہ شاعر نہیں ہوں ۔ آپ کی اطلاع کے لیے وہ تو کسی شاعر کا شعر تھا ۔ میں نے بھی نوٹ کیا ہوا تھا ۔ وہ پڑھا ہے ۔ میں یہ مانتا ہوں ۔ اس لیے جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ ہمیں وہ کچھ کرنا چاہیے تھا ۔ کہ جو ہماری آرزؤں کے اور خواہشات کے مطابق پورا اترتا ۔ جناب والا ! یہ ایک نہایت عظیم اور بڑا ہی سانحہ آیا تھا ۔ پنجاب کی معیشت تباہ ہو چکی تھی ۔ اور جب ہماری حکومت اس پر cess لگانے لگی تھی ۔ تو کم از کم اُن کو یہ ضرور سوچنا چاہیے تھا ۔ کہ ہمیں وہ کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہئیں ۔ جن سے ہم اُس اپنی منشاء اور تمنا کو پورا کر سکیں ۔ جس کے لیے ہم یہ tax لگا رہے ہیں ۔ تو جناب والا ! اس میں کیا ہوا ۔ اس میں یہ ہوا ۔ کہ سینما کے ٹکٹوں پر اور race course پر یہ معمولی سا tax لگایاگیا ۔ میں نے پہلے بھی بار بار یہ گزارش کی ہے ۔ کہ سینما کی ٹکٹ جو ہے وہ پونے دو روپے کی حد تک زیادہ لوگ دیکھتے ہیں ۔ وہ بہت اکثریت سے ہوتے ہیں ۔ کیوں کہ اس ملک میں جو چھوٹا طبقہ ہے ۔ جو محنت کش ہے جو اپنے بازو سے روزی کماتا ہے اُن کی تعداد زیادہ ہے ۔ اور اس ٹیکس کا اثر جناب والا ! انہی پر پڑے گا ۔ اس سلسلے میں جناب والا ! میں نے ایک تجویز پیش کی تھی ۔ میں آپ ہی کی جماعت کا ایک فرد ہوں ۔

مسٹر سپیکر : موہل صاحب میں ذہنی طور پر بہت liberal ہوں ۔ ہر حال میں چاہوں گا کہ جو تقریر حاجی صاحب نے کی ہے اس کا اعادہ نہ ہو اور میں امید بھی کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا ۔ کیونکہ ایک کے بعد دوسرے رکن بولنے والے سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ کوئی نئی بات کہے گا ۔

میاں منظور احمد موہل : میں کوشش کروں گا کہ میں ان باتوں کو نہ دھراؤں ۔ جناب والا ! ہم اس ہاؤس میں غریب طبقے کی بہتری کے لیے آتے ہیں ۔ تو وہ باتیں جو ہمیں نہیں کرنی چاہئیں وہ کیوں کی جارہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : موہل صاحب یہ کوئی سٹیج نہیں ہے کہ آپ یہ ڈسکس کریں کہ آپ کی پارٹی کیا کہنا چاہتی ہے یا کیا کرنا چاہتی ہے یا اس کو کیا کرنا چاہیے ۔

میاں منظور احمد موہل : میں عرض کر رہا ہوں ابھی وقت ہے کہ یہ بل نا منظور ہو سکتا ہے اس لیے میں درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ ان اصولوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں جن کے لیے ہم یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ عوام کو ہم پر توقعات تھیں ۔ میں اس ہاؤس کی فضا کو خراب نہیں کرنا چاہتا لہذا میں گزاش گا کہ اس بل کو نا منظور کیا جائے کیونکہ یہ عوام کی خواہشات کے مطابق قطعاً پورا نہیں اترتا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب فلڈ ریلیف سیس بل 1973ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون (ترمیم ثانی) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم ثانی) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم ثانی) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان اپنی ترمیم پیش کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم ثانی) حصول اراضی (برائے مکانات پنجاب مصدرہ 1973ء کو مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدیں ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس

مسودۂ قانون کے بارے میں اپنی رپورٹ
17-11-1973ء تک پیش کرے۔

1 ۔ چودھری ممتاز احمد کاہلوں (ممبر انچارج)
2 ۔ میاں خورشید ۔
3 ۔ شیخ عزیز احمد ۔
4 ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔
5 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔
6 ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔
7 ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔
8 ۔ چودھری محمد انور سمہ ۔
9 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان (محرک) ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : Befor t king up other motions, I may put this motion to vote.

The question is :—

That the Punjab Acquision of Land (Housing) (Second Amendment) Bill, 1973 be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 17th November, 1973 :—

1. Chaudhri Mumtaz Ahmad Kahloon, — Member-in Charge.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Sh. Aziz Ahmad.
4. Mr. Muhammad Haneef Naru.
5. Begum Rehana Sarwar.
6. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
7. Mr. Rauf Tahir.
8. Ch. Muhammad Anwar Samma.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan. — Mover.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 7 نومبر 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ ۔ 7 نومبر 1973ء
(چہار شنبہ ۔11 شوال 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۚ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا
تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ
مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

پ ۸ ۔ س ۷ ۔ رکوع ۸ و ۹ ۔ ایات ۱۰ تا ۱۳

اور ہم نے ہی زمین پر تمہارے رہنے کے لیے ٹھکانے بنائے اور اس زمین پر تمہارے لیے سامان معیشت پیدا کر دیئے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

اور ہم ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمہاری شکل و صورت بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے میں شامل نہ ہوا۔

فرمایا کہ جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔

فرمایا دور ہو جا یہاں سے تجھے یہاں غرور کرنا زیب نہیں دیتا پس نکل بے شک تو ذلیل ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

صوبہ کی جیلوں میں اصلاحات

*4070 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں 73-1972ء اور 74-1973ء میں 30 ستمبر تک کیا کیا اصلاحات کی گئی ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) :۔ عوامی حکومت کے برسراقتدار آنے تک پنجاب کی جیلوں کے مسائل پر کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی اور ان کا انتظام دن بدن بد سے بد تر ہوتا جا رہا تھا ۔ ہماری حکومت نے اس مسئلہ کی طرف فوری توجہ کی اور قیدیوں کے رہن سہن ، تعلیم نیز جیل کی صنعتوں کے سلسلہ میں انقلابی اصلاحات نافذ کیں ۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :۔

جیلوں کی تعمیر و توسیع

یہ عام شکایت تھی کہ جیلوں میں رہائشی جگہ کی قلت کی وجہ سے ہنگامے وغیرہ ہوا کرتے تھے اور قیدیوں سے انسانیت سوز سلوک روا رکھا جاتا تھا اس شکایت کو دور کرنے کے لئے حکومت نے فوری طور پر گوجرانوالہ ، گجرات ، شیخوپورہ اور سرگودھا کی جیلوں کی عمارت کی توسیع کا کام شروع کر دیا جو جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچنے والا ہے ۔ اس کے علاوہ منڈی بہاؤالدین میں جدید طرز کی ایک سب جیل کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے ۔ زنانہ قیدیوں کے لئے ملتان میں ایک علیحدہ جیل کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور اس منصوبہ پر عملدرآمد بھی شروع ہے ۔ ان منصوبوں کی تکمیل پر جیلوں میں قیدیوں کی کثرت تعداد سے پیدا شدہ مسائل ایک بڑی حد تک حل ہو جائیں گے ۔

عام اصلاحات

حکومت نے قیدیوں کی فلاح و بہبود کی طرف بھی توجہ دی ہے اور مندرجہ ذیل عام اصلاحات کی ہیں :-

(الف) قیدیوں کے لئے بہتر خوراک کا انتظام کیا گیا ہے -

(ب) ملاقاتوں کو آسان بنا دیا گیا ہے -

(ج) جسمانی تربیت اور صحت و صفائی کا بہتر انتظام کیا گیا ہے -

(د) بیرکوں میں بجلی کی روشنی مہیا کی گئی ہے اور گذشتہ سال میں 4 لاکھ روپے کے بجلی کے پنکھے لگائے گئے ہیں :-

(ی) قیدیوں کے علاج معالجہ کا تسلی بخش انتظام کیا جا رہا ہے -

جیلوں میں جدید صنعتوں کا قیام

ہماری حکومت نے اس سے قبل رائج برائے نام اور بے سود جیل صنعتوں (مثلاً بان بٹائی مونج کٹائی وغیرہ) کو یکسر متروک قرار دے کر ان کی جگہ جدید صنعتیں قائم کی ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے :-

ریڈیو ٹرانسسٹر جوڑنا

ڈسٹرکٹ جیل کوٹ لکھپت ، لاہور میں ٹرانسسٹر جوڑنے کے پلانٹ نے 4 فروری 1973ء سے باقاعدگی سے کام شروع کر دیا ہے - ابتداً اس پلانٹ پر پچاس قیدیوں نے کام شروع کیا تھا جبکہ اس وقت کام کرنے والے قیدیوں کی تعداد چوہتر (74) ہے جو تین سو پچاس ریڈیو ٹرانسسٹر روزانہ تیار کر رہے ہیں -

ٹیلی ویژن پلانٹ

کوٹ لکھپت جیل ، لاہور ہی میں ٹیلی ویژن اسمبل پلانٹ لگانے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ۔ اس منصوبہ کے آغاز پر روزانہ پچاس ٹی وی سیٹ تیار کئے جائیں گے ۔

کھیلوں کا سامان

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان کی تیاری کا کارخانہ چالو ہو چکا ہے جس میں سوا سو قیدی روزانہ برآمدی معیار کے ڈیڑھ سو فٹ بال اور سات آٹھ سو بلیڈر تیار کرتے ہیں ۔

قالین اور دری بافی

ڈسٹرکٹ جیل کوٹ لکھپت سینٹرل جیل ساہیوال ، بورسٹل جیل بہاولپور ، سنٹرل جیل ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل کیمبل پور میں قالین اور دری بافی کی صنعت کو جدید خطوط پر استوار کیا گیا ہے ۔

متفرق صنعتیں

مندرجہ بالا صنعتوں کے علاوہ صوبہ بھر کی جیلوں میں درج ذیل صنعتوں کے سلسلے میں کام شروع کیا جا چکا ہے ۔

(الف) دھات کے برتن بنانے کی صنعت ۔ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ

(ب) ماچس سازی کا کارخانہ ۔ ڈسٹرکٹ جیل کیمبلپور

(د) سنگ تراشی Marble Craft ڈسٹرکٹ جیل کیمبلپور

(ی) چمڑے کی مصنوعات اور چوب کاری Wood Craft ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی

(س) ترپال سازی Canvas Weaving ملتان جیل

(ص) سائیکل سازی ۔ ڈسٹرکٹ جیل کوٹ لکھپت لاہور

(ط) ٹیکسٹائل ملز ۔ سینٹرل جیل ساہیوال ۔

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ دستور کے آرٹیکل کے تحت جب وزیر اعلیٰ مستعفی ہو جائیں تو تمام کابینہ اپنے عہدوں سے سبکدوش ہو جاتی ہے ۔ میری اطلاع یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ مستعفی ہو چکے ہیں تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس آرٹیکل کی شق (2) کے تحت وزیر اعلیٰ نے تمام کابینہ کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ کام کرتے رہیں یا اب یہ بے اختیار وزیر ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس ابھی تک کوئی ایسی اطلاع نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا آپ کے پاس اطلاع نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ مستعفی ہو چکے ہیں اور اب ان کی کابینہ نہیں رہی ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ کیا آپ کے پاس واقعی یہ اطلاع نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ نے استعفا دے دیا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہماری اطلاع یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ مستعفی ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس اطلاع ہو گی ۔ میرے پاس نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اب وزیر وزیر نہیں رہے ۔ انہیں کہیں کہ وہ سیدھے ہو کر بیٹھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ آرٹیکل 144 کی کلاز (6) بھی پڑھ لیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا سپیکر صاحب کو واقعی نہیں پتہ کہ وزیر اعلیٰ مستعفی ہو گئے ہیں ؟ میرے خیال میں آپ کو پتہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس کوئی آفیشیل انفارمیشن نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات یہ ارشاد فرمائینگے کہ انہوں نے جیلوں میں پیاز کی کاشت اور مرغی کے انڈوں کے اہتمام کا انتظام فرمایا ہے تاکہ ان کی سیاسی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیلوں میں ریڈیو ٹرانسسٹر جوڑنے کا انتظام ہو گیا ہے ۔ کیا وہ یہ فرمائینگے کہ وہاں کونسے ٹرانسسٹر تیار ہوتے ہیں اور ان کا make کیا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ وہ لوکل میک نہیں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ پھر بھی یہ بتائیں کہ کونسا میک ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ یہ آر ۔ جی ۔ اے کے تعاون سے تیار ہو رہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف فرمائینگے کہ انہوں نے گذشتہ میشن میں یہ اعلان کیا تھا کہ صوبے میں جیلوں کا جال بچھا دیا جائے گا ۔ تو وہ اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ جیلوں میں صنعتوں کے جال کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کیونکہ جیلوں میں بھی ہوسکتا ہے لیکن ان کا خیال کچھ اور ہے ۔ جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید اس کے لئے یہ ضروری ہو لیکن میں نے جیلوں میں صنعتوں کا جال بچھانے کے لئے متعلق کہا تھا ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیل میں اصلاحات ہوئی ہیں ۔ جو قیدی وہاں کام کر رہے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے مقدمات زیر سماعت ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو سزا یافتہ ہیں ۔ ان

انڈسٹریز میں سزا یافتہ قیدی کام کریں گے یا جن کے مقدمات زیر سماعت ہیں وہ بھی کام کریں گے ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ سزا یافتہ قیدی کام کریں گے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات ارشاد فرمائیں گے کہ باہر سے ابھی تک ناجائز اسلحہ جیلوں میں جاتا ہے اور قیدی جیل سے بھاگنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ آپ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں لیکن ایسی بات بھی نہیں ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو قیدی کام کرتے ہیں انہیں معاوضہ بھی دیا جاتا ہے یا نہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ یہ تجویز بھی زیر غور ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جیل کی اصلاحات میں یہ بھی شمار کیا جاتا ہے کہ جیل میں منشیات ، شراب ، چرس اور افیون وغیرہ نہ جائے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب انہوں نے پہلے دے دیا ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ بات غلط ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ لائل پور جیسے صنعتی شہر میں بھی جیل میں کوئی صنعت کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ ضرور ، جہاں تک ہمارے وسائل کا تعلق ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جیل میں خواتین قیدیوں کے ساتھ ان کے بچے بھی ہوتے ہیں ۔ ان کی تعلیم و تربیت کا کیا انتظام ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ Jail Manual کے مطابق اور جس طریقے سے ہمارے وسائل ہیں ، اسی طریقے سے ان پر عمل کیا جائے گا ۔ اس پر بھی توجہ

دی جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ منڈی بہاؤ الدین کی جیل کا منصوبہ کس سٹیج پر ہے اور وزیر موصوف کی جدید طرز سے کیا مراد ہے ؟ اس میں کون کون سی سہولتیں ہوں گی ؟ موجودہ اور جدید جیلوں میں کون سا فرق ہوگا ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ علیحدہ سوال کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا فرمایا ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات بڑی تفصیل سے جواب طلب ہے ، اس کے لیے علیحدہ سوال کریں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ قیدیوں کے لیے بہتر خوراک کا انتظام کیا گیا ہے ۔ کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ خوراک کا پہلے کیا معیار تھا اور اب کیا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ میرے قابل احترام دوست سب کچھ جانتے ہیں کہ پہلے قیدیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا ۔ جس کوالٹی اور معیار کی خوراک قیدیوں کو دینی ضروری تھی ، وہ ان کو نہ دی جاتی تھی ۔ ہم نے اس کا تدارک کیا ہے ۔ پروگرام کے مطابق اور معیار کے مطابق پوری خوراک انہیں دے رہے ہیں تاکہ کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہے اور Jail Manual کے مطابق عمل کیا جائے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ جو اس قدر لمبی چوڑی ترقی ہے ۔ ٹرانسسٹر سے لے کر بان تک کی صنعتوں کو جیلوں میں قائم کیا ہے ۔ اب ان سوالات کی وجہ سے یہ پشیمان تو نہیں ہو جائیں گے ۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(قہقہہ)

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ انسانوں کے لیے جو معیاری خوراک

ہوتی ہے ، اس کا انتظام کیا گیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ موجودہ حکومت سے پہلے سیاسی قیدیوں کو انڈے اور پیاز کھانے کے لیے دیے جاتے تھے ، اب بھی ویسے ہی دیے جا رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ اصلاحات کی بات کریں ۔

سید تابش الوری ۔ متفرق صنعتوں کے قیام کے لیے مجموعی طور پر اور الگ الگ رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ جیلوں میں بہت ساری سہولتیں میسر ہیں ۔ بجلی بھی ہے اور پنکھے بھی ہیں ۔ جیلوں میں قیدی deterrent punishment کے طور پر جاتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ یہ کام نہ کریں ۔ میرے اپنے حلقہ نیابت میں اتنی سہولتیں موجود نہیں ۔ جب قیدیوں کو اتنی سہولتیں دیں گے تو کیا اس سے جرائم بڑھ نہیں جائیں گے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ ہمارا جو پروگرام ہے ، اس کے مطابق ہم ان کو بھی بحیثیت انسان سمجھتے ہیں اور یہ چیز ان کے لیے نہایت ضروری ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جتنی اصلاحات ہوئی ہیں ، یہ ان کے وزیر بننے کے بعد ہوئی ہیں یا پہلے بھی تھیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ جتنی اصلاحات ہوئی ہیں ، عوامی حکومت کے آنے کے بعد ہوئی ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا قیدی سرسوں کا تیل اپنے استعمال کے لیے خود لے جائیں گے یا وزیر موصوف نے پہلے سے زیادہ انتظام کر دیا ہے ۔

Mr. Speaker. I would not like this debate to deteriorate.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ایک نہایت ہی اہم انکشاف اس

ایوان میں ابھی ابھی ہوا ہے جس کے بارے میں میں جناب کی interpretation چاہوں گا ۔ ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے استعفیٰ دے دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس نے بتایا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایک فاضل ممبر نے بتایا ہے ۔ اس ہاؤس میں انکشاف کیا گیا ہے ۔ ویسے اس کی تصدیق اخبارات سے بھی ہو چکی ہے جس کی تردید کسی بھی حلقے سے نہیں آئی ۔ اس ضمن میں جناب کی interpretation چاہوں گا ۔ آئین کے آرٹیکل 134 کی کلاز (3) کے تحت یہ ہے :

> اگر وزیر اعلیٰ کے مستعفی ہونے کے وقت صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو تو اسمبلی فوراً ایک وزیر اعلیٰ کا انتخاب کرنے کی کارروائی کرے گی ۔ اگر اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو گورنر اس مقصد کے لیے چودہ دن کے اندر اندر اسمبلی کا اجلاس طلب کریں گے ۔

میں آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ اگر ایسی صورت حال ہو کہ کوئی وزیر اعلیٰ استعفیٰ دے دے تو اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس کی اطلاع پہنچانا کس کا فرض ہے جب کہ آئین اس ضمن میں خاموش ہے ۔

How should Assembly proceed to elect a new Chief Minister forthwith immediately after his resignation ?

مسٹر سپیکر ۔ immediately نہیں ہے ، بلکہ لکھا ہے "shall proceed"

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کا اردو ترجمہ دیکھیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو نسخہ ہمارے پاس انگریزی میں ہے ۔ قومی اسمبلی نے وہی پاس کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ غلط ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو ابھی تک اس اردو ترجمے کو دیکھا بھی نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ہمیں آپ نے سپلائی کیا ہے ۔ میں آپ سے

یہ interpretation چاہتا ہوں کہ ایسی صورت حال میں اسمبلی کو اطلاع دینا کس کا فرض ہے ۔ وہ تو واضح ہے کہ اگر اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا تو چودہ دن کے اندر اندر اجلاس طلب کیا جائے گا ۔

But if the Assembly is in session and the Chief Minister resigns, who will inform ? Whose duty is it, Sir ?

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو وہ موقع پیدا ہی نہیں ہوا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ موقع پیدا ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker. Let us not go with the newspaper.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایک controversial پوائنٹ پیدا ہوگیا ہے ۔ میں آپ سے اس کی وضاحت چاہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی آدھے گھنٹے میں اس کا موقع آ جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہ اعتراض نہیں کر رہا کہ کیوں استعفیٰ دے دیا ہے اور کیوں آپ نے کارروائی شروع نہیں کی ۔ میں تو interpretation چاہ رہا ہوں آئین کے آرٹیکل (3) 134 کی ۔

Mr. Speaker. I am not entering into that controversy. I am not allowing it at this stage. It will be taken up, if required, at the appropriate time. Now we go on to the adjournment motions.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر جو حاجی صاحب نے اٹھایا ہے اس کو آپ نے entertain کر لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ابھی اس کو entertain نہیں کیا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ entertain ہو ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ نئے رولز آف پروسیجر جو 1973ء کے ہیں اس میں اس بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے جو under discussion ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اس لیے اٹھایا ہے کہ یہاں کسی نے اس بات ذکر کر دیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ وقفہ سوالات کے بعد ابھی تحریک ہائے استحقاق ہیں ،

تحریک ہائے التوائے کار ہیں اس لیے ابھی ایسا کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہی نہیں جا سکتا۔

سید تابش الوری۔ جناب والا ، وزراء جو ہیں ان کے عہدے ختم ہو چکے ہیں وزیر اعلیٰ کے استعفیٰ کے بعد۔

Mr. Speaker. We shall see to it.

سید تابش الوری۔ جناب والا ۔ جب تک وزیر اعلیٰ ان کو اختیار نہ دیں ، وہ اس حیثیت پر برقرار نہیں رہ سکتے اور آئین میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

Mr. Speaker. They are all sitting as members of this House.

سید تابش الوری۔ ٹھیک ہے وہ ممبر ہونے کی حیثیت سے یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

برج والا پولیس کا نور شاہ کے نواحی گاؤں کی ایک بیوہ عورت اور اس کے بچوں کو مکان سے دھکے دے کر نکالنا اور اسے سیل کرنا۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق 13 اکتوبر کی اطلاع کے مطابق نور شاہ کے نواحی گاؤں 84/5-7 کی ایک بیوہ عورت "خیراں" اور اس کے بچوں کو ایک زمیندار فاضل کے ایما پر برج والا پولیس نے دھکے دے کر مکان سے نکال کر مکان کو سیل بند کر دیا اور اس کا تمام سامان مکان سے باہر نکال کر پھینک دیا۔ اور مکان کی دیوار بھی گرا دی۔ مقامی پولیس اور زمیندار کی اس زیادتی سے علاقہ کے عوام میں خوف و ہراس اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا ۔ پولیس کی مداخلت نقص امن کی روک تھام

کے لئے کی گئی تھی۔ اگر کوئی زیادتی مسمات کے ساتھ ہوئی ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

Mr. Speaker : It means that the matter will be looked into.

وزیر قانون ۔ جی ہاں۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ نقص امن کی روک تھام کے لئے پولیس وہاں گئی تھی۔ وہاں ایسا کوئی سلسلہ نہیں تھا اسے دھکے دے کر باہر نکالا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب انہوں نے کہا ہے کہ جو رپورٹ ان کے پاس ہے وہ یہی ہے اور اگر اس کے باوجود پولیس نے کوئی زیادتی کی ہے ، زمیندار نے کوئی زیادتی کی ہے۔

Then he will look into the matter and the punishment will be awarded and proper action will be taken.

میاں خورشید انور ۔ اور ہاؤس کو بتایا جائے گا۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ہاؤس کو بتایا جائے گا۔

وزیر قانون ۔ پولیس نے میری اطلاع کے مطابق کوئی زیادتی نہیں کی۔ نہ ہی پولیس دخل اندازی کر سکتی ہے ایسے معاملات میں۔ اگر پولیس کی طرف سے کوئی بے جا مداخلت ہوئی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق ۔ وزیر اعلیٰ صاحب تو ہیں ہی نہیں۔

وزیر قانون ۔ نمبر بتا دیں۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ 18 نمبر ہے داتا نگر میں بجلی کے متعلق۔

وزیر قانون ۔ pending کر دیں۔

مسٹر سپیکر ۔ کاردار صاحب تو اس میں بہت دلچسپی لیتے ہوں گے؟

وزیر خوراک ۔ جی ہاں لیکن یہ میرا مضمون نہیں ہے۔

کلور کوٹ میں تعمیر شدہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی عمارت کو ذاتی جائداد قرار دے کر ذاتی ملکیت میں دینا۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا افضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کار روائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ 'سیاست' مورخہ 8 اکتوبر 1973ء کے مطابق کلور کوٹ میں ہزاروں روپے سے تعمیر شدہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی عمارت ذاتی جائداد قرار دے کر ذاتی ملکیت میں دے دی گئی ۔ واقعات کے مطابق مذکورہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلور کوٹ تقریباً 26 سال سے ایک متروکہ عمارت پر قابض تھا اور 1966ء میں اس کے ساتھ دس ہزار روپے کی لاگت سے نئی عمارت تعمیر کی گئی یہاں کے ایک باشندہ عبدالحکیم کلیم پر پرانی عمارت میں کامیاب ہو گیا۔ عدالت نے عبدالحلیم کے حق میں فیصلہ دے دیا اور وہ مذکور شخص نے محکمہ تعلیم کے افسران سے ملی بھگت کرکے نئی عمارت کو بھی پرانی عمارت کا حصہ قرار دے دیا اور اس کو بھی اپنی ملکیت میں لے لیا اس طرح ہزاروں روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ عمارت ذاتی قبضے میں چلی گئی۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ اس لئے اگر آپ اس کو ملتوی فرما دیں تو مناسب رہے گا۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو defer کیا جاتا ہے۔

چوہڑکانہ میں النور پائلٹ پراجیکٹ برائے دیہی نابیناؤں کی چیرمین بیگم فاروق کی طرف سے نابینا اساتذہ اور سٹاف کو ایک ماہ ستمبر کی تنخواہ دینے سے انکار اور ان کی کوارٹروں سے بے دخلی۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کار روائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ سیاست مورخہ 9 اکتوبر 73ء کے مطابق چوہڑکانہ میں النور پائلٹ پراجیکٹ برائے دیہی نابیناؤں کی چیرمین بیگم فاروق نے نابینا اساتذہ نابینا سٹاف کو

ماہ ستمبر کی تنخواہ دینے سے انکار کر دیا ہے اور انہیں ان کے کوارٹروں سے بھی بے دخل کر دیا ہے ۔ اس سے قبل ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے حکم دیا تھا کہ نابینا اساتذہ کو عمارت کے کوارٹر دے دے لیکن چیرمین نے ڈپٹی کمشنر کا حکم بھی ماننے سے انکار کر دیا ۔ اب نابینا اساتذہ نے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ سے پھر ملنے کی کوشش کی ہے لیکن کامیاب نہیں ہو سکے ۔ اس خبر سے عام آدمی میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان نابینا اساتذہ اور دیگر سٹاف کو ان کا حق دلائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل ایک پرائیویٹ ادارہ ہے ۔ نہ ہی حکومت اس کو کوئی گرانٹ دیتی ہے ۔ اس لئے محکمہ تعلیم اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا ۔ لیکن بیگم فاروقی صاحبہ جو ہیں یہ بہت سالوں سے بہت خدمت کر رہی ہیں اس شعبے میں ۔ تو اس لئے میں نے ڈپٹی کمشنر سے بات کی ہے کہ وہ privately ان سے بات کریں کیونکہ ہم ان کی جو کارکردگی ہے یا اہمیت ہے اس پر شبہ نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں ایسا کرنا چاہیے ۔ کوئی خاص ہی وجہ ہو گی کیونکہ وہ بہت سالوں سے خدمت کر رہی ہیں ۔ وہ کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہیں اور اپنا کام چھوڑ کر خدمت میں لگی ہوئی ہیں تو میں فاضل محرک سے بھی یہی درخواست کروں گا کہ وہ بھی privately یا اور لوگوں کی مدد سے بات کریں محکمہ تعلیم کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہو سکتی ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میری اطلاع کے مطابق 75 فیصدی گرانٹ النور پائلٹ پراجیکٹ کو گورنمنٹ فنڈ سے دی جاتی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ پھر کسی اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مل رہی ہو گی ۔ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان کو کوئی گرانٹ نہیں دیتا ۔

مرزا فضل حق ۔ پھر جناب والا یہ معلوم فرمائیں کہ کون سے ڈیپارٹمنٹ سے ان کو گرانٹ ملتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو معلوم نہیں کر سکتے ۔ آپ نے سوال ان کے نام مارک کیا ہو گا ۔

مرزا فضل حق ۔ جی ہاں میں نے محکمہ تعلیم کے نام ہی مارک

کیا تھا۔

مسٹر سپیکر۔ غالباً یہ لوکل سیلف گورنمنٹ کا محکمہ ہوگا۔

مرزا فضل حق۔ تو پھر یہ pending فرما دیں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

کیپٹل انڈسٹری کی انتظامیہ کی طرف سے مزدوروں کو عام سہولتوں سے محروم رکھنا اور کرائے کے غنڈوں سے خوفزدہ کرنا۔

مسٹر سپیکر۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رلوائے وقت، مورخہ 6 اکتوبر 73ء کے مطابق کیپٹل انڈسٹری کی انتظامیہ نے اس مہنگائی کے دور میں بھی مزدوروں کو عام سہولتوں سے محروم رکھا ہوا ہے اور کرائے کے غنڈے منگوا کر فیکٹری اوقات میں مزدوروں کو خوف زدہ کیا جا رہا ہے اور انہیں طرح طرح کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جس سے صنعتی امن کے تباہ ہونے کا خدشہ لاحق ہو گیا ہے اور صوبے بھر کے اور خاص کر صوبائی دارالحکومت کے مزدوروں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میاں محمد افضل وٹو صاحب نہیں ہیں اس لئے اسے pending فرما دیں۔

مسٹر سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

موضع متا تحصیل کوٹ ادو کی رہنے والی ایک بیوہ رحمت بی بی کو مخالفت کی وجہ سے با اثر افراد کا گاؤں میں آباد نہ ہونے دینا۔

مسٹر سپیکر۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

روزنامہ نوائے وقت مورخہ 6 اکتوبر 73ء کے مطابق موضع متا تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کی رہنے والی بیوہ رحمت بی بی کو گذشتہ آٹھ سال سے اپنے گاؤں جانے کی اجازت نہیں ۔ واقعات کے مطابق وہاں کے با اثر افراد نے اس پر اور اس کے خاندان کے افراد پر ظلم کیا ۔ زمین چھین لی ان کا گھر لوٹ لیا اور پھر زبردستی گھر سے نکال دیا ۔ اس نے پولیس میں فریاد کی لیکن شنوائی نہ ہوئی بلکہ با اثر افراد کے کہنے پر پولیس بھی ان کو ظلم کا نشانہ بناتی رہی ۔ وہ آئی ۔ جی سے ملی اور پھر ڈی آئی جی سے فریاد کی جس نے کرائمز برانچ کو اس کا کیس دیا لیکن متعلقہ افسر نے بھی بڑھیا کا بیان لئے بغیر رپورٹ دے دی اور مخالفوں سے دعوتیں اڑاتا رہا اب اس معمر بیوہ کو اپنی داد رسی پر پریذیڈنسی سے ایک چٹھی ملی ہے کہ وہ کمشنر ملتان سے ملے لیکن اب بھی اس کا بیان لئے بغیر تحقیقاتی رپورٹ مکمل ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کمشنر ملتان تحقیقات کر رہے ہیں اور مسمات کو پورا موقع دیا جائے گا تاکہ ان کے بیانات بھی لئے جائیں اور تحقیقات بھی مکمل کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو یہ مکمل نہیں ہوئی جب کہ کہا گیا ہے کہ رپورٹ مکمل ہے ۔

ملک مختار احمد عوان ۔ نہیں جناب ۔ تحقیقات ہو رہی ہے ۔

Mr. Speaker. It is disposed of accordingly.

میاں منظور احمد موہل ۔ تحریک التوا نمبر 34 کس طرح admissible ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ پنجاب نے بے سکیلوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کا کوئی آفیشل حکم کسی کے پاس آگیا ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جی اخبار میں آیا ہے ۔

Mr. Speaker. I can't depend on newspapers unless you make a statement that this was the decision of the Cabinet.

میاں منظور احمد موہل ۔ تو پھر جناب والا ۔ ہمارے پاس انفرمیشن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. Every honourable Member of this House receives Punjab Gazette and all such matters are contained it. I will keep the motion pending. But I can't take notice of such matters which are expected to be published in the Official Gazette. The member should not wholly depend on newspapers.

صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم فارم ختم ہونے کے باعث دعویداروں کو کلیم جمع کرانے میں شدید دشواری

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 26 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم کے فارم ختم ہو گئے ہیں اور دعویداروں کو شدید دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ حال ہی میں محکمہ بحالیات نے زرعی یونٹ کا نقد معاوضہ دینے کا اعلان کیا تھا اور 27 اکتوبر کلیم جمع کرانے کی آخری تاریخ مقرر کی تھی مگر 25 اکتوبر کو نیشنل بنک میں کلیم کے فارم ختم ہونے کی اطلاع ملی ہے اور اس طرح ہزاروں دعویدار کلیم فارم جمع کرنے سے محروم ہو جائیں گے دعویدار ازحد متفکر ہیں اگر تاریخ میعاد میں توسیع نہ ہوئی تو دعویداروں میں شدید قسم کا اضطراب و ہیجان پایا جائے گا ۔

وزیر قانون و بحالیات ۔ اس کو اگر آپ pending فرمائیں تو میں کل تک جواب دے دوں گا ۔

Mr. Speaker. I keep it pending.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا مجھے آپ کا آرڈر ملا ہے لیکن اس میں لکھا ہے کہ آپ نے کوئی specific place نہیں لکھی ڈسٹرکٹ

نہیں لکھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں وہاں بات کریں گے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ گوالمنڈی کے متعلق میں اور کیا لکھ سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو یہ پتہ ہے کہ راولپنڈی میں بھی ایک محلہ اور پولیس سٹیشن اسی نام کا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے اگر آپ مخاطب ہوں گے جناب میں آپ کی بہت respect کرتا ہوں یہ نہایت اہم مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker. I requested you to come to my chamber if you want to discuss it here I can't permit that.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب احمد رضا قصوری پر گوالمنڈی میں حملہ ہوا ہے ۔

Mr. Speaker. I don't take notice of those uncertain and unspecified facts.

میاں منظور احمد موہل ۔ عبدالحمید صاحب میں نے نام لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل آپ تشریف رکھیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ خدا کا خوف کریں میری واضح تحریک ہے آپ اس کو کہہ رہے ہیں کہ in order نہیں ہے out of order ہے ۔

Mr. Speaker. The member should know that there are well-known places in different towns.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے عبدالحمید کے گھر کا نام لکھا ہے ۔

Mr .Speaker. "Gowalmandi" is a common name in many towns.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے عبدالحمید کے گھر کا نام لکھا ہے تاریخ لکھی ہے ۔

Mr. Speaker. I don't know who is this Abdul Hameed. I am not required to locate him. There may be thousands of Abdul Hameed.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ احمد رضا قصوری پر گوالمنڈی میں حملہ ہوا ہے ۔

Mr. Speaker. The Hon'ble member should have taken notice and cognizance of the fact that his motion was not in order. Why can't a member be more careful ?

پولیس اور رسہ گیروں کی ملی بھگت سے راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں سماج دشمن عناصر کی سرگرمیوں میں تیزی

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات لاہور مورخہ 26 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق پولیس اور رسہ گیروں کی ملی بھگت سے راجن پور میں سماج دشمن عناصر کی سرگرمیاں تیز تر ہو گئی ہیں ۔ گذشتہ روز ڈکیتی کی وارداتیں ہوئیں ان میں سے ایک واردات میں پولیس بھی براہ راست ملوث تھی ۔ دوسری واردات میں فاضل پور کے ایک رسہ گیر کے پالتو غنڈے شامل تھے ۔ جنہوں نے بستی کوٹلہ حضوری میں ڈاکہ ڈالا مگر دیہاتیوں نے ان کی کوشش ناکام بنا دی ۔ ڈاکو فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے اس فائرنگ سے پانچ افراد زخمی ہوئے ۔ ملزمان کے خلاف پولیس نے پرچہ درج کر لیا مگر تا حال کسی کو گرفتار نہیں کیا ۔ مرید حسین مدعی نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ پولیس نے ڈاکوؤں سے ساز باز کر رکھی ہے ۔ اس لئے وہی ڈاکو مزید دھمکیاں دے رہے ہیں کہ گاؤں کے گھروں کو لوٹ کر آگ لگا دی جائے گی ۔ عورتوں کو اغوا کر لیا جائے گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

گو پنجاب کی پولیس اپنے ظلم میں پہلے ہی بدنام ہے لیکن اس وقت تو پولیس کے مظالم انتہا کو پہنچ چکے ہیں ۔ صوبائی حکومت امن پسند شہریوں کے جان و مال کو پولیس اور غنڈوں سے بچانے میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے ۔ اس خبر سے تحصیل راجن پور کے محنت کش اور غریب عوام میں سراسیمگی اور بے اطمینانی کی لہر پائی جاتی ہے شدید قسم کا اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں حالات پولیس کے قابو میں نہیں کوئی ایسا واقعہ وہاں رونما نہیں ہوا ہے جس کی نشان دہی تحریک التوا میں کی گئی ہو خصوصاً موضع کوٹلہ حضوری میں ڈکیتی کی کوئی واردات نہیں ہوئی ۔ البتہ 19-9-73 کو ایک شخص پیو کے نام پر مقدمہ درج کیا گیا جو زیر دفعہ 452, 325, 148 اور 149 ی پی سی پولیس سٹیشن ڈیرہ غازی خان میں درج ہے پولیس تفتیش کر رہی ہے جونہی تفتیش مکمل ہوتی ہے اگر کوئی حقائق موجود ہوئے تو ملزمان کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی ۔

Mr. Speaker. Then it is kept pending

صوبہ پنجاب میں پختہ اینٹوں کی قلت اور نرخوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات لاہور مورخہ 26 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق اور میرے ذاتی علم کی رو سے صوبہ پنجاب بھر میں پختہ اینٹوں کی قلت ، چور بازاری اور نرخوں میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ عام شہری کی قوت خرید جواب دے گئی ہے ۔ علاوہ ازیں تعمیراتی کام بھی اس مہنگائی سے اثر انداز ہو رہے ہیں ۔ پختہ اینٹوں کے نرخوں میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ خصوصی سیلاب زدگان لوگ اپنے مکان دوبارہ تعمیر کرنے میں کافی مشکلات محسوس کر رہے ہیں ۔ حکومت پنجاب اینٹوں کی قیمتوں کو

مناسب حد تک قائم رکھنے میں بری طرح سے ناکام ہو گئی ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں بالعموم اور سیلاب زدہ علاقہ کے عوام میں بالخصوص اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے۔

سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 117 بھی اسی موضوع سے متعلق ہے۔

صوبہ پنجاب میں پختہ اینٹوں کی گرانی اور نایابی

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورا صوبہ پنجاب جو بارش اور سیلاب سے بے پناہ متاثر ہوا ہے ان دنوں پختہ اینٹوں کی گرانی اور نایابی کے خوفناک مسئلہ سے دوچار ہے۔ اینٹوں کی فروخت مختلف طریقوں میں 120 روپے سے لے کر 200 روپے فی ہزار تک پہنچ گئی ہے جس کے نتیجہ میں سرکاری اور غیر سرکاری تعمیراتی کاموں میں شدید تعطل واقع ہو گیا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 24 اکتوبر کے مطابق اس مسئلہ کی بنیاد کوئلہ کی گرانی اور نایابی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بیشتر خشت ساز اداروں نے کام بند کر دیا ہے۔ اس صورت حال نے عوام کو ایک ناگزیر ضرورت کی تکمیل کے لئے انتہائی پریشانی سے دوچار کر دیا ہے۔

Mr. Speaker. This is a very important motion.

وزیر قانون۔ جناب والا۔ یہ صادق حسین قریشی صاحب کا محکمہ ہے۔ اور جناب صادق حسین قریشی یہاں تشریف نہیں رکھتے۔

Mr Speaker. Then I keep it pending.

موضع نور پور تھالہ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے زمیندار اعجاز علی خان اور اس کے ساتھیوں کا اپنے موروثی مزارعین پر حملہ اور پولیس کی طرف سے حملہ آور گروپ کی پشت پناہی

مسٹر سپیکر۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی

اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 31 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق موضع نور پور تھانہ چٹھہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے زمیندار اعجاز علی خان نے اپنے گیارہ مسلح ساتھیوں کے ہمراہ اپنے موروثی مزارعین پر بندوقوں۔ کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا ہے۔ زمیندار مذکور ان مزارعین کو بے دخل کرنا چاہتا تھا لیکن مزارعین نے بے دخل ہونے سے قبل اپنے حقوق کا دعویٰ کر کے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا تھا۔ لیکن زمیندار مذکور عدالت کے حکم سے مشتعل تھا۔ لہذا مزارعین کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا کر اپنے حقوق کے حصول پر مزہ چکھانے کے لئے اس وقت حملہ کر دیا جب کہ وہ اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے۔ زخمی مزارعین کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ زخمیوں نے الزام لگایا ہے کہ ملک واحد بخش انسپکٹر انٹی کرپشن جو کہ اس وقت لاہور میں تعینات تھے۔ حملہ آور گروپ کی پشت پناہی کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں کوٹ چھٹہ پولیس نے حملہ آوروں کو چھوڑ کر مزارعین کے خلاف مقدمات درج کر لئے ہیں۔ اس خبر سے علاقہ کے مزارعین اور محنت کش طبقہ میں خوف و ہراس اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ ہر دو پارٹیوں کے خلاف ان کے بیانات کے مطابق مقدمات درج کیے جا چکے ہیں۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ اگر کوئی ایسے واقعات منظر عام پر آئے تو ملزمان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

مسٹر سپیکر۔ ان کا الزام تو پولیس سے متعلق ہے۔ کہ پولیس ایک پارٹی کی شنوائی کر رہی ہے۔

That is the main point in this motion.

وزیر قانون۔ جناب والا۔ پولیس نے بالکل غیر جانبدارانہ مقدمات درج

کیے ہیں ۔ ہر پارٹی نے ایک دوسرے کے خلاف الزامات لگائے ہیں ۔ ان الزامات کی روشنی میں مقدمات پولیس نے درج کیے ہیں ۔ اگر ایک پارٹی کا مقدمہ درج نہ کیا جاتا تو یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ پولیس جانبداری سے کام لے رہی ہے ۔ مقدمات درج کیے جا چکے ہیں ۔ لہذا پولیس بالکل غیر جانبدار ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ نے بھی نوٹ فرما لیا ہے ۔ کہ وہ ایک مزارع ہے ایک زمیندار کے مقابلے میں ۔

Mr. Speaker. Will you please look into the matter.

وزیر قانون ۔ کوئی انسپکٹر ہو ۔ کوئی ڈی ۔ ایس ۔ پی ہو یا بڑے سے بڑا پولیس افسر ہو ۔ اگر کوئی جانبداری کی بات ہوئی تو ضرور اور فوری توجہ دی جائے گی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب اسے pending رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ مقدمات دونوں طرف سے درج ہو چکے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ ایک واقعی مجرم ہو اور ایک بے گناہ ہو مگر پولیس نے دونوں کے خلاف کیس درج کیا ہے ۔ میں نے یہاں کہا ہے کہ ان پر حملہ ہوا ہے ۔ انہوں نے حکم امتناعی حاصل کیا ہے ۔

Mr. Speaker. I cannot make inquiries in these matters.

کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو وہاں سے انکوائری کرکے رپورٹ دے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ پولیس کی رپورٹ جو ہے وہ ان مزارعین کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مزارعین کے کہنے پر کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا ۔ متعلقہ وزیر نے آپ کو مطلع کر دیا ہے کہ مزارعین نے بھی جو رپورٹیں درج کروائی ہیں وہ درج ہو گئی ہیں اور ان کی بھی انکوائری ہوگی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ وزیر صاحب بطور خصوصی

اس میں دلچسپی لیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ بالکل غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو رہی ہے ۔ ملک واحد بخش انسپکٹر نے آج تک پولیس کی طرف کوئی رجوع نہیں کیا کہ پولیس اس کی کوئی favour کرے ۔ اگر وہ رجوع کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتخاب

مسٹر سپیکر ۔ مجھے ابھی ابھی گورنر صاحب کے سیکرٹری کی طرف سے نئے وزیر اعلیٰ کے انتخاب کرنے کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ :

> I have been directed by the Governor to inform you that Mr. Miraj Khalid has tendered his resignation to the Governor yesterday from the office of the Chief Minister of the Punjab. It is, therefore, requested that action may immediately be initiated to elect the new Chief Minister in accordance with Article 134 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

ملک معراج خالد صاحب چیف منسٹر پنجاب کے عہدے سے مستعفی ہو چکے ہیں ۔ اس لیے آئین کے آرٹیکل 134 کے تحت اور آئین کے آرٹیکل 131 ۔ اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 16 اور 17 کے مطابق ان کی جگہ نئے چیف منسٹر کے انتخاب کے لیے کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل پروگرام کا اعلان کیا جاتا ہے ۔

(1) نامزدگی کے کاغذات جمعہ 9 نومبر 1973ء ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر تک سیکرٹری پنجاب اسمبلی کو پہنچائے جائیں ۔

(2) کاغذات نامزدگی کی پڑتال بروز ہفتہ

10 نومبر 1973ء دس بجے قبل دوپہر سیکرٹری اسمبلی ہذا کے دفتر میں کی جائے گی۔

(3) نامزد شدہ امیدوار بروز ہفتہ 10 نومبر 1973ء بارہ بجے قبل دوپہر تک اپنی تحریر سیکرٹری اسمبلی ہذا کو پہنچا کر امیدواری سے دستبردار ہو سکتے ہیں۔

(4) اگر ضروری ہوا تو انتخاب بروز پیر 12 نومبر 1973ء کو ہوگا جس کے بارے میں تفصیل تاریخ مذکور کو ایوان ہذا میں اجلاس شروع ہونے پر بتائی جائے گی۔

نامزدگی کے لیے فارم اسمبلی ہذا کے سیکرٹریٹ سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

Now we go on to the next item as announced by me yesterday regarding a statement by the Chief Minister.

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)۔ جناب والا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اب جب کہ میں نے رسمی طور پر اپنا استعفیٰ جناب گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اور وہ منظور کیا جا چکا ہے آپ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز ساتھیوں کی خدمت میں ہدیہ تبرک پیش کر سکوں۔

جناب والا۔ اس ایوان کی قیادت کا شرف مجھے تقریباً ڈیڑھ سال تک حاصل رہا ہے اور میں اپنے آپ کو خوش بخت قرار دیتا ہوں کہ اس عرصے میں باوجود مختلف تکالیف کے جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو اپنے فرائض سر انجام دینے کے سلسلہ میں پیش آتی رہی ہیں۔ میں نے حتی المقدور اور حتی الامکان اُن کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش ہے اور مجھے اُن کا اعتماد۔ اُن کا تعاون۔ اُن کا اشتراک اور اُن کی محبت حاصل رہی اور اب جب کہ میں اپنے ساتھیوں سے رخصت ہو رہا ہوں۔ تو میں بالکل مطمئن ہوں۔ کہ میں

نے دیدہ دانستہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا ۔ کوئی ایسا کام نہیں کیا ۔ جس سے میری پارٹی کی رسوائی ہو یا میری پارٹی کے ممبران جو کہ اس معزز ایوان میں تشریف فرما ہیں ۔ کو کوئی طعنہ دیا جا سکے ۔ یا اس معزز ایوان سے باہر پارٹی کے لاکھوں کارکن جو کہ ہم سے جائز توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں ۔ ان کو کوئی پریشانی لا حق ہوئی ہو ۔ لیکن میں اس سے ہرگز بحث نہیں کروں گا ۔ کہ مجھ سے ذاتی طور پر کوئی غلطیاں سر زد نہیں ہوئیں ۔ یا مجھ میں کوئی خامیاں اور کمزوریاں نہ پائی گئی ہوں ۔ بشریت کے تقاضے ہیں ۔ ایسا لازمی طور پر ہوا ہوگا ۔ اس ایوان کے معزز رفقاء کے ذہن میں بھی بعض دفعہ ایسی خلش پیدا ہوئی ہوگی ۔ جس کو بجا طور پر وہ پہلے بھی ہدف تنقید بنا سکتے تھے ۔ اور آج بھی بنا سکتے ہیں اور میرے جانے کے بعد بھی بنا سکتے ہیں ۔ لیکن میں نے نیک نیتی سے اپنے فرائض کو سر انجام دینے کی کوشش کی اور اگر کبھی بھی ہو گئی ہو ۔ کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو ۔ تو میں تہہ دل سے اپنے ساتھیوں سے معافی کا خواستگار ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارٹی کی قیادت اعلیٰ کے فیصلوں کا پابند ہونا ۔ ایک کارکن کے لیے لازمی ہے ۔ پارٹی کی قیادت اعلیٰ نے یہ ضروری جانا اور صحیح طور پر ضروری جانا ۔ کہ اس مرحلہ پر اس ایوان کے اندر پارٹی کی قیادت جناب غلام مصطفیٰ کھر کو سونپی جائے ۔ جناب غلام مصطفیٰ کھر نے بحیثیت گورنر اپنی انتظامی صلاحیت اپنی انتھک محنت عوامی امور سے دلچسپی اور ان کے حل کے سلسلہ میں جن صفات کا مظاہرہ کیا ہے اور جو جو نتائج حاصل کیے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں ۔ میرا یہ پختہ یقین ہے کہ وہ اس ایوان میں قیادت کے فرائض مجھ سے کہیں زیادہ بہتر طور پر سر انجام دیں گے اور ہم سب نے اس ایوان کے اندر اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور اپنی کھوئی ہوئی جمہوری روایات کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں ان کو چار چاند لگائیں گے ۔ جناب والا ۔ مختلف اوقات میں اور مختلف سیاسی طریقوں سے اس سیاسی اقتدار میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے یا لوگوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کیا جاتا رہا ہے ۔ کہ خدا نخواستہ پارٹی کے اندر اور خصوصی طور پر پارٹی کی ہائی کمان کے اندر

پنجاب میں کوئی اختلاف ہے ۔ انسانی فطرت کی خامیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔ پارٹی کے اندر مسائل پر اختلاف رائے ہوتے ہیں ۔ لیکن آج وقت یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی کی کلی سیاست میں یہ طے کر لیا جاوے اور یہ سمجھ لیا جاوے کہ نظم و ضبط اور discipline ہمارا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے ۔ جہاں تک پارٹی کے مشترک مقاصد کے حصول کا سوال ہے ۔ اس میں کسی صورت اور کسی موقعہ پر بھی نہ اختلاف رہا ہے اور نہ اختلاف ہو سکتا ہے ۔ ایسے اختلاف کا پیدا ہونا دراصل اپنے آپ سے غداری ہوتی ہے ۔ اپنے اس لیڈر سے غداری ہوتی ہے جس نے اتنی قربانیوں کے بعد ملک کی بقا اور سالمیت کی تمام بنیادیں فراہم کی ہیں ۔ اس لیے ایسا ہو نہیں سکتا ۔ کہ ہم پارٹی کے دیئے گئے منشور ۔ پروگرام اور اس کے تحت مرتب کیے گئے انقلابی طریق کار سے کسی صورت انحراف کر سکتے ہیں یا اس سے روگردانی اختیار کر سکتے ہیں ۔ اس میں قطعی طور پر کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا ۔ نہ اب ہے اور نہ ہو سکتا ہے ۔ اس لیے میں جناب والا ۔ آج اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی نہ ہوئی اور نہ خواہش کرنی چاہیے ۔ نہ صرف حزب اقتدار کے معزز ممبران کو بلکہ اس ایوان کے اندر حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے رفقاء کو بھی اور اس ایوان سے باہر اپوزیشن کے دوسرے دوستوں کو بھی کیا حکومتی پارٹی اور کیا دوسری سیاسی پارٹیاں ۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ سیاسی پارٹیاں منظم طور پر اصول کے تحت پھلیں پھولیں ۔ کیوں کہ جب تک ایسا نہیں ہوگا ۔ تب تک جمہوریت پروان نہیں چڑھے گی اور ہم لوگوں کی سیاسی تعلیم و تربیت کا کما حقہ فریضہ سر انجام نہیں دے سکیں گے ۔ اس لیے کبھی کسی کو یہ کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ سیاسی تنظیم میں کسی طرح indiscipline آئے اور ہماری ذاتی خواہش ہمارے شخصی مفادات ۔ ہمارے علاقائی مفادات حائل ہوں ۔ سیاسی وفاداری اپنی پارٹی سے وفاداری ۔ اصولوں کے لیے اپنی تمام خواہشات کو ترک کرنا میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی بلکہ دوسری سیاسی پارٹیوں کے کارکنوں کا اور قائدین کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے کیونکہ جہاں تک پاکستان پیپلز پارٹی کا تعلق ہے ۔ میں یہ وثوق سے عرض کر سکتا ہوں کہ اگر کہیں کبھی کسی ایسی بات کی نشاندہی کی گئی ہو ۔ تو وہ الگ

بات ہے ۔ لیکن مجموعی طور پر اس ایوان کے اندر پارٹی کے ارکان اور ایوان کے باہر کے ہزاروں ۔ لاکھوں کارکن پارٹی کے وفادار ہیں اور پارٹی کی قیادت اعلیٰ کے وفادار ہیں۔

جناب والا ۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس مرحلہ پر اس ایوان کی قیادت کا تبدیل ہونا بڑا ضروری تھا ۔ میں آپ کی توجہ پاکستان کے دستور کے اُن تقاضوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جن کو پورا کیے بغیر ہم تاریخ کے اُن مطالبات کو پورا نہیں کر سکتے جو کہ ہم پر وارد ہو چکے ہیں ۔ موجودہ دستور دراصل صحیح معنوں میں عوام کا دستور ہے۔ یہ ہماری تاریخ کا دستور ہے ۔ یہ تاریخ پاکستان کے نظریات کی تصدیق کا دستور ہے ۔ یہ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی خواہشات کی تکمیل کا دستور ہے ۔ اس دستور اور آئین کے تقاضوں کو من و عن پورا کرنا اور اس کے تحت جمہوری روایات کو فروغ دینا ہمارا جزو ایمان ہونا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان سب سے بڑا ادارہ ہے ۔ جو اس ایوان سے پیدا ہونے والی روایات کو جنم دے سکتا ہے ۔ فروغ دے سکتا ہے ۔ اُن کا تحفظ کر سکتا ہے اور اس طریقہ سے عوام کی سیاسی تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکتا ہے ۔ اُن پر بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔ میں اس ناگزیر حقیقت کی طرف جناب والا ۔ اپنے ساتھیوں کی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ کیا حزب اقتدار کے ارکان اور کیا حزب اختلاف کے ارکان اس رد عمل کے طور پر ایوان میں پہنچے ہیں عوام کی طرف سے پہنچائے گئے ہیں جو کہ گذشتہ آمریت کے دور کے دوران جو جبر و تشدد کیا گیا جو لوٹ کھسوٹ کی گئی جو نا انصافیاں کی گئیں جو غیر جمہوری حرکات کی گئیں وہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا ۔ ہم سب اس رد عمل کی پیداوار ہیں ۔ اس لیے ہم اخلاقی طور پر پابند ہیں اس ایوان کے اندر بیٹھ کر کہ ہم جمہوری روایات کو ہر قیمت پر فروغ دیں اور یہ ایوان نہ صرف یہ کہ تقسیم ملک سے قبل روایات کا حامل رہا ہے بلکہ قیام پاکستان کے بعد پنجاب اسمبلی اور پھر مغربی پاکستان کی اسمبلی کے ارکان یہاں بیٹھتے رہے ہیں لیکن پھر ایسا وقت بھی آیا کہ آمریت کے دور کے دوران لوگوں کو منتخب کیا گیا ۔ انہوں اپنے طریقے کے مطابق اپنے خیالات کے مطابق چند جمہوری روایات کو قائم

رکھنے کی کوشش کی لیکن تضاد موجود تھے جن کی وجہ سے وہ روایات قائم نہ رکھ سکے ۔ تو اس لیے آج دستور کے تحت پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کہیں زیادہ شدید اور سنگین ہے اس لیے ہم سب نے مل کر نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی عظمت ، اپنی کھوئی ہوئی روایات کو واپس لانا ہے بلکہ اس حد تک انہیں تحفظ دینا ہے ، تقدس بخشنا ہے کہ وہ عوام کا جزو ایمان بن جائیں تاکہ کوئی عناصر ملک کے اندر غیر آئینی ذرائع سے حکومت پر قبضہ کرنے کی کبھی خواہش دل میں نہ رکھ سکیں ۔ اس چیز سے ہمیں بے خبر نہیں ہونا چاہیے ۔ اب بھی ملک میں اس دستور کے بن جانے کے بعد ایسے عناصر موجود ہیں اور یہ بڑی بدبختی ہے کہ وہ عوام کی حاکمیت اور ان کی بالا دستی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور غیر آئینی ذرائع میں یقین رکھتے ہیں ۔ لیکن عوام اور ممبران اسمبلی اور تمام رفقاء شعور رکھتے ہیں وہ اچھی طرح شعور رکھتے ہیں ۔ اس لیے ان کا اگر سدباب کرنا ہے تو لازمی طور پر اس معزز ایوان کے ذریعے تمام قوم کے قلب و ذہن میں اس آئین کے تحت جمہوری روایات اور اصولوں کی تقدیس ملحوظ خاطر رکھنی ہوگی ۔ ان تمام اصولوں کو تقدیس بخشنا ہوگا ۔ وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اجتماعی طور پر فرداً فرداً جمہوریت کے تقاضوں کو اپنائیں اور ان پر عمل کریں ۔ جناب والا ۔ یہ وہ مقصد عزیز ہے جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے پارٹی کی قیادت اعلیٰ کے فیصلوں اور خواہشات کے مطابق اس ایوان کی قیادت جناب غلام مصطفیٰ کھر کو سپرد کی ہے اور مجھے یقین ہے اور امید ہے اور میں اپنے اس یقین کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان میں ان کے قائد بننے کے بعد یہ جمہوری روایات پھلے پھولے گی اور ہم اپنے مطلوبہ مقاصد میں کامیاب ہوں گے ۔

جناب والا ۔ میں اس موقع پر ان تلخ حقائق کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس ایوان میں ہم سے پیشتر رونما ہوتے رہے ہیں ۔ ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں ہماری قوم کی عظیم ترین جماعت مسلم لیگ کی طرح تباہ ہوئی ۔ اسی ایوان کے اندر اس کی تباہی اور ذلت خواری کی بنیادیں رکھی گئیں ۔ جب نسل و قبیلہ کی بنیاد پر تعصیل اور ضلع کی بنیاد پر اور شخصی گروہ بندی

کی بنیاد پر ایسی ایسی انتشاری کیفیت کو جنم دیا گیا کہ مسلم لیگ کی وہ وحدت قائم نہ رہ سکی ۔ اتفاق قائم نہ رہا ۔ اور اس کے علاوہ ممبران اسمبلی اپنی ذاتی خواہشات کے شکار ہو گئے اور کس طرح انہوں نے ملکی اور قومی مفادات کو پس پشت ڈالا اور کس طرح جو قائدین تھے ان کے ہاتھوں میں کھلونا بنکر رہ گئے ۔ خواہ ہم حزب اقتدار یا حزب اختلاف سے تعلق رکھنا چاہیئے کہ ہم اپنے ماضی کی تلخ حقیقتوں کو کسی صورت میں نظر انداز نہ کریں ۔ ہم اپنے اندر کسی قیمت پر بھی کسی طرح کی گروہ بندی کو دخل انداز نہ ہونے دیں اورکوشش کریں کہ اپنے ذاتی مفادات علاقائی یا ضلعی یاتحصیلی مفادات صوبائی یا قومی مفادات پر غالب نہ آنے دیں ۔ پریشر گروپ بھی نہ بنائیں جس سے حکومت یا اس کے وزراء کی طرح تابع مہمل بن کر رہ جائیں ۔ ہمیں ان تلخ حقیقتوں کو پیش نظر رکھنا پڑے گا ۔ جناب والا ۔ اس سے بھی ہم بے خبر نہیں رہنا چاہیے اور شکر ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اس ملک میں ان تلخ حقیقتوں سے صرف واقف ہی نہیں بلکہ وہ ان سب کو جانتے ہیں اور بار بار ہمیں اس سلسلے میں ہدایات دیتے رہتے ہیں ۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں اور میں حزب اختلاف کے معزز رفقا کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کبھی ہمیں پارٹی کے بارے میں کوئی شک و شبہ پیدا ہو اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے پارٹی لیڈر سے زیادہ اور کوئی با خبر نہیں میں ان کو ماضی کی تلخ حقیقتوں کا یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اندر انشا اللہ تعالیٰ کسی نسل و قبیلہ ،کسی برادری ، ذات یا گروہ بندی کو کسی قیمت پر پیدا نہیں ہونے دیں گے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنی کوتاہیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور خامیوں کا بھی ۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند روز پیشتر میرے دوستوں نے عدم اعتماد کی تحریک پیش کی تھی لیکن اس سے پہلے کہ میں ان کو گنواؤں میں ان کا تہ دل شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے سوچا انہوں نے کہا کہ بیچارہ جا رہا ہے اس کو معاف کر دو ۔ یہ ان کی نوازش خصوصی تھی مجھ پر لیکن عجیب افسوس کا مقام ہے کہ ان کی طرف سے عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی تو چہ مگوئیاں شروع ہوئیں ۔

ہماری پارٹی کا موقف یہ ہے اور ہمارے لیڈر کا بھی کہ اپوزیشن کا ایک مقام ہے ۔ ان کو حق پہنچتا ہے ۔ میں اس چیز کو دور کرنا چاہتا ہوں اور وضاحت کے طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آخری منٹ پر بھی وہ مجھ پر تنقید کر سکتے ہیں ۔ یہ کوئی ایسی عجیب بات نہ تھی کہ جس پر کان کھڑے کئے گئے ۔ جناب والا ۔ میرے بارے میں جو وہ سوچتے تھے وہ کہہ سکتے تھے ۔ وہ کوئی بری بات نہ تھی لیکن اس کو اتنی ہوا دی گئی ، اس کو اتنے برے برے معنی پہنائے گئے اور مختلف شخصیتوں کے ساتھ اس کو منسوب کیا گیا تو یہ چیز غلط ہے ۔ ہمیں اپوزیشن کے کردار کو اچھی طرح جان لینا چاہیے اور انہوں نے تمام تلخ باتیں اپنے خیالات کے مطابق بیان کرنی ہیں ۔ یہ حق ان کا ہے جو ان سے چھینا نہیں جا سکتا ۔ تو اس میں معنی ڈھونڈنے کی ضرورت نہ تھی ۔ میری ان کی شکر گزار ہے کہ آخری وقت میں میں اس ناخوشگوار کام کو انہوں نے ترک کر دیا اور بغیر عدم اعتماد کی تحریک کے مجھے روانہ ہونے کی اجازت دے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ میں تو محض اپنی پارٹی کے موقف کی علامت ہوں اس کی نشانی ہوں ۔ میری جگہہ کوئی دوسرا ہو ۔ میرے ساتھی وزرا بھی محض نمائندے ہیں ۔ پارٹی کے تمام ارکان اپنی پارٹی کے نمائندے ہیں اور وہ اس ایوان میں بھی موجود ہیں ۔ اس لئے ہمارا کوئی فعل جو کہ پارٹی کے نام پر کیا گیا ہو وہ ذاتی فعل نہیں ہوتا بلکہ وہ پارٹی کا فعل ہوتا ہے اس کا وہ فریضہ ہوتا ہے اور اس کو ہدف تنقید بنایا جا سکتا ہے ۔ تو جناب والا میں اپنی خامیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ میں ان کو اس لئے خامی کہتا ہوں کہ میں ان مقاصد کو پورا نہ کر سکا جن کی تکمیل پارٹی کے نقطہ نظر سے اس کے منشور کے لحاظ سے نہایت ضروری تھی ۔

جناب والا ۔ دستور ایک مقدس دستاویز ہے اور اس سے زیادہ مقدس دستاویز کائنات میں کوئی نہیں ہے ۔ اس کتاب مقدس کے ذریعے زندگی کی اپنی حقیقتوں کو مکمل کیا جا چکا ہے اور ان کو ظاہر کیا جا چکا ہے ۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس مقدس ترین کتاب پر عمل نہ کئے جانے کی وجہ

ہے وہ ہمارے لئے باعث برکت ثابت نہیں ہو رہی اور ہماری بد اعمالیوں کی وجہ سے ہے۔ انحراف اور روگردانی کی وجہ سے وہ ہمارے کام نہیں آرہی اور ہمیں بے شمار تلخ اور برے نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے جب تک اس کتاب مقدس احکامات کے مطابق عمل نہیں کیا جائے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے عمل کو سنوارا نہ جائے تب تک ہم اس کی عملی طور پر توہین کر رہے ہوتے ہیں اور ہمارے قول و فعل کا تضاد جاری رہتا ہے۔ اس طرح یہ مقدس دستاویز اس وقت تک بے معنی ہو کر رہے گی جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اس لئے اس دستاویز کے تحت ہم تمام زندگی کو سنوارنا اور منظم کرنا ہے اور ہم خصوصی طور پر اس پر زور دینے کو یہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس معیار کی روشنی میں اپنے اس عمل کو اپنے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ دستور کے تحت ہم نے عوام کی حاکمیت کو تسلیم کیا ہے ہم نے قرار دیا ہے کہ اس ملک کو پیدا کرنے والے عوام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ملک کی تعمیر نو اور مستقل تعمیر کا فریضہ بھی صرف عوام سرانجام دے سکتے ہیں۔ یہ دستور عوام کی مدد سے بنایا گیا ہے اور عوام کے طفیل بنا ہے اس لئے اس مقدس دستاویز میں یہ ایک بنیادی اصول ہے بنیادی حقیقت ہے کہ عوام کی عظیم انفرادی قوت کے بغیر جمہوری طریق پر ہم نے منظم کرنا ہے اور بروئے کار لانا ہے ہم تعمیر نو کا کام نہیں کر سکتے۔ ہم پاکستان کو مضبوط نہیں بنا سکتے۔ اپنی پریشانیوں کا حل نہیں ڈھونڈ سکتے۔ ہم قومی مقاصد کو پوشناس نہیں کرا سکتے جن کو پوشناس کئے بغیر ہم معاشرتی وحدت۔ عظیم اسلامی مرکزیت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں بنا سکتے۔ تو اس لئے اس دستور کے تحت ہم نے عوام کی عظیم انفرادی قوت کو منظم کرنے کے لئے ایک نہایت ہی وسیع نظام برپا کرنا ہے۔ ہم نے مستقل طور پر لمحہ بہ لمحہ ہر جگہ پر عوام کی عظیم انفرادی قوت کو اس طریق سے منظم کرنا ہے کہ وہ شعوری طور پر اپنی ذمہ داریاں قبول کریں۔ وہ شعوری طور پر تمام ان مسائل کو جانیں پہچانیں اور اپنی تمام انفرادی اور مالی قوتوں کو ان مسائل کے حل کے لئے وقف کریں۔ اس حقیقت کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اس

ڈیڑھ سال کے عرصہ میں دستور کو اس نہایت ناگزیر بنیادی تقاضے کے مطابق ہم نے جس واضح ترین نظام کو برپا کرنا تھا تاکہ واضح افرادی قوت کو بروئے کار لا سکیں وہ نہیں کرسکے ۔ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں ۔ ہم سیلاب کی وجہ قرار دے سکتے ہیں ۔ دوسرے سیاسی بحرانوں کو قرار دے سکتے ہیں ۔ ہم جنگی قیدیوں کا مسئلہ یا دستور کے نفاذ کے سلسلے میں اور دستور کی ترتیب و تشکیل کے سلسلے میں جو پیچیدگیاں ہیں ان قرار دے سکتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ہماری پارٹی کو ملک و قوم کو جن جن مسائل کا واسطہ ہے وہ قرار دے سکتے ہیں لیکن پھر بھی دستور کے نفاذ کے بعد اور اس سے پہلے ہماری طرف سے جو چند ایک اقدامات ناگزیر تھے وہ نہیں کئے گئے اور اس کی ذمہ داری میں ذاتی طور پر قبول کرتا ہوں ۔ لیکن یہ ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہدف تنقید بناتا ہوں اور میں اپنے ساتھی ممبروں اور حزب اختلاف کو یہ گزارش کرتا ہوں کہ دستور کے دوسرے بنیادی تقاضوں کو پیش نظر رکھا جانا ضروری ہے ۔ اگر ہم نے تعمیر نو کا کام سرانجام دینا ہے اس معزز ایوان میں ہم نے واضح خطوط کھینچتے ہیں ۔ قانونی لحاظ سے واضح خطوط کھینچتے ہیں ۔ عوام کو ایک لائحہ عمل دینا ہے تو پارٹی کے نقطہ نظر سے ہمیں کسی صورتمیں اس بنیادی اصول کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ کسی طریقے سے ، کسی کم فہمی کی بنا ، کسی تساہل کی بنا اگر ہم اس سے پہلو تہی کرنے کے مرتکب ہوئے تو ہم اپنے مقاصد میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔

جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے پیپلز ورکس پروگرام نافذ کیا ہے ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے لئے مرکزی حکومت نے دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کو بھی کروڑوں روپے دئے ہیں ۔ اب اس عوامی تعمیراتی پروگرام کا بنیادی فلسفہ کیا تھا ؟ میں مثال کے طور پر یہ عرض کرتا ہوں کہ پیپلز ورکس پروگرام کی طرح ہمارے دوسرے پروگرام جو ناگزیر ہیں جو ہمیں کرنے چاہئیں ۔ جو ہم نے کر دئے ہیں ۔ ہم نے ان کو نافذالعمل بنایا ہے لیکن اس کا بنیادی فریضہ کیا تھا ؟ اس کی تکمیل کے لئے ناگزیر ضرورت کیا تھی ؟ وہ یہ تھی کہ عوام کی

ضروری شدت ۔ عوام کے طے کردہ پلان میں ان کے تجزیہ کی روشنی میں مقامی تحصیل ضلع اور ڈویژن کی سطح پر جو مسائل ہیں ان کی priority fix کی جائے اور انہی کے ذریعے ان مضمون کی تکمیل عمل میں لائی جائے اور اس کے لئے ہم نے یہ کہا ہے ہمارے لیڈروں نے یہ کہا ہے۔ جناب وزیر اعظم صاحب نے کہا ۔ ہماری مرکزی کابینہ نے ہماری مرکزی حکومت نے کہا ہے اور یہ directives دئے کہ this is last hope ۔ یہ جناب وزیر اعظم صاحب کے الفاظ تھے کہ یہ ہماری آخری امید ہے ۔ اس لئے امید نہیں کہ 12 کروڑ روپے خرچ کرنے سے تمام مسائل حل ہو جائیں جو ایک سال میں خرچ کئے جا رہے تھے بلکہ اس لئے آخری امید قرار دیا تھا کہ اس میں ایک بنیادی فلسفہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جن کو کہ آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ۔ جس بنیادی ضرورت سے آج تک چشم پوشی کی گئی ہے ہم نے ان تمام ترقیاتی پروگراموں کو اس لیے بنایا ہے کہ ہم نے اس بنیادی حقیقت کے اصول کو مدنظر رکھنا ہے ۔ اس لئے اس عظیم سرچشمہ طاقت کو مسلسل ، متواتر ، لمحہ بہ لمحہ ، ہر سطح پر منظم کرنا اور اسے حل مسائل کے لئے بروئے کار لانا لازمی ہے ۔ یہ ہماری پارٹی کا پروگرام ہے ۔ یہ ہماری پارٹی کا فلسفہ ہے بلکہ قومی نقطہ نظر سے ۔ معاشرتی نقطہ نظر سے ۔ سیاسی نقطہ نظر سے اب ہم عوامی سیاسی معاشرتی قوت کو بالائے طاق رکھ کر کوئی فریضہ سرانجام اور ادا ہی نہیں کر سکتے ۔ تو جناب والا ۔ اس سلسلے میں ہم نے مقامی سطح پر پروجیکٹ کی سطح پر یہ کمیٹیاں بنانے کا اعلان کیا ۔ آپ نے دیکھا ہو گا اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ ہم کمیٹیوں سے پورا پورا کام نہیں لے سکے ۔ باوجود اس کے جو کہ میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کمیٹیوں نے ہمارے انہیں ممبران اسمبلی نے ۔ اس ایوان کے رفقاء کار نے اپنی اپنی جگہ پر مقدور بھر باوجود مصروفیتوں کے اس پروگرام کو مکمل کرنے کی کوشش کی ہے اور واضح نتائج حاصل کئے ہیں لیکن مثالی نقطہ نظر سے جو کچھ ہونا چاہئے تھا اور جس طریقے سے ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو سکا ۔ اس لئے ہم نے اس پروگرام کے ذریعے کہ صرف فزیکل ٹارگٹ حاصل کرنے

ہیں بلکہ ہم نے لوگوں کی فکری اور نظریاتی تعلیم و تربیت کو بھی حاصل کرنا ہے۔ اس کی اخلاقی تربیت کا بندوبست کرنا ہے۔ ان میں میل ملاپ کی عادات کو منظم کرنا ہے۔ انہیں جمہوری روایات کا خوگر بنانا ہے کہ وہ کس طرح مل بیٹھیں اور اپنے مسائل کے متعلق غور و فکر کریں اور ان کو حل کرنے کے لئے کس طرح سے مشترکہ جدو جہد کریں۔ اس لئے یہ پروگرام محض فزیکل ٹارگیٹ مجوز کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہم نے ان کی جو خوابیدہ عظیم صلاحیتیں ہیں ان کو بیدار کرنا ہے اور اس طرح منظم کرنا ہے کہ وہ شعوری طور پر، فکری طور پر نظریاتی طور پر تعمیر نو میں لگ جائیں۔ اس لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ ہمارے لیے ترقیاتی پروگرام آخری امید ہے۔ اس لیے ہمیں directive دیتے تھے۔ لیکن مثالی نقطہ نظر سے ہم واضح نتائج حاصل نہیں کر سکے اس لیے کہ جب تک مقامی سطح پر منتخب قیادتیں وجود میں نہ آئیں تب تک اس تمام ترقیاتی پروگرام میں جو کہ ہماری پارٹی کے ان واضح مقاصد کی تکمیل کے لیے ناگزیر ہیں ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لیے وہ مقامی قیادتیں انتخابی طریق سے وجود میں لانے کے لیے ایک نہایت وسیع نظام کی ضرورت ہے۔ میں اس موقعہ پر یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر دشمن کے پاس کوئی قابل تعریف چیز ہو تو اس کا ذکر کیا جائے۔ ہندوستان پاکستان کے مقابلے میں پانچ چھ یا سات گنا بڑا ملک ہے۔ کتنے اس کے صوبے ہیں۔ کتنی نسلیں ہیں اور کتنی ہی اس کی زبانیں ہیں اور جہاں تک شملہ میں ان کے لیڈروں نے ہمیں بتایا کہ اکیس زبانیں ہیں۔ اکیس صوبائی زبانیں ہیں۔ ان کی lingua franca قومی زبان ایک ہی ہے لیکن صوبائی زبانیں اکیس ہیں۔ دوسرے تمام تضادات موجود ہیں اس کے باوجود اس قوم میں وحدت پائی جاتی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی کرنا چاہئے وہاں رشوت، بددیانتی، ہیرا پھیری، بے انصافیاں اور دوسری تمام خرابیاں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں سیاسی استحکام موجود ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ میں کنوانا چاہتا ہوں۔ اس کی دو وجوہ ہیں میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایک یہ کہ سیاسی تنظیموں کے وجود جو اصولوں کی بنیاد پر قائم

ہیں۔ دوسرے ان کا یہ عوامی نظام۔ مقامی حکومت کا عوامی نظام۔ وہاں ان کے لاکھوں دیہات میں ایک ایسا نظام ہے جس نے تمام قوم کو باندھ رکھا ہے۔ اس طریقے سے باندھ رکھا ہے کہ اب وہ اپنے معاملات میں مگن ہیں۔ وہ اپنے کام خود کرتے ہیں اور تعمیر نو کے سلسلے میں قومی تعمیر کے لیے جو ان کے فرائض ہیں وہ سرانجام دیتے ہیں اس کے لیے حکومت کی طرف سے ان کو تمام وسائل دئے جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔ سیکھنا چاہیے۔ ہم نے 25 سال ضائع کر دئے ہیں۔ ہم نے مختلف تجربات کیے ہیں اب پیپلز پارٹی نے، ہماری قیادت نے واضح خطوط متعین کر دیے ہیں اس لیے جناب والا باوجود دستوری بنیاد کے سپرٹ یہ ہے کہ مرکزی قیادت نے جو گائیڈ لائینز مہیا کر دی ہیں ایسا کیا جاتا ہے۔ باوجود اس کے ہم نے پروگرام چلائے ہیں اور عوام کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ مثالی نظام جس کا میں خود انچارج تھا وہ نہیں دے سکا۔ آج میں منت سے گزارش کروں گا کہ جہاں آپ میری خامیاں اور کوتاہیاں گنوائیں تو میں انہیں بسروچشم قبول کروں وہاں اس بات کا نوٹس ضرور لیں۔ جب یہ نظام ہماری پارٹی کی طرف سے قانونی صورت میں پاس کرنے کے لیے پیش کیا جائے اسے جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچایا جائے۔ جب بیوروکریسی۔ نوکرشاہی کی بالا دستی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں تو آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اگر جمہوری ادارے موجود نہ ہوں جو قدم قدم پر جواب دہ ہوں، گاؤں کی سطح پر، تحصیل کی سطح پر، ضلعی سطح پر مرکزی سطح پر تمام نوکر شاہی کو عوام کے سامنے جواب دہ بنائیں۔ جہاں عوام کی بالا دستی ہمیشہ واضح ہوتی رہے۔ اگر یہ بالا دستی نہ ہو تو پھر کیا ہوگا۔ اس عظیم مقامی حکومت کے نظام کے ذریعے عوام کی بالا دستی کو قائم کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ بیوروکریسی کی بالا دستی ختم ہو اور عوام اس سے نجات حاصل کر سکیں۔ اگر موجودہ نوکر شاہی کی جگہ خود ہوں جو نظریاتی [illegible] ہے۔ اعتقادی

لحاظ سے نوکر شاہی کا تسلط نہیں چاہتے اور اگر خود بھی ہوں اور یہ نظام موجودہ نہ ہو تو لازمی طور پر وہی کریں گے جو یہ کر رہے ہیں۔ اس لیے جو میونسپل کارپوریشن میں، ڈسٹرکٹ کونسلوں میں، ایڈمنسٹریٹر لگائے ہوئے ہیں اب ہمارے وہاں عوامی نمائندے موجود نہیں ہیں۔ اب ایڈمنیسٹریٹر لازمی طور پر ایک ملازم ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض سر انجام دیں گے۔ جب انجام دیں گے تو ہماری نظروں میں کھٹکیں گے۔ اس لیے اب مقامی قیادت جلد از جلد منتخب کرنی ہوگی اور پارٹی کے منشور کی روشنی میں واضح خطوط دینے ہوں گے۔ جناب والا۔ میں یہ نہیں کر سکا۔ یہ کوتاہی ہوئی ہے۔ اور میں اس کی معافی مانگتا ہوں لیکن میں اپنے ساتھی وزراء کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میں نے اس سلسلے میں ایک واضح ڈرافٹ جو کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ہدایت کے مطابق مرتب کیا گیا ان کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ جلد از جلد اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر دیں گے۔

اس کے علاوہ جناب اور بھی کئی لغزشیں ہوئی ہیں اور اگر اکثر و بیشتر بعض اوقات تلخ کلامی ہوئی ہو اور اس خوش مزاجی سے اپنے دوستوں کا جائز کہا نہ مانا ہو جو مجھے ماننا چاہیے تھا اس ایوان کے اندر یا باہر بھی تو اگر وہ مجھے اس سرزنش کے قابل ٹھہرائیں تو مجھے قبول ہے۔ جناب والا۔ اس کے علاوہ مجھ سے چند ایک اور بھی غلطیاں ہوئی ہیں اور سب سے بڑی غلطی جو میری پارٹی سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے نزدیک ناقابل معافی قرار دی جائے وہ یہ ہے کہ میں نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ character assassination کے عمل کو ترک کرنا چاہیے اور ہمیں حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ہمیں احترام آدمیت کے اسلامی اصول کو اپنانا چاہیے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نے جبر و تشدد ختم کرنا ہے۔ ہم جمہوری حقوق کی بازیابی کے مقدس فریضہ کو سر انجام دینا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کوئی بات ثابت نہ ہو جائے ہمیں کسی پر اتہام بازی نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں کسی کی ٹانگ نہیں کھینچنی چاہیے۔ ہمیں کسی کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے۔

جب ہمیں ان کی بے حرمتی کا اختیار نہیں ہے تو ہمیں کسی فرد بشر چاہے وہ ملازم ہو، خواہ وہ کوئی پبلک آدمی ہو خواہ حزب اختلاف کا ہو یا حزب اقتدار کا ہو اس کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارٹی کا منشور ہے ۔ یہ میری پارٹی کا مزاج ہے ۔ میری پارٹی وجود میں ہی اسی لیے آئی ہے ۔ جن قوتوں نے جنم لے رکھا تھا ۔ ایسی قوتیں قوم پر مسلط تھیں جس نے احترام آدمیت کو، عزت نفس کو چھین رکھا تھا میں ان قوتوں کی نشان دہی نہیں کرنا چاہتا ۔ میں نے بار ہا اس معزز ایوان کے سامنے نشان دہی کرتا رہا ہوں ۔ میں اس کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا لیکن ہماری پارٹی اس لیے وجود میں آئی تھی کہ ہم تمام انسانوں کی عزت نفس کو تحفظ دیتا ہے ۔ ہم نے احترام آدمیت کے اسلامی انسانی اصول کو اونچا کرنا ہے ۔ منوانا ہے اور عمل کرانا ہے ۔ چونکہ یہ میرا ایمان ہے ۔میرا دعویٰ ہے ۔ یہ پارٹی کا منشور ہے ۔ عمل ہے ۔ اصول ہے ۔ اس لیے جب میں کہتا رہا ہوں کہ میں اپنی پارٹی کی طرف سے بولتا رہا ہوں ۔ ہو سکتا ہے میرے کچھ ساتھی یہ کہیں کہ تم خود یہ کرتے رہو ۔ تو میں فرداً فرداً معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں اس وقت اجتماعی طور پر معذرت خواہ ہوں ۔ اسی سلسلے میں جناب والا ۔ میں عرض کرتا رہا ہوں کہ جو ہوس زر کے مرتکب ہوئے ہیں اس پارٹی کا وجود ان کے لیے مستقل خطرہ ہے ۔ اس لیے میں آج کہتا ہوں کہ یہ میرے الفاظ نہیں ہیں ۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہیں اور یہ پارٹی اور ان کی ذات کا دیا ہوا منشور ہے ۔ میں آج اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا مستقل عمل ہے جو باوجود اس کے کہ عمل نہیں کر سکے اور قوم کے سامنے نہیں لا سکے ۔ انہیں بے شمار مسائل اور مصائب کا سامنا تھا انہوں بے شمار مسائل حل کیے ہیں لیکن ان کا یہ فیصلہ ہے اور وہ بتا چکے ہیں کہ جب تک وہ اس معاشرے کے اندر سے ہوس زر کو قطعی طور پر ختم نہیں کر لیتے تب تک قوم ان لٹیروں سے نجات حاصل نہیں کر سکتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ الفاظ میرے اور میرے ساتھی وزرا کے نہیں ہیں ۔ یہ اس شخص کے

قول ہیں بلکہ اس کا مستقل موقف ہے جس پر بہت جلد لازمی طور پر عمل کریں گے۔ اس لیے جب میں کہتا تھا تو اس قول کے مطابق ، اس اصول کے مطابق ، پارٹی کے اصول کے مطابق کہتا تھا ۔ جناب والا ۔ شاید ان باتوں سے میرے دوستوں کو رنج پہنچا ہو ۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ چند روز پیشتر مجھے یہ بتایا گیا ۔ عام لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ۔ ہماری یہ بد بختی ہے ۔ تو یہ کہا گیا کہ کیونکہ اس شخص نے ایسی باتیں کی ہیں جن سے اچھے خاصے لوگ ناراض ہو گئے ہیں ۔ اچھے خاصے لوگ ۔ اچھے خاصے لوگ ناراض ہو گئے ہیں ۔ واقعی وہ اچھے خاصے ناراض ہو گئے ہوں گے ۔ ان کے پاس شاید ایسے ذرائع بھی ہوں کہ وہ بدگمانی پھیلا سکیں ۔ انتشار کی کیفیات پیدا کر سکیں یا character assassination کے مخصوص حربے استعمال کر سکیں ۔ شاید وہ ناراض ہو گئے ہوں لیکن اگر میری پارٹی مجھ سے خوش ہے اس لیے کہ میں نے وہی کہا کہ جو وہ چاہتے تھے اور میں نے وہی کہا کہ جو وہ خود کرتے ۔ تو مجھے ان کی ناراضگی کی پرواہ نہیں اور اسی طرح میری پارٹی کے کسی رکن کو اس کی پرواہ نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

غضب خدا اس بنا پر انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ۔ تو میں آپ کی اجازت سے نہایت تلخ حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ غلام مصطفیٰ کھر جن کی خواہش کے مطابق میں یہاں آیا ہوں ۔ وہ مجھ پر بے پناہ یقین اور اعتماد رکھتے تھے ۔ مجھے اس پر فخر ہے کہ مجھ پر اعتماد کیا گیا تھا اور میں تمام خامیوں سے پر ہوں ۔ تمام بشری کمزوریاں مجھ میں موجود ہیں لیکن ایک بات کا میں دعویٰ کر سکتا ہوں ۔ بلا خوف تردید دعویٰ کر سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ عہد ہے وہ ہر قیمت پر نبھاؤں گا ۔ میں کبھی عہد کو نہیں توڑتا اور کبھی اعتماد کو نہیں ٹھکراتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میرے لیے وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے لیکن میرا یہ بھی اخلاق ۔ دینی اور سیاسی فرض ہے کہ اگر سچی بات ہو ۔ تو اپنے بھائی کو

اور اپنے دوست کو کہہ دوں ۔ اس پر بڑے بڑے رنگ جائے گئے ۔ یہ سارا غلط تھا اور یہ مسئلہ ہے جس کا میں اب ذکر کر رہا ہوں کہ ہم ہوس زر کی قدر کو ختم کریں گے ۔ وہ ہوس زر کے مریدین تھے جنہوں نے اس میں لوٹا ہے ۔ کھایا ہے ۔ پیا ہے اور وہ اس معاشرتی مناصب پر فائز ہیں ان کے خلاف ہم کام کریں گے ۔ اس پر بھی اسی طرح کہا گیا کہ جیسے میں اس مقصد سے identify کرتا ہوں اور میرے ساتھی ۔ میرے بھائی جو مجھ سے کہیں زیادہ پہلے اس پارٹی کے لیے قربانیاں کرتے رہے ۔ نعوذ باللہ ان کا دوسرا مقصد ہے ۔ ہرگز ایسا نہیں ہے ۔ ہم ان کی شرارتوں کو کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔ یہ مجھے اس لیے کہنا پڑا کہ میری خامیوں کو گنواتے ہوئے اور character assassination کی مہم شروع کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کہ اچھے خاصے لوگ مجھ سے ناراض ہیں ۔ مجھے ایسے لوگوں کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اب میں اپنے ساتھی وزراء اور معزز رفقاء کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جن حالات میں کام کیا ہے انہوں نے ہمیشہ میری عزت کی ہے ۔ اچھے نام سے یاد کیا ہے ۔ کبھی میری کسی بات کو نہیں ٹھکرایا ۔ میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں جہاں بھی ہوں گا ان کی خدمت کے لیے حاضر رہوں گا ۔ جہاں تک معزز ایوان کے حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے دوستوں کا تعلق ہے وہ میرے محتسب تھے ۔ میرے ساتھی تھے ۔ میں ان کا تابع فرمان تھا ۔ اس کے لیے میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے ۔ اگر میں کسی سے تلخ بھی بولا تو انہوں نے میری باتوں کو نظر انداز کیا اور ہمیشہ مجھے معاف کیا ۔ میں ان کے اس احسان کو کبھی نہیں بھلاؤں گا اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ میں بحیثیت ادنیٰ کارکن کے ۔ بحیثیت ان کے ساتھی کے ہمیشہ ان کی خدمت کرتا رہوں گا ۔

جناب والا ۔ اس موقع پر میں اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اپنی طرف سے بلکہ میں اپنی پارٹی کے سارے ساتھیوں کی ترجمانی کر رہا ہوں گا کہ ہم نے پہلے روز سے اس اصول پر

اتفاق کیا تھا کہ ہم نے اس ایوان کو اب جمہوریت کی بقا اور جمہوریت کے تقدس کی بحالی کا ذریعہ بنا ہے ۔ اس سلسلے میں اکثر و بیشتر جب بھی کوئی چیز آئی اور اسے پیش کیا گیا کہ جو قابل قبول تھی تو جس خوش دلی سے ۔ جس فراخ دلی سے ۔ جس حقیقت پسندی سے میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے پارٹی کے موقف کو ۔ پارٹی کے اصول کو ۔ پارٹی کے پروگرام کو ۔ پارٹی کی تجاویز کو تدابیر کو قبول کیا اس کے لیے ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اور میں ان کی خدمت میں اپنی پارٹی کی طرف سے ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں فرداً فرداً بھی شکریہ ادا کروں گا لیکن اس موقع پر خاص طور پر اپنے ایک مہربان کا شکریہ ادا کرنے سے تو باز نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ اکثر میری جدائی اور فرقت میں بڑے پریشان ہوا کرتے تھے ۔ میاں خورشید انور صاحب کو میری کبھی دو دنوں کی بھی فرقت گوارہ نہیں ہوا کرتی تھی ۔ تو امید ہے کہ اب جب کہ میں مستقل طور پر ان سے جدا ہو رہا ہوں وہ یہ جدائی گوارہ کر لیں گے ۔ جناب والا ۔ میں چونکہ آپ کا ساتھی ہوں ۔ اس معزز ایوان کا فرد ہوں ۔ چونکہ میری پارٹی کے لیڈر نے مجھے ایک اعزاز بخشا ہے میں یہاں سے رخصت ہو رہوں ۔ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ اعزاز جو مجھے بخشا گیا ہے یہ ذاتی لحاظ سے میرے لیے نہایت ہی قابل فخر ہے لیکن اس ایوان کے قائد کو یہ اعزاز بخشا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ بھی قابل فخر ہے کہ مجھے اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کا سربراہ بنا کر بھیجا جا رہا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اس کا ذکر اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان مہربانوں کی چلائی ہوئی اس تحریک کی نوعیت کا بھی پتہ چل سکے کہ پارٹی کا لیڈر جس سے تمام طاقت مترشح ہوتی ہے وہ تو مجھے اقوام متحدہ میں یہ اعزاز دے کر بھیج رہے ہیں اور پروپیگنڈہ یہ کیا جاتا ہے کہ جیسے خدانخواستہ میں grace سے fall ہو رہا ہوں یا ان کی نظروں سے گر گیا ہوں ۔ بحرحال ۔ جناب والا ۔ میں

حزب اختلاف کے معزز اراکین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں جب سے مجھے یہ شرف بخشا گیا جو کردار ادا کیا ہے وہ نہایت ہی قابل فخر ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب جناب غلام مصطفیٰ کھر اس ایوان کے قائد بن کر تشریف لاتے ہیں تو ان کو بھی ان کا تعاون اسی طرح حاصل رہے گا۔

جناب والا ۔ میں آخر میں جناب کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ آپ نے کس طرح مجھ پر مہربانیاں فرمائیں اور کس طرح مجھے موقع بے موقع اپنی نوازشات سے نوازا اور میں یہ رسمی طور پر نہیں کہہ رہا۔ آپ نے مجھے project کرنے کے لیے یا میرا کام آسان بنانے کے لیے جو جو کچھ کیا اس کے لیے میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے اور آخر میں میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور لوکل گورنمنٹ نظام کے ایک وسیع لشکر کا انچارج تھا۔ اس کے علاوہ میرے ساتھی وزراء کے محکموں کے جتنے افسران تھے وہ بھی مجھ سے متعلق تھے۔ میں دیانت داری سے اس معزز ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس کو مد نظر رکھیں۔ اگر ہم اپنی پبلک سروس، اپنے پبلک سرونٹس پر اعتماد کریں گے، ان کا احترام کریں گے اور یہ تاثر دیں گے کہ ہم جو کچھ کریں گے، اصول کے مطابق کریں گے تو وہ بھی اسی طرح اپنے ملک، قوم اور عوام کے لیے خدمات سر انجام دیں گے جس طرح ہمیں اندازہ ہے کہ ہم انجام دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے ذاتی طور پر بحیثیت وزیر اعلیٰ جو جو تعاون حاصل رہا ہے، میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان کی خدمت میں شکریہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ کبھی کبھی تبادلہ، منسوخی تبادلہ کے جو چکر چلتے رہتے ہیں، اگر اس سے کوئی ایسی بات پیدا ہوئی ہو جس سے وہ یہ بات سوچنے پر مجبور ہوں کہ یہ عجیب لوگ ہیں، تو مجھے امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں در گزر فرمائیں گے۔

جناب والا ۔ میں آخر میں ایک بار پھر معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا

ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہ دعا فرمائیں کہ میں اپنے ان فرائض سے عہدہ برآ ہوں سکوں اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے میرے معزز صحافی ساتھیوں نے جو جو میری امداد کی ہے ، میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو مصروف رکھا اپنے دوسرے ساتھی وزرا کی طرح اور جس طرح میرے خیالات ، میرے احساسات اور میرے نام کو وہ ہمیشہ پروجیکٹ کرتے رہے میں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میں یہ خواہش رکھتا تھا کہ اقوام متحدہ سے واپسی کے بعد میں ایک ادنیٰ سیاسی کارکن کی حیثیت سے کام کروں ۔ مجھے اب یہ فخر ہے اور انتہائی خوشی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم نے میری اس خدمت کو جو کہ میں نے یہاں سر انجام دی ہے ، نہایت اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے اور میں اپنے نہایت ہی خیر خواہ دوستوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ بعض افترا پردازوں نے جتنی باتیں ان کے کانوں میں ڈالی ہیں وہ بالکل غلط ہیں ۔ میں خدا کے فضل و کرم سے اپنے لیڈر پر پورا پورا اعتماد رکھتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ مجھے دوستوں نے بالکل صحیح یاد دلایا ہے ۔ آخر میں میں جناب سیکرٹری صاحب اور ان کے تمام سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ، چونکہ میں رخصت ہو رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ 8 تاریخ کو ، یعنی کل جب میں اس ہاؤس کے تمام معزز ممبران کو send off دے رہا ہوں ، سارے ودست تشریف لائیں گے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں ایک عرض اور کرتا ہوں ۔ میں نے تمام پس منظر عرض کر دیا ہے ۔ لیکن پھر بھی ، جن کا ذکر میں نے اپنی گزارشات میں کیا ہے ، ان سے میں یہ کہہ سکتا ہوں :

تم بھی اچھے رقیب بھی اچھے
میں برا تھا ، میری گزر نہ ہوئی

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ جناب کو، اس ایوان کو اور اس ایوان سے باہر عوام کو یہ معلوم ہے کہ جہاں تک پیپلز پارٹی کا تعلق ہے، ہمارا فکر و نظر میں ان کے ساتھ شدید اختلاف موجود تھا، موجود ہے اور موجود رہے گا۔ آپ ایک پرانے سیاسی کارکن کی طرح پرانے سیاسی رہنما کی طرح اچھی طرح جانتے ہیں کہ میری مصیبت ہمیشہ یہ رہی ہے۔ کہ میں چڑھتے سورج کی پرستش نہیں کرتا، میں ہمیشہ ڈوبتے ہوئے سورج کی رعنائیوں کا شیدائی رہا ہوں۔ اب چونکہ ملک صاحب تشریف لے جا رہے ہیں، ان سے اگر گلے شکایت کی کوئی بات تھی بھی، کوئی اختلاف رائے تھا بھی، تو اس کا تذکرہ میں نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک قائد ایوان کے لیے، وہ صوبائی پارلیمنٹ ہو یا مرکزی پارلیمنٹ، جہاں بھی دنیا میں جمہوریت ہوگی، جو بھی ایوان کا قائد ہوگا، اس کے لیے چند ایک خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً وہ متحمل مزاج ہو، روادار ہو، بردبار ہو اور حقیقت پسندی سے کام لے۔ دوسرے یہ کہ وہ جذباتی نہ ہو اور معمولی معمولی باتوں پر اس کا رد عمل شدید نہ ہو، وہ ناراض نہ ہو جائے، اس کے جذبات بھڑک نہ اٹھیں۔ تیسرے یہ کہ ایوان کو متوازی رکھنے کے لیے حزب اختلاف کے ارکان کی نمائندگی کو وہ خوش دلی سے قبول کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب ملک معراج خالد صاحب ان تمام اوصاف سے متصف تھے۔ میں ذاتی طور پر بھی اور اپنی پارٹی کی طرف سے بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت رواداری کے ساتھ، نہایت ہی بردباری کے ساتھ نہایت ہی تحمل مزاجی کے ساتھ، نہایت ہی قابلیت اور صلاحیت کے ساتھ اس ایوان کی قیادت کی ہے اور ایک شریف النفس آدمی کی حیثیت سے شریف قیادت مہیا کی ہے۔ جناب والا۔ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے مقدور بھر عوامی زندگی کی تطہیر کی کوشش بھی کی اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق جتنا کچھ وہ کر سکتے تھے، انہوں نے کیا۔ لیکن اب چونکہ وہ جا رہے ہیں، اگر ان سے ہمیں کچھ شکایتیں تھیں تو اس کا تذکرہ اس وقت سے جا

ہو گا ۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں :

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست

تانہ پنداری کہ تنہا مے روی

اس ایوان کے نیک جذبات ، اس ایوان کی نیک تمنائیں اور میری پارٹی کی نیک خواہشات ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیں اپنا ساتھی اور مخلص پائیں گے اور اخلاص کے ساتھ ہم آپ کو روانہ کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید احمد ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر جناب ملک معراج خالد صاحب پنجاب کی تاریخ میں پہلے ایک عام اور غریب کارکن وزیر اعلیٰ تھے ۔ اس لیے پنجاب کی تاریخ میں ان کا ذکر ضرور آئے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ ملک صاحب کی اس سے بڑی عزت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس ایوان سے باعزت طور پر روانہ ہو رہے ہیں ۔ میرے خیال میں پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے اس سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ وزیر اعلیٰ نے جاتی دفعہ ایوان سے خطاب کیا ہو ۔ اس سے قبل یا تو وہ سوتے ہوئے فارغ کیے گئے یا سفر کرتے ہوئے فارغ کیے گئے اور یا وہ مر کر اس کرسی سے علیحدہ ہوئے ۔ ملک صاحب تو اس معاملے میں بڑے خوش قسمت ہیں ۔ ملک صاحب کی دیانت داری ، قابلیت اور ان کے تدبر کا میں ہمیشہ ہی معترف رہا ہوں ۔ اگر کوئی گلہ تھا تو وہ صرف یہ ہوا کرتا تھا کہ ملک صاحب بے اختیار ہیں ۔ ملک صاحب اگر بے اختیار تھے جیسا کہ سب دوستوں کو معلوم ہے تو اس میں ملک صاحب کا اتنا زیادہ قصور نہیں جتنا کہ برسراقتدار پارٹی کا خود قصور ہے ۔ کیونکہ اگر وہ جمہوری روایات پر واقعی ایمان رکھتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہاں جمہوری اقدار کو جلا بخشنی ہے ۔ ان کو تقویت پہنچانی ہے تو ملک صاحب کو ضرور

کچھ نہ کچھ اختیارات دیتے ۔ ملک صاحب اپنی نیک خواہشات کے باوجود پوری طرح اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔ ملک صاحب نے بڑے اچھے خیالات کا یہاں ہمیشہ ہی ذکر کیا ہے کہ وہ سماجی برائیوں کو سیاسی برائیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے ۔ کہ وہ اپنے دور اقتدار میں ایک مسئلہ بھی حل نہیں کر سکے اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان کی پارٹی کی بے رحم اکثریت پر ہے ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ میری پارٹی پر الزام ہے اس کا میں جواب دینا چاہتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ بالکل جواب دیں آپ کا اور کام ہی کیا ہے ۔

(قہقہہ)

Mirza Tahir Beg. Sir. the Hon'ble member has accused my party with certain allegations. I would like to tell him that there was no such restrictions. I would request the Hon'ble member through you Sir, that he should withdraw these words.

میاں خورشید انور ۔ یہ آپ کا کام تھا ۔ آپ کا حق ہے جو مرضی ہے کہہ لیں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ملک معراج خالد صاحب اب اقوام متحدہ میں تشریف لے جا رہے ہیں ۔ انہوں نے یہاں بار بار دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ شاید دوبارہ نہ مل سکیں ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اقوام متحدہ کا میلا دیکھنے کے بعد یہ یہاں آکر اپنی عادت کے مطابق ضرور چھوٹے موٹے میلوں کا انتظام کرتے رہیں گے ۔ اور ہماری ان سے ملاقات ہوتی رہے گی ۔ میں اپنے بھائی کا جو اعتراض انہوں نے اٹھایا ہے شکر گزار ہوں ۔ ان کا حق ہے وہ جواب دیں وہ ہمیشہ جواب دیا کرتے ہیں اور میں نے اپنی رائے دی ہے اور میں نے بڑے افسوس سے بات کی تھی بلکہ آپ کو رائے دی تھی کہ اگر ملک صاحب کے پاس اختیارات ہوتے تو وہ برائیاں دور کرنے میں ضرور کامیاب ہوتے ۔ ملک صاحب کے ساتھ آپ لوگوں نے تعاون نہیں کیا ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر آپ واقعی

اس میں یقین رکھتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کا بول بالا ہو جمہوریت پنپے تو آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ اپنے قائد ایوان کو کتنے اختیارات دیتے ہیں ۔ اگر آپ ان کو اختیارات دیں گے تب ہی وہ مسائل حل کر سکیں گے ورنہ اسی طرح سے وہ بے بسی سے آئے اور بے بسی میں چل دئے ۔ تو میرے خیال میں یہ آپ کے لیے بہت بڑا سبق ہے اگر آپ واقعی ایوان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آئندہ کے لیے اپنے اندر کوئی ڈسپلن پیدا کریں اور اپنے فیصلوں کا خود ہی احترام کرنا سیکھیں ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ ہمیں بھی بولنے کا موقع دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب تو مجھے لکھ کر اپنا نام دیا تھا اور کیونکہ میاں خورشید انور صاحب کا چیف منسٹر صاحب نے خاص طور پر اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا ۔ اس لیے میں نے انہیں چند الفاظ کہنے کی اجازت دے دی تھی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ابھی اور بہت سے دوست رہتے ہیں ۔ جو اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب جب بولتے ہیں تو سب کی نمائندگی ہو جاتی ہے ۔ مسٹر محمد حنیف رامے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب اگر رامے صاحب بولیں گے تو پھر تو ہم بھی بولیں گے ۔ ویسے جیسے آپ کی مرضی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو مشورے سے بات کرتا ہوں ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب سپیکر ۔ ہم ہاؤس کی طرف سے آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ آپ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو تقریر کا موقعہ دیں تاکہ وہ ان کا شکریہ ادا کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جیسے میاں خورشید انور صاحب نے فرمایا کہ یہ ان کی خوش نصیبی ہے کہ وہ پہلے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں جو باعزت طور پر جا رہے ہیں ورنہ اس سے پہلے یا سوئے ہیں فارغ ہوئے یا مر گئے اور یا پکڑے گئے اس طرح انہوں نے اقتدار چھوڑا ۔ جیسے ملک صاحب جا رہے ہیں ایسا کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے تو میری گزارش ہے کہ اگر ان کو اپنی پارٹی کا وقار عزیز ہے ۔ اپنا وقار عزیز ہے تو زیادہ سے زیادہ آپوزیشن کے ممبران کو بولنے کی اجازت دیں اور یہ ان کے نفع میں ہے کہ آپوزیشن کی طرف سے جتنا بھی ان کے کردار کو سراہا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے خان عبداللہ خان روکڑی صاحب کو بولنے کی اجازت دے دی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے مزاج کو دیکھتے ہوئے نہایت مختصراً عرض کروں گا کہ ملک صاحب ہمارے پرانے دوستوں میں سے ہیں اور ان دوستوں میں سے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں قوم کی مختلف طریقوں سے خدمت کی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ان کا مختصر سا وقت تھا انہوں نے اس وقت میں انتہائی نیک نیتی اور خوش اخلاقی سے جمہوری روایات کو قائم کرنے کی پوری کوشش کی ۔ جناب والا ۔ رہا یہ سوال کہ وہ جا رہے ہیں اور جیسے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ان کی پارٹی کا اپنا مسئلہ ہے اور وہ پارٹی جو مجارٹی میں ہے وہ جیسے سمجھے ۔ جس طریقے سے سمجھے جس کو وہ اپنا لیڈر سمجھے اسے مقرر کر دیتی ہے ۔ اس میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن مجھے تھوڑا سا اس بات میں ملک صاحب سے اختلاف ہے کہ انہوں نے بار بار اپنی پارٹی کا ذکر کیا ہے ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت وہ تمام ہاؤس کے متعلق روشنی ڈالتے ۔ تمام ہاؤس کے تعاون کا ذکر کرتے ۔ لیکن بہر صورت میں ان کی خدمت میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جہاں بھی جائیں سب سے پہلے اور خاص طور پر جس مقصد کے لیے جا رہے ہیں پارٹی سے بھی پہلے پاکستان کے

وقار کا اور پاکستان کے مفاد کا خیال رکھیں۔ اور وہاں پاکستان کے وفادار ہیں اور اس کے بعد پارٹی کے وفادار ہیں۔ میں اس بات پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ سردار امجد حمید خان دستی۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب چیف منسٹر ملک معراج خالد صاحب کی خدمات کا ذکر نہ کروں تو میری بہت بڑی کوتاہی ہوگی۔ اس ہاؤس میں اس ایوان میں اس گذشتہ الیکشن کی وجہ سے بہت سے نئے لوگ اس ایوان میں وارد ہوئے اور اس ایوان کی جو tradition تھی ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے کی بات سننے کی tradition وہ کسی حد تک قائم نہیں تھی۔ اور یہاں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کئے گئے کہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں۔ لیکن میں بڑی مسرت سے اور میں یہ فخر محسوس کرتا ہوں اگر میں یہ اعتراض کروں کہ ملک صاحب کی زبان سے کبھی کسی قسم کی تلخ نوائی کا میں نے ذکر نہیں سنا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وہ ہمیشہ یہاں صبر و سکون سے ہر ایک کا جواب دیتے رہے اور اگر کسی نے تلخ نوائی کی کوشش کی ہے اگر ذاتی طور پر ان کے خلاف کسی نے کچھ کیا ہے تو اس کو بھی انہوں نے درگزر کیا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے آدمی اس قسم کے بزرگ اس قسم کے دل و دماغ رکھنے والے اس قسم کے شریف النفس۔ بھلے مانس لوگ اس ملک میں ناپید ہوتے جارہے ہیں اور یہ ان لوگوں کی نشانی ہے جو اس ملک میں ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں یہ کوتاہی کرونگا اگر اس بات کا اعتراف نہ کروں کہ انہوں نے ہمیشہ اس ہاؤس میں اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے اور خصوصی طور پر جب بھی مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے کسی قسم کی بھی کوئی جائز گزارش ان کی

خدمت میں پیش کی تو انہوں نے سماعت فرمائے ہیں کبھی اس میں دیر نہیں لگائی ۔ اس لحاظ سے میں ذاتی طور پر ان کا مشکور ہوں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں مجھے یہ کہنا چاہیے کہ جہاں بھی جائیں جس مقام پر بھی رہیں وہ خوش رہیں با عزت رہیں اور ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار رہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ناصر علی بلوچ ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ میرے تمام بزرگوں اور فاضل دوستوں نے ملک معراج خالد صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا ہے میں انہی باتوں کا اعادہ نہیں کروں گا صرف اتنی گزارش کروں گا جیسا کہ جناب میاں خورشید انور صاحب نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی آدمی مر جاتا ہے یا چھوڑ جاتا ہے تو بعد میں یاد ضرور کیا جاتا ہے ۔ لیکن میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک صاحب کو پاکستان پیپلز پارٹی اور اپوزیشن کے اسمبلی کے ممبران علاوہ باہر کے آدمی بھی اچھے لفظوں سے یاد کریں گے ۔

جناب والا ۔ ان کے مستعفی ہو جانے سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے اسے حکومت بہتر سمجھتی ہے جیسا بھی کرے لیکن میں اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں اور ممبران اسمبلی تو ان کی تعریف کریں گے کیوں کہ ملک صاحب ان کے ساتھ ہمیشہ رہے ہیں اور زیادہ وقت اکٹھے گزارا ہے ۔ لیکن میں ان آدمیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو دیہاتی ہیں ۔ اور میرا صرف ملک صاحب سے ان کا غائبانہ تعارف ہے ۔ انہوں نے ملک صاحب کے استعفیٰ کو بہت محسوس کیا ہے ۔ بلکہ ان لوگوں نے بھی ملک صاحب کی بطور وزیر اعلیٰ کے ڈیڑھ سال کی دیانتداری سے خدمت کو بہت سراہا ۔ جو ملک صاحب کا حق ہے ۔

جناب والا ۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک صاحب نے ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کے علاوہ اپوزیشن کے ممبران سے قطعاً کوئی امتیاز روا نہیں رکھا ہے ۔ بلکہ جو بھی جائز کام لے کر گئے ہیں انہوں نے خندہ پیشانی سے مہربانی فرمائی ہے ۔

جناب والا ۔ میں ان کے لئے آئندہ بھی یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ انہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حنیف رامے ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ایسا لمحہ ہے جب ہمارے قائد ایوان رخصت ہو رہے ہیں اور اس موقع پر میں اپنے معزز ساتھیوں کی جانب سے خصوصاً حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین کی جانب سے ان کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ یہ ازل سے ایک دستور چلا آتا ہے کہ کچھ لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ۔ کچھ آنے والے جہاں ہوتے ہیں جناب والا ۔ وہاں کچھ انہیں یاد کرنے والے بھی ہوتے ہیں ملک صاحب جا رہے ہیں وہ جانے والے ہیں اور ہم یاد کرنے والے ہیں ۔ جناب والا ۔ ملک صاحب نے ایک شعر پڑھا تھا ۔ ایسے ہی مجھے بھی ایک شعر یاد آرہا ہے ۔

وہ جا بھی چکا کب کا وہ بھول چکا کب کا

دل ہے کہ فراغ کب تک دامن کو چھوڑائے ۔

ملک صاحب چلے جائیں گے شاید ہم بھول بھی جائیں لیکن اپنے دل کی کیفیت یہی ہے کہ وہ اپنا دامن چھڑاتے رہیں گے ۔ ملک صاحب ہمارے ساتھ یہاں رہے ملک صاحب اس سے پہلے مرکز میں رہے اور میں یہ سمجھتا ہوں ملک صاحب کی تقدیر میں لکھا ہے کہ وہ جہاں بھی رہیں گے اور وہ ہمارے ساتھ رہیں گے ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم بھی اور ہمارا دل بھی ان کے ساتھ رہے گا ۔ خدا کرے کہ وہ جہاں بھی تشریف لے جائیں خوش رہیں اور وہاں مفید سے مفید تر کام کر سکیں ۔ ہم اس موقع پر خاص طور پر اعتراف کرتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی سطح پر اراکین جو آج اس ایوان میں بیٹھے ہیں اور جنہوں نے یقیناً ان کی قیادت میں یہاں بہت کام کیا ہے اور بہت contribute کیا ہے جب اس معزز ایوان کی ابتدا ہوئی تو وہ سب مقتدی تھے ۔ وہ سب لو وارد تھے پہلی

مرتبہ پارلیمانی زندگی میں داخل ہو رہے تھے ۔ ملک صاحب نے اس ایوان کی قیادت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی قیادت کے دوران میں انہوں نے اپنی مشعل سے تحمل اور رواداری کی ایک شمع روشن کی ہے انہوں نے جمہوری اداروں کو چلانے کے لئے بنیادی جمہوری اداروں میں اپنی مشعل سے اپنی مثال قائم کی ہے جس نے کہ ہم تمام دوستوں نے بہت کچھ سیکھا ہے ۔ اب جب کہ وہ رخصت ہو رہے ہیں یقیناً ہم انہیں یہ یقین دلاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں اور صدق دل سے ان کے ساتھ یہ عہد کرتے ہیں کہ اس ایوان میں جمہوریت ۔ تحمل ۔ اور رواداری کی جو شمع انہوں نے روشن کی ہے ہم اس کو اپنے خون جگر سے زندہ و تابندہ رکھیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں اس موقع پر اپنے قائد ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی مثال سے ہمیں یہ سیکھایا ہے ۔ کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسے شفقت کی جاتی ہے ۔ لیکن ہمیں بھی ایک بات پر فخر ہے کہ جہاں انہوں نے ہمارے ساتھ شفقت کی وہاں ہم نے بھی صدق دل سے ہمیشہ ان کا احترام کیا اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں ۔ کہ یہ بھی ایک روایت اور علامت کی بات ہے اور آئندہ بھی جو قائد ایوان یہاں تشریف لائیں گے ہم انہیں بھی اسی طرح عقیدت ۔ احترام ۔ اور تعاون کا یقین دلاتے رہیں گے ۔

جناب والا ۔ جب اس معزز ایوان میں پہلی مرتبہ کئی برسوں کے

بعد جمہوریت کا چراغ روشن ہوا تھا تو کسی کو بھی یہ خدشہ لاحق ہو سکتا تھا کہ جانے اس ملک میں اتنے برسوں کی آمریت کے بعد اب جمہوریت آئی ہے کیسے چلے گی ۔ پنپ سکے گی یا نہیں پنپ سکے گی لیکن آج ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس تمام مشکل دور میں ملک معراج خالد صاحب نے اپنی مثال سے اور اپنی قیادت سے اس جمہوریت کے ادارے کو استحکام بخشا ہے ۔ اور جس قدر ہم اس ادارہ کو آئندہ استحکام بخشیں گے ۔ جناب والا ۔ وہی سچے معنوں میں جناب معراج خالد صاحب کو خراج عقیدت ہوگا اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس معزز ایوان کو مستحکم بنا کر ۔ ہم جمہوریت کی جڑوں کو گہری کرکے ۔ ہم ان کو آبیار کرکے ۔ ان کو اپنے خون اور پسینہ سے سیراب کرتے ہوئے ہمیشہ ملک معراج خالد صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کی دونوں جانب سے جتنے اچھے الفاظ کا اظہار کیا گیا ہے میں بھی ان میں شامل ہوں ۔ مجھے اس بات کا اظہار کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ ملک معراج خالد صاحب ، وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبائی اسمبلی کی جمہوری اقدار کو قائم رکھنے اور اس کو فروغ دینے میں ہمیشہ ہماری مدد کی ۔ مجھ سے تعاون کیا اور ہماری اکثر اوقات راہنمائی کی ۔ اب آپ مجلس اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے رہنما بن کر جا رہے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر معمولی اور منفرد اعزاز ہے ۔ سب میرے ساتھ اس دعا میں شامل ہوں گے کہ اسلام کی سربلندی ، پاکستان کی عظمت اور قومی وقار کے حصول میں وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے ۔ (آمین) ۔

اب ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ وقفہ جانے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کار روائی وقفہ جانے کے لئے ملتوی ہو گئی)۔

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ کارروائی شروع کی جائے میں یہ اطلاع دینی چاہتا ہوں کہ جو ممبران ایوان میں موجود ہیں ان میں اکثر نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ ہمیں send off دے رہے ہیں۔ تو ہمیں بھی انہیں جوابی پارٹی دینی چاہیے۔ لہذا میں نے تین معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی ہے جو اس کا سارا انتظام کرے گی۔ اس کمیٹی میں میاں مصطفےٰ ظفر قریشی۔ مسٹر محمد حنیف نارو اور مخدوم صاحب شامل ہیں۔

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 78 بابت 1973ء)

وزیر مخزانہ ۔ جناب والا۔ میں نے دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (امنڈمنٹ) بل 1973ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (امنڈ منٹ) بل 1973ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے

جو 26 نومبر 1973ء تک اس کی رپورٹ پیش کرے گی۔

اب ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 8 نومبر 1973ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے تک ملتوی ہو گیا)۔

——:o:——

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

جمعرات ۔ 8 نومبر 1973ء

(پنجشنبہ ۔ 12 شوال 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پ ۲۴ ۔ س ۳۹ ۔ رکوع ۵ ۔ ایات ۷۳ تا ۷۵

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ان کو گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کا داروغہ ان سے کہے گا کہ تم پر سلام "تم لوگ بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ"۔

وہ لوگ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دکھایا۔ اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت کے اندر جس مکان میں چاہیں رہیں تو (دیکھا) اچھے کام کرنے والوں کا بدلا بھی کتنا خوب ہے۔

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے اردگرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

نیشنل بنک آف پاکستان کا ٹی۔بی ایسوسی ایشن پنجاب کو رقم ادا نہ کرنا

*3193 ۔ چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹی۔بی ایسوسی ایشن پنجاب کا تقریباً 2 لاکھ روپیہ نیشنل بنک آف پاکستان میں ہے جس کی ادائیگی تاحال مذکورہ ایسوسی ایشن کو نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ رقم کی ادائیگی کے لیے کوئی حکم جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ قیام پاکستان سے قبل پنجاب ٹیوبر کلوسس ایسوسی ایشن کے نام امپیرئیل بنک آف انڈیا میں 2,0,6000 روپے جمع تھے ۔ مارچ 1947ء میں ایک قرارداد کے ذریعے یہ رقم مغربی پنجاب(پاکستان اور مشرقی پنجاب (بھارت) کے علاقوں میں آبادی کے تناسب سے تقسیم کرنے کی سفارش کی گئی سی اثناء میں پاکستان کا قیام معرض وجود میں آ گیا ۔ اور یہ کل رقم دشمن کی املاک کی ضمن میں سٹیٹ بنک آف پاکستان میں منتقل ہو چکی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا رقم کے حصول کے لیے حکومت پاکستان اور بنک دولت پاکستان سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہوگا ۔ اور محکمہ خزانہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی کرے گا ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ٹی۔بی۔ایسوسی ایشن پنجاب ایک فلاحی ادارہ ہے تو محکمہ خزانہ اس کی کوئی امداد کرے گا تاکہ یہ رقم انہیں مل جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ کا مطلب ہے کہ اس رقم کو واپس لینے کے لیے محکمہ خزانہ ان کی امداد کرے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جی ہاں ۔ اس رقم کی واپسی کے لیے امداد کرے کیونکہ یہ رقم پنجاب ٹی۔بی ایسوسی ایشن کی ہے اور اس کا successor جو ہے اس نے یہ رقم لینی ہے ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ محکمہ خزانہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی کرے گا ۔ تو کیا محکمہ خزانہ واپسی کے لیے کوئی امداد کرے گا ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ ویسے پنجاب ٹی۔بی ایسوسی ایشن کا کوئی legally successor نہیں ہے اور قانونی طور پر اس کو successor نہیں مانا گیا ۔ محکمہ خزانہ کوشش کر رہا ہے کہ یہ پیسے جو سٹیٹ بنک آف پاکستان میں ہیں اس ایسوسی ایشن کو دلائے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب تمام سوالات کے جوابات موصول ہو چکے ہیں ؟

سرگودھا شہر میں محکمہ آبکاری و محصولات کی عمارتوں کی تعمیر

*3868 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) قیام پاکستان سے اب تک سرگودھا شہر میں محکمہ آبکاری و محصولات کے ضلعی و ڈویژنل دفاتر کے لیے کس قدر زر کرایہ ادا کیا گیا نیز اس وقت کس قدر سالانہ کرایہ ادا کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ دفاتر کے لیے اپنی عمارتیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔

(الف) قیام پاکستان سے مارچ 1973ء تک ضلعی دفتر آبکاری سرگودھا نے مختلف شرحوں پر مبلغ سینتالیس ہزار نو سو پچاس روپیہ (47,985) اور ڈویژنل میں مئی 1962ء سے مبلغ انچاس ہزار ایک سو پینسٹھ روپیہ (49,165 روپیہ) بطور کرایہ ادا کیے ہیں ان دنوں ضلعی دفتر کا سالانہ کرایہ مبلغ پانچ ہزار چار سو روپیہ (5,400 روپیہ) ہے اور ڈویژنل دفتر کا مئی 1962ء سے مبلغ پانچ ہزار سات سو چھیانوے روپیہ (5,796 روپیہ) ہے ۔

(ب) اس سال ضلعی دفتر کی تعمیر کے لیے مبلغ تین لاکھ روپیہ (3,00,000 روپیہ) کی منظوری دی گئی ہے ۔ ڈویژنل دفتر کی تعمیر کے لیے ابھی کوئی پروگرام وضع نہیں ہوا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ پنجاب میں سینماؤں کی ٹکٹوں پر عائد شدہ ٹیکس

*3992 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں سینما کی ٹکٹوں پر عائد شدہ ٹیکس سے سال 72-1971ء اور 73-1972ء میں ضلع وار سالانہ کتنی آمدنی ہوئی ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) مطلوبہ کوائف حسب ذیل ہیں ۔

نام ضلع	مطلوبہ آمدنی ٹیکس برائے سال 72-1971ء	مطلوبہ آمدنی ٹیکس برائے سال 73-1972ء
	(روپوں میں)	(روپوں میں)
لاہور	1,69,27,767 (ایک کروڑ انہتر لاکھ ستائیس ہزار سات سو سرسٹھ)	1,93,58,429 (ایک کروڑ ترانوے لاکھ اٹھاون ہزار چار سو انتیس)

سیالکوٹ	11,78,632 (گیارہ لاکھ اٹھہتر ہزار چھ سو اکتیس)	12,29,303 (بارہ لاکھ انتیس ہزار تین سو تین)
گوجرانوالہ	17,57,009 (سترہ لاکھ ستاون ہزار نو)	20,65,796 بیس لاکھ پینسٹھ ہزار سات سو چھیانوے
شیخوپورہ	4,00,429 (چار لاکھ چار سو انتیس)	5,99,637 (پانچ لاکھ ننانوے ہزار چھ سو سینتیس)
راولپنڈی	34,36,179 (چونتیس لاکھ چھتیس ہزار ایک سو نواسی)	39,02,991 (انتالیس لاکھ دو ہزار نو سو اکیانوے)
جہلم	3,82,540 (تین لاکھ بیاسی ہزار پانچ سو چالیس)	4,07,756 (چار لاکھ سات ہزار سات سو چھپن)
گجرات	5,19,293 (پانچ لاکھ انیس ہزار دو سو ترانوے)	5,52,533 (پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو تینتیس)
کیمبلپور	94,196 (چورانوے ہزار ایک سو چھیانوے)	65,172 (پینسٹھ ہزار ایک سو بہتر)
سرگودھا	13,63,231 (تیرہ لاکھ تریسٹھ ہزار دو سو اکتیس)	14,08,428 (چودہ لاکھ آٹھ ہزار چار سو اٹھائس)
لائل پور	42,25,777 (بیالیس لاکھ پچیس ہزار سات سو ستتر)	43,97,730 (تینتالیس لاکھ ستانوے ہزار سات سو تیس)
جھنگ	3,81,326 (تین لاکھ اکیاسی ہزار تین سو چھبیس)	4,70,064 (چار لاکھ ستر ہزار چونسٹھ)
میانوالی	1,06,882 (ایک لاکھ چھ ہزار آٹھ سو بیاسی)	1,23,035 (ایک لاکھ تیئیس ہزار پینتیس)
ملتان	45,68,626 (پینتالیس لاکھ اڑسٹھ ہزار چھ سو چھبیس)	52,8,809 (باون لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو نو)
ساہیوال	20,29,321 (بیس لاکھ انتیس ہزار تین سو اکیس)	20,76,190 (بیس لاکھ چھہتر ہزار ایک سو نوے)

مظفر گڑھ	17,79,324 (سترہ لاکھ نواسی ہزار تین سو چوبیس)	2,01,092 (دو لاکھ ایک ہزار بانوے)
ڈیرہ غازی خان	3,41,229 (تین لاکھ اکتالیس ہزار دو سو انتیس)	3,89,568 (تین لاکھ انانوے ہزار پانچ سو ارسٹھ)
بہاولپور	4,86,641 (چار لاکھ چھیاسی ہزار چھ سو اکتالیس)	5,23,705 (پانچ لاکھ تیئیس ہزار سات سو پانچ)
بہاولنگر	2,21,877 (دو لاکھ اکیس ہزار آٹھ سو ستتر)	2,72,500 (دو لاکھ بہتر ہزار پانچ سو)
رحیم یار خان	6,72,237 (چھ لاکھ بہتر ہزار دو سو سینتیس)	6,92,050 (چھ لاکھ بانوے ہزار پچاس)
میزان	4,08,72,515 (چار کروڑ آٹھ لاکھ بہتر ہزار پانچ سو پندرہ)	4,39,56,088 (چار کروڑ انتالیس لاکھ چھپن ہزار اٹھاسی)

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ جو اضافہ سال 72—1971ء اور 73—1972ء میں ہوا ہے ۔ کیا اس میں کوئی ریٹ کا فرق پڑا ہے یا ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے یا آمدنی زیادہ ہوئی ہے یا لوگوں نے سینما زیادہ دیکھا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ٹیکس بڑھایا نہیں گیا تھا بلکہ ٹیکس پچھلے سال تھوڑا سا rationalize کیا گیا تھا اور ٹیکس وصول کرنے کے لیے نفاذ کو بہتر کیا گیا اس وجہ سے زیادہ پیسے وصول ہوئے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف وزیر خزانہ کی بجائے اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ پنجاب 19 اضلاع میں سے 18 اضلاع کا ٹیکس 72—1971ء اور 73—1972 میں بڑھا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کا تقریباً 17 لاکھ سے کم ہو کر 2 لاکھ پر آ گیا یعنی مظفر گڑھ کا 15 لاکھ پہلے کی نسبت کم ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ اس کے لیے الگ سوال درکار ہے ۔ ویسے اس کی کوئی پر اسرار وجہ نہیں ہے ۔

صوبائی محکموں کے لیے رقم کی تخصیص

*3997—چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبائی حکومت نے مندرجہ ذیل محکموں پر سالانہ کتنا خرچ سال 72—1971ء اور 73—1972ء میں کیا :

1— انسداد ملیریا

2— انسداد تپ دق

3— خاندانی منصوبہ بندی (پاپولیشن) پلاننگ بورڈ

4— محکمہ سوشل ویلفیئر

(ب) سال 74—1973 میں ان محکموں کے لیے کس قدر رقم فراہم کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ۔

	خرچہ برائے سال 72—1971	خرچہ برائے سال 73—1972
1 ۔ انسداد ملیریا ۔	1,22,79,903-99 روپے (ایک کروڑ ۔ بائیس لاکھ ۔ نواسی ہزار ۔ نو سو تین اور ننانوے پیسہ صرف)	1,47,59,353-07 روپے (ایک کروڑ ۔ سینتالیس لاکھ ۔ انسٹھ ہزار ۔ تین سو ترپن اور سات پیسہ صرف)
2 ۔ انسداد تپ دق ۔	33,61,318-00 روپے (تیتیس لاکھ ۔ اکسٹھ ہزار ۔ تین سو اٹھارہ صرف)	32,84,158-00 روپے (بتیس لاکھ ۔ چوراسی ہزار ۔ آٹھ سو اٹھاون)

3 ۔ خاندانی منصوبہ بندی (پاپولیشن) پلاننگ بورڈ ۔

1,53,58,942-00 روپے (ایک کروڑ ۔ ترپن لاکھ ۔ اٹھاون ہزار ۔ نوسو بیالیس صرف)

1,67,56,790-00 روپے (ایک کروڑ ۔ ستاسٹھ لاکھ ۔ چھپن ہزار ۔ سات نوے صرف)

4 ۔ محکمہ سوشل ویلفیر ۔

33,30,000-00 روپے (تیتیس لاکھ ۔ تیس ہزار ۔ صرف)

63,46,000-00 روپے تریسٹھ لاکھ ۔ چھیالیس ہزار ۔ صرف)

(ب) سال رواں 74—1973ء میں ان محکمہ جات کے لیے مندرجہ ذیل رقم فراہم کی گئی ہے ۔

1 ۔ انسداد ملیریا ۔ 1,85,00-000-00 روپے (ایک کروڑ ۔ پچاسی لاکھ صرف) ۔

2 ۔ انسداد تپ دق ۔ 46,67,517-00 روپے (چھیالیس لاکھ ۔ ستاسٹھ ہزار پانچ سو سترہ صرف)

3 ۔ خاندانی منصوبہ بندی (پاپولیشن) پلاننگ بورڈ ۔

اس محکمہ کے لیے حکومت پنجاب نے سال رواں 74—1973ء میں کوئی رقم فراہم نہیں کی ہے چونکہ یہ محکمہ حکومت پاکستان نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔

4 ۔ محکمہ سوشل ویلفیر ۔ 74,46,000-00 روپے (چوہتر لاکھ ۔ چھیالیس ہزار صرف)

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انسداد ملیریا پر ایک کروڑ 85 لاکھ روپے صرف کیا جا رہا ہے اور انسداد تپدق پر 46 لاکھ روپے صرف کیے جا رہے ہیں ۔ پچھلی دفعہ بھی وزیر خزانہ کی جگہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے جوابات دیے تھے ۔ کیا ڈاکٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ فرق کیوں ہے اور کیا اس فرق کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو محکمہ متعلقہ ہی بتا سکتا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا آپ دق پر زیادہ رقم خرچ کرنے پر غور کریں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کب تک ؟

وزیر تعلیم ۔ میں آپ کے جذبات محکمہ متعلقہ اور وزیر صاحب کو پہنچا دوں گا ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری محمد اکرم چیمہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اکرم چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں بوجہ بیماری ریوٹیو کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ 8 اگست 1973ء میں شریک نہیں ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ناصر علی خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> گزارش ہے کہ بندہ 2 نومبر 1973ء کو ریونیو کمیٹی کی میٹنگ میں شریک نہ ہو سکا کیونکہ صدر پاکستان لائل پور تشریف لے آئے تھے ۔

مہربانی فرما کر 2-11-73 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ میری ایک تحریک التواء پنڈنگ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اسی مضمون کی مرزا فضل حق صاحب کی بھی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم تحریک التوائے کار پر کام شروع کریں میں ہاؤس کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ کل ایوان نے فیصلہ کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو ڈنر دینا ہے تو یہ کل ساڑھے سات بجے اسمبلی چیمبر کے لان میں ہوگا۔ اس میں تمام اسمبلی کے ممبران بیس بیس روپے دیں گے۔ اگر وہ چاہیں تو نقد دے سکتے ہیں یا وہ اپنے الاؤنس سے منہا کرا دیں۔

صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم فارم ختم ہونے کے باعث دعویداروں کو شدید دشواری کا سامنا

مسٹر سپیکر۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 26 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم کے فارم ختم ہو گئے ہیں اور دعویداروں کو شدید دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حال ہی میں محکمہ مالیات نے زرعی یونٹ کا نقد معاوضہ دینے کا اعلان کیا تھا اور 27 اکتوبر

کلیم جمع کرانے کی آخری تاریخ مقرر کی تھی مگر 25 اکتوبر کو نیشنل بنک میں کلیم فارم ختم ہونے کی اطلاع ملی ہے اور اس طرح ہزاروں دعویدار کلیم فارم جمع کرنے سے محروم ہو جائیں گے۔ دعویدار از حد متفکر ہیں اگر تاریخ میعاد میں توسیع نہ ہوئی تو دعویداروں میں شدید قسم کا اضطراب و ہیجان پایا جائے گا۔

اسی مضمون کی مرزا فضل حق کی بھی ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم فارم ختم ہونے کے باعث دعویداروں کو شدید دشواری کا سامنا

مسٹر سپیکر۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 26 اکتوبر 1973ء کے مطابق زرعی یونٹ کلیم کے فارم ختم ہونے کی وجہ سے ہزاروں افراد دعاوی جمع نہ کرا سکے۔ اخبار کے مطابق محکمہ بحالیات نے زرعی یونٹ کا نقد معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا تھا کلیم جمع کرانے کی آخری تاریخ 27 اکتوبر تھی۔ مگر نیشنل بنک سے 25 اکتوبر کو ہی کلیم فارم ختم ہو گئے تھے جس میں ہزاروں آدمی کلیم جمع نہیں کرا سکے لہذا انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ آخری تاریخ میں توسیع کر دی جائے۔

اب سید تابش الوری کی تحریک التواء جو اسی مضمون کی ہے پیش کی جاتی ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں زرعی یونٹ کے کلیم فارم ختم ہونے کے باعث دعویداروں کو شدید دشواری کا سامنا

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت

نے متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ بند کر دی ہے اور بقایا زرعی شہری و دیہی کلیموں کے نقد معاوضے کی اسکیم کا اعلان کیا ہے لیکن اس مقصد کے لیے فارم داخل کرنے کی جو میعاد مقرر کی گئی تھی وہ ختم ہو گئی ہے اور ہزاروں مہاجرین اسکیم کی ناکافی تشہیر اور فارموں کی عدم دستیابی کے باعث بر وقت فارم داخل نہیں کر سکتے ۔ یہ وہ بدقسمت اور مظلوم لوگ ہیں جو رشوت یا سفارش رکھنے کے باعث کلیموں کے عوض زمین حاصل نہیں کر سکے اور اب سرے سے کلیمز کے حقیر نقد معاوضے سے بھی محروم ہونے کے اندیشے سے دوچار ہیں جس سے ان میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر قانون و بحالیات ۔ جناب والا ۔ جیسے کہ اس معزز ایوان کے فاضل اراکین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ محکمہ سیٹلمنٹ اینڈ ریہیبلیٹیشن کا جو کام تصفیہ طلب تھا اور جو گذشتہ 26 سال میں سمیٹا نہیں جا سکا عوامی حکومت کے وعدوں میں سے ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ جہاں ہم زندگی کے دوسرے شعبوں میں نمایاں تبدیلی واقع کریں گے وہاں اس کام کو جو ماضی کی نااہل قیادتوں کی وجہ سے التوا میں رکھا گیا اور چند وجوہات کی بنا پر رکھا گیا ۔ ہم ان تمام کاموں کو عوام کے وسیع تر مفاد میں ختم کریں گے تاکہ مزید کسی قسم کی دھاندلی کا شائبہ باقی نہ رہے ۔ جناب والا ۔ کلیمز کا کاروبار نہ صرف صوبہ پنجاب میں بلکہ پورے ملک میں وسیع پیمانے پر جاری رہا ۔ وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بارہا احکامات جاری کیے کہ محکمہ کی کارکردگی پر گہری نظر رکھی جائے ۔ پراگریس رپورٹس منگوائی جائیں اور اس محکمہ کو ختم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ہوا یہ کہ بوگس الاٹمنٹوں کے سلسلے کو ماضی کی سیاسی قیادتوں نے سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا اور اس کو تو سیاسی رشوت کا ذریعہ بنایا ۔ Racketeers کا پورا جال صوبہ پنجاب میں پھیلا ہوا تھا ۔ جہاں وزیراعظم کے یہ احکامات تھے کہ اس محکمہ کو ختم کیا جائے وہاں یہ احکامات بھی تھے کہ ناجائز الاٹمنٹوں کو منسوخ کیا جائے اور اس سلسلے میں صوبہ پنجاب میں گورنر جناب غلام مصطفےٰ کھر نے واضح احکامات دیئے اور صوبائی سطح پر اور ضلعی

سطح پر کمیٹیاں بنا دی گئیں۔ تو یہ دونوں کام ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ کام جس کے لیے محکمہ کو وقت درکار ہے وہ لیا جائے۔ لیکن اگر وقت بڑھایا جاتا رہا تو محکمہ ختم نہیں ہو سکے گا۔ تو ان کاموں کی طرف توجہ دی گئی۔ جناب والا۔ یہ حکم وفاقی حکومت کی طرف سے ایک مراسلہ کے ذریعے سے مورخہ 15-6-73 کو ملا کہ اس تمام کام کو 31-12-73 تک ختم کر دیا جائے۔ اس مراسلہ کی تعمیل میں مورخہ 13-8-73 کو بذریعہ نوٹیفیکیشن شہری اور دیہاتی جائدادوں کے تصفیہ کے لیے فارم طلب کیے گئے جن کی تاریخ ادخال 12 اکتوبر 1973ء مقرر کی گئی۔ لیکن اس کے بعد اسے بڑھا کر 27 اکتوبر 1973ء آخری تاریخ مقرر کی گئی۔ اس میں زرعی جائداد کے تصفیے کے لیے فاضل ارکان نے خصوصاً میاں منظور احمد موہل نے اپنی تحریک التوا میں جو تحریر فرمایا ہے کہ 25 تاریخ کو نیشنل بنک کی برانچوں میں کوئی فارم نہیں مل سکا تھا تو یہ تحریک التوا بالکل غلط ہے کیونکہ انہیں خود یہ معلوم نہیں کہ زرعی اراضیات کے لیے جو آخری تاریخ مقرر کی گئی تھی وہ 18 اکتوبر 27 تاریخ تو شہری جائدادوں کے لیے بڑھائی گئی تھی لیکن زرعی اراضیات کے لیے آخری تاریخ 18 اکتوبر تھی۔ تو اگر یہ فارم 25 اکتوبر کو مہیا نہیں ہوئے تو اس لیے کہ 18 تاریخ کو رجسٹر سیل کر دیئے گئے اور تمام ریکارڈ محفوظ کر دیا گیا۔ اس لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ 18 اور 27 کے درمیانی عرصے میں نیشنل بنک سے فارم مہیا کیے جائیں۔

اسی سلسلہ میں تقریباً 50 ہزار فارم نیشنل بنک کی تحصیل برانچوں کو مہیا کیے گئے اور بنک کی برانچوں میں خاص عملہ تعینات کیا گیا تاکہ کوئی دعویدار رہ نہ جائے۔ اب ہمارے سامنے دو باتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ کوئی جائز دعویدار ایسا رہ گیا ہے جس کا کلیم adjust کیا جانا لازمی ہے اور کوئی مشکل پیش آنے والا کیس رہ نہ جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسے دعویدار جو 26 سال میں اپنے کلیم ایڈجسٹ نہیں کرا سکے اس کی کیا وجوہات تھیں۔ ایک وجہ فاضل وکلاء نے بتائی کہ شاید ان کے پاس وسائل نہیں تھے۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے لیکن دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو وسیع پیمانے پر جائز کلیموں

کا کاروبار ہوا کرتا تھا ۔ وہ کاروبار کہ جو Racketeers سے تعلق رکھتا تھا کہیں یہ تو نہیں ہے کہ وہ نقد معاوضہ حاصل کرنے کے لیے نیا ڈھونگ رچا رہے ہوں ۔ دونوں باتوں کو مد نظر رکھنا تھا ۔ میں نے وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور کوشش کی کہ تاریخ بڑھا دی جائے ۔ میں نے دو تین روز پہلے وفاقی وزیر محنت جناب محمد حنیف سے بھی رابطہ قائم کیا ۔ ان کا خیال تھا کہ صوبہ میں بوگس کلیموں کا کاروبار کرنے والا گروہ موجود ہے ۔ اگر آپ تاریخ بڑھاتے جائیں گے تو پھر وزیر اعظم کا جو فیصلہ ہے کہ اس کام کو 31-12-73 تک ختم کرنا ہے وہ پورا نہیں ہوگا اور پھر یہ کام جاری رہے گا ۔ تو مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ صوبہ میں تاریخ نہ بڑھائی جائے لیکن اس کے باوجود دعویدار میرے پاس آتے رہے ۔ میں سمجھتا تھا کہ شاید مشکل پیش آنے والے کیس ہوں گے تو انہیں تحفظ دینا ہمارا فرض ہے ۔ تو اب یہ مسئلہ صوبائی کابینہ کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اگر انہوں نے فیصلہ دے دیا تو تاریخ بڑھائی جا سکتی ہے نہیں تو شہری اور دیہاتی دونوں کی تاریخ ختم ہو گئی ہے اور فی الحال ان کے فارم جمع نہیں کیے جا سکتے کیونکہ ریکارڈ کو سیل کر دیا گیا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں وزیر بحالیات کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ وہ بدقسمت مہاجر جو آج تک الاٹمنٹ حاصل نہیں کر سکے ۔ جن کے پاس نہ سفارش تھی اور جو غیر الاٹی تھے اور وہ اپنے فارم جمع نہیں کرا سکے ان کے فارم جمع ہو سکیں ۔ دیہات میں جمع لوگ غریب اور ان پڑھ ہیں ۔ وہاں اخبارات نہیں جاتے ۔ یہ اعلانات زیادہ تر ریڈیو پر ہوتے ہیں ۔ ان کی باقاعدہ تشہیر کرائی جائے تاکہ وہ تاریخ کے اندر اپنے کلیم داخل کرا سکیں ۔ اگر وہ جائز ہوں تو انہیں معاوضہ دیا جائے اور اگر ناجائز ہوں تو ہم قطعاً نہیں کہیں گے کہ انہیں معاوضہ دیا جائے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister that the matter will be placed before the Cabinet for final decision, the motions are disposed of accordingly.

پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے پر تھانہ بھیرہ کی فاطمہ بی بی کے خاوند اور لڑکوں کے ساتھ جاگیردار فاروق احمد خان نون اور اس کے مختار نور محمد کی طرف سے بدسلوکی اور تشدد

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" لاہور مورخہ 31 اکتوبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق فاطمہ بی بی زوجہ سعی محمد قوم مسلم شیخ تھانہ بھیرہ نے بتایا ہے کہ اس کے خاوند نے 1970ء کے انتخابات میں ڈنکے کی چوٹ سے پیپلز پارٹی کو ووٹ یا تو وہاں کے جاگیردار فاروق احمد خان نون نے اسے ناجائز اسلحہ اور چوری کے الزام میں پھنسا دیا ۔ سائلہ نے کہا کہ جاگیردار اور اس کا مختار نور محمد مظلومہ کے تین لڑکوں کو زبردستی بیگار پر لے گیا اور وہاں پر ان پر بدسلوکی اور تشدد کیا ۔ آخر گزشتہ دنوں جاگیردار کا مختار نور محمد چند بدمعاشوں اور غنڈوں کے ہمراہ ٹریکٹر لے کر آیا تھا اور مظلومہ کا مکان گرا کر لکڑی اور گھر کا دوسرا سامان ٹریکٹر میں لاد کر لے گیا اور جاتے وقت قائد عوام اور پیپلز پارٹی کے نام یہ لفافہ چھوڑ گئے "کہاں ہے ذوالفقار علی بھٹو ۔ مصطفیٰ کھر اور پیپلز پارٹی" گویا کہ جاگیردار یہ اشارہ دے رہے تھے کہ اب تو وہ غریبوں کے ساتھ نہیں رہے ۔ جاگیردار کے ساتھ ہیں ۔ پیپلز پارٹی جاگیرداروں کے گیت گاتی ہے اور جاگیردار پیپلز پارٹی کو دعائیں دیتے ہیں کہ پیپلز پارٹی تو ہماری محافظ ہے اس خبر سے صوبہ بھر کے محنت کش اور غریب عوام میں سخت قسم کی بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس تحریک التواء کی وضاحت موجود ہے ۔ جہاں تک فاروق احمد خان کے ملوث کیے جانے کا سوال ہے ، ہماری تحقیقات کے مطابق فاروق احمد خان اس تمام واقعے میں ملوث نہیں ہے ۔ نہ تو فاروق احمد خان کے ساتھیوں نے کوئی مکان گرایا ہے اور نہ کسی قسم کا کوئی لفافہ وہاں موقع پر ملا ہے ۔ محض فاروق احمد خان کو exploit

کرنے کے لیے اس کا نام ملوث کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ایسا کوئی واقع نہیں ہوا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ وہ ملزم جیل میں موجود ہے ۔ لیکن جہاں تک فاروق احمد خان اور اس کے ساتھیوں کو ملوث کرنے کا سوال ہے ، جو تحریک التواء کا main portion ہے ، وہ ہماری تحقیقات کے مطابق درست نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں مختار نور محمد پر الزام ہے ۔

وزیر قانون ۔ یہ تحریک فاروق احمد خان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ specific allegation ہے ۔ میں اس کا آخری حصہ لے رہا ہوں ۔ پہلا حصہ تو انٹروڈکشن ہی ہے ۔ تحریک کا یہ حصہ دیکھیے :

> گزشتہ دنوں جاگیردار کا مختار نور محمد چند ہمعاشوں اور غنڈوں کے ہمراہ ٹریکٹر لے کر آیا تھا اور مظلومہ کا مکان گرا کر لکڑی اور گھر کا دوسرا سامان ٹریکٹر میں لاد کر لے گیا ۔

اس میں ملزم کون ہے ؟

وزیر قانون ۔ اس میں مکان کے گرائے جانے اور لکڑیوں کو ٹریکٹر میں لادنے کا جو ذکر کیا گیا ہے ، اس کے بارے میں تحقیقات کے مطابق کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا ۔ اس میں فاروق احمد خان کے مختار کا ذکر ہے ۔ مختار بھی اس کے ساتھیوں میں شمار ہوتا ہے اور یہ اطلاع ہمیں اس کے ساتھیوں کے بارے میں ملی ہے ۔

Mr. Speaker. I would like a specific answer about Mukhtar Noor Muhammad.

وزیر قانون ۔ اس کے باوجود تحقیقات کرائی جائیں گی اور ایسی کوئی بات ہوئی تو ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔

Mr. Speaker. I then defer it.

مرزا فضل حق ۔ میری تحریکات نمبر 14 ، 18 اور بیس بھی معرض التواء میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو یہ نمبر 14 اور 21 ہیں ۔ یہ نمبر 18 داتا نگر بستی میں بجلی فراہم کرنے سے متعلق ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اسے پینڈنگ فرما دیجیے ۔

Mr. Speaker. To come up on the 13th ?

وزیر قانون ۔ جی ہاں !

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التواء نمبر 21 ملتان روڈ پر کار کی چوری سے متعلق ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ 20 نمبر بھی اسی طرح کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ dispose of ہو گئی تھی ۔ آپ کو چٹھی مل گئی ہوگی ۔ آپ اپنا ریکارڈ دیکھیں ۔

لاہور میں کاروں کی چوریوں میں روز افزوں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کار چوری کی وارداتوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 5 اکتوبر 1973ء کے مطابق دو نامعلوم مسلح ڈاکو ٹیکسی ڈرائیور میاں عبدالرشید سے ملتان روڈ پر اس کی ٹیکسی کار چھین کر لے گئے اور اسے رسیوں سے جکڑ کر الگ پھینک دیا ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور اور اس کے گرد و نواح میں کاریں چوری ہونے کی وارداتوں میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے ۔ جو کار ایک دفعہ چوری ہو جاتی ہے وہ اکثر برآمد نہیں ہوتی ۔ اس سے پورے شہر میں بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جس واقعے کی طرف نشان دہی کی گئی ہے ایسا کوئی واقعہ ملتان روڈ پر رونما نہیں ہوا ۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ چوری کی وارداتیں صوبہ پنجاب میں بالکل ختم ہو گئی ہیں اس سے بھی اتفاق نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ ایسے جرائم کہیں نہ کہیں رونما ہوا کرتے ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جس طرح دوسرے جرائم پر مکمل کنٹرول ابھی نہیں ہو سکتا ہے ، کاروں کی چوری کی وارداتیں بھی کہیں نہ کہیں رونما ہوں گی ۔ جس طرح دوسرے جرائم کی روک تھام کے لیے فوری تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں کاروں کی چوری کے سلسلے میں بھی حکومت پنجاب فوری طور پر توجہ دے گی اور کاروں کی چوری کو روکنے کے لیے اور پھر بالآخر بالکل ختم کرنے کے لیے کوشش کی جائے گی ۔

مرزا فضل حق ۔ الزام بڑا واضح ہے ۔ اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے اور باقاعدہ ٹیکسی ڈرائیور کا نام بھی دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا صاحب آپ کا اپنا علم اس بارے میں نہیں ہے ۔ اگرچہ اخبارات میں درست رپورٹ بھی چھپتی ہے ۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی ان کو غلط اطلاع فراہم کر دے ۔

مرزا فضل حق ۔ کیا اس پر تحریک التوا پیش نہیں ہو سکتی ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اپنے علم کی بنا پر اصرار کریں تو میں آپ کی تحریک کو ایڈمٹ کر لوں گا ۔ آپ وہاں جا کر دریافت کر سکتے تھے اور اگر کوئی رشید نامی ڈرائیور ہے تو اس سے مل سکتے تھے ، پولیس کی رپورٹ دیکھ سکتے تھے کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا ۔

مرزا فضل حق ۔ میں نے اپنی کار کے متعلق عرض کیا تھا کہ اس کے چاروں ویل کپ چوری ہو گئے تھے ۔ میں نے پرچہ بھی درج کروایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس قسم کے جرائم تو مسلسل ہو رہے ہیں ۔ میرے پاس اپنی پرائیویٹ گاڑی تھی جو میں نے شاید 22 یا 23 فروری کو خریدی تھی ، 24 کو اس کا ایک ویل کپ بھی موجود نہ تھا ۔

مرزا فضل حق ۔ یہ تو اس وقت کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ جرائم مسلسل ہو رہے ہیں۔ مرزا صاحب کے ویل کب برآمد کروا دیں۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ مرزا صاحب بڑے باوسیلہ آدمی ہیں ، ویل کب بازار سے لے سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. It is disposed of accordingly.

کلورکوٹ میں تعمیر شدہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی عمارت کو ذاتی جائداد قرار دے کر ذاتی ملکیت میں دینا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ سیاست مورخہ 8 اکتوبر 1973ء کے مطابق کلورکوٹ میں ہزاروں روپے سے تعمیر شدہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی عمارت ذاتی جائداد قرار دے کر ذاتی ملکیت میں دے دی گئی ۔ واقعات کے مطابق مذکورہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلورکوٹ تقریباً چھبیس سال سے ایک متروکہ عمارت پر قابض تھا اور 1966ء میں اس کے ساتھ دس ہزار روپے کی لاگت سے نئی عمارت تعمیر کی گئی ۔ یہاں کا ایک باشندہ عبدالحلیم کلیم پر پرانی عمارت لینے میں کامیاب ہو گیا ۔ عدالت نے عبدالحلیم کے حق میں فیصلہ دے دیا اور مذکورہ شخص نے محکمہ تعلیم کے افسران سے ملی بھگت کر کے نئی عمارت کو بھی پرانی عمارت کا حصہ قرار دے دیا اور اس کو بھی اپنی ملکیت میں لے لیا ۔ اس طرح ہزاروں روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ عمارت ذاتی قبضے میں چلی گئی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل محرک کا استدلال اس معاملے میں ٹھیک ہے کہ وہ کمرہ جو پی ایل 480 کی مدد سے محکمہ تعلیم نے بنوایا تھا وہ کمرہ بھی اس الاٹی کو دے دیا گیا ہے ۔ اس کے خلاف ڈسٹرکٹ انسپکٹرس میانوالی نے ایڈیشنل سیٹلمنٹ اینڈ ری ہیبلیٹیشن کمشنر سرگودھا سے درخواست کی تھی کہ یہ عمارت جو ہے اس کے یہ دو کمرے اور ایک برآمدہ چونکہ

ایجوکیشن ڈیویلپمنٹ فنڈ سے بنا ہے اس لیے یہ نہیں دیا جا سکتا ۔ لیکن وہاں پر چونکہ ایڈیشنل ری ہیبلیٹیشن کمشنر صاحب نے یہ بات نہیں مانی اور انہوں نے یہ دو کمرے اور ایک برآمدہ بھی اس پہلی evacuee building کے ساتھ اس الاٹی کو دے دیا ہے یہ حقیقت ہے ۔ جناب والا ۔ محکمہ اگرچہ اس سلسلے میں مطمئن نہیں ہے ۔ لیکن ہم اس معاملے میں کچھ کر نہیں سکتے چونکہ جو افسر مجاز تھا انہوں نے ہمارے خلاف فیصلہ دیا ہے ۔ تو اس لیے اب یہ اسے قانونی فیصلے کے مطابق دیئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا پہلی بلڈنگ میں بھی سکول تھا ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

Mr. Speaker. How could that be transferred to a private individual ?

جہاں تک میں جانتا ہوں فاضل وزیر متعلقہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ اگر کسی متروکہ جائداد میں سکول اگر local آدمی نے بھی بنایا ہو تو سکول یا جیسے صورت ہو ڈسپنسری یا ہسپتال کسی غیر الاٹی شخص کو منتقل نہیں کیے جا سکتے ۔

اور اگر سکول تھا تو اس کا الاٹی کون ہو سکتا ہے ؟ اور اگر وہاں سکول تھا اور کسی نے سکول کے لیے الاٹ کروایا ہوا تھا تو کیا صورت بنتی ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس تحریک التواء کا ایک حصہ مجھ سے متعلقہ ہے اور ایک حصہ ڈاکٹر صاحب سے ۔ ہم سر جوڑ کر بیٹھ جائیں گے ۔ اور دیکھ لیں گے ۔

Mr. Speaker. I will keep it pending.

وزیر قانون ۔ ایسا جواب دیں گے کہ وہ یاد رکھیں گے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں بہت سے سکول ایسے بھی ہیں جو لوگوں نے اپنے کلیم کی جائیداد میں شروع کیے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو گورنمنٹ گرلز سکول ہے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ اس عمارت کو انہوں نے بخش نہیں دیا تھا ۔ بلکہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے تجارت کے طور پر شروع کیا تھا ۔ اپنے کلیم لینے کا تو انہیں حق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر اس کی اپنی جائداد ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔ اگر یہ گورنمنٹ سکول ہے اور جائداد بھی متروکہ ہے تو شائد وزیر قانون کچھ امداد کر سکیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ لا ڈیپارٹمنٹ سے متعلق معاملہ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. I know that the policy matter relates to the Settlement Department but on the question of law, you can ask Advocate General to look into it.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اگر legal opinion کے لیے لا ڈیپارٹمنٹ کے پاس معاملہ refer کرے گا تو لا ڈیپارٹمنٹ کوئی opinion دے سکتا ہے ۔ ویسے تو لا ڈیپارٹمنٹ کی advisory position ہے جیسے ایک ڈاکٹر کسی مرض کی دوا تشخیص کرتا ہے ۔

Mr. Speaker. I am only saying that these sources are avilable.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ وہ ضرور ہوگا ۔

Mr. Speaker. That is being kept pending.

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

رانا کے ۔ اے محمود خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رانا کے ۔ اے محمود خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) شاہرات مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) شاہرات مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 46 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بنیہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 46 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گولدل ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) بکریوں کے پالنے پر پابندی کا ہنگامی قانون مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قانون برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) بکریوں کے پالنے کا ہنگامی قانون مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ، منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر محمد رضی شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر محمد رضی شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 2 19ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر محمد رضی شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 58 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 58 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (امتناع طباعت ، فروخت اور خرید) گیس پیپرز اور امدادی کتب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (امتناع طباعت ، فروخت اور خرید) گیس پیپرز و امدادی کتب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیات تھل مصدرہ 1973ء (مسودہ

قانون نمبر 70 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون منتخبہ نمبردار پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 51 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون منتخبہ نمبردار پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 51 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون 52 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 28 فروری 1974ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 28 فروری 1974ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون پنجاب مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 28 فروری 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون پنجاب مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 28 فروری 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں جناب کی توجہ قاعدہ 198(2)

کی طرف دلاتے ہوئے عرض کروں گا کہ وہ بل جو 1972ء میں پاس ہو چکے تھے اور اس کے بعد جو consecutive sessions میں پیش نہیں ہو سکے یا move نہیں ہو سکے They have lapsed. ۔ ان کی سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹوں کے مطابق کوئی value نہیں ۔

Mr. Speaker. Let us be more specific.

کس پر آپ کو اعتراض ہے کہ اس کا نوٹس نہیں آیا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جی ہاں جناب ۔ ان میں سے کسی کا نوٹس نہیں آیا ہے جو پیش ہو رہے ہیں ۔ They have not been moved.

Mr. Speaker. The Assembly Secretariat has informed me that notices of all these Bills have been received.

شیخ عزیز احمد ۔ موشن اسمبلی میں پیش ہونی تھی ۔

Mr. Speaker. There is no question of motion. We have already discussed and decided this point.

Sheikh Aziz Ahmad. I want your ruling in writing.

جناب والا ۔ میں اس کے متعلق آپ کی رولنگ چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker. But it was discussed for over thirty minutes.

Sheikh Aziz Ahmad. The wording of rule 198(2) is :

> ..... the Bill shall lapse, nuless the Assembly, on a motion by the member-in-charge in the next session, make a special order for the continuance of the Bill.

Mr. Speaker. I have received notice of the motion.

اگر محرک نے موشن پیش کر دی ہے تو پھر وہ lapse نہیں کرتا ہے ۔

Perhapse you don't appreciate that these are motions by private members and they have come through ballot. Therefore, no member can directly move it here.

شیخ عزیز احمد ۔ مگر جناب اس کی List of Business تو آنی چاہیے ۔

and the pending List of Business ہر بل کی آنی چاہیے ۔ اگر وہ نہیں آتی تو اس کی کیا position ہے ۔ List of Business کبھی نہیں آئی ہے ۔

Mr. Speaker The words "does not move" have not been used in the rule instead the phrase "makes no motion" has been used with a purpose.

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ میں میاں منظور احمد موہل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 23 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 23 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ میں جناب میاں منظور احمد موہل صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 22 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 22 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ میں حافظ علی اسد اللہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 32 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ علی اسداللہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 32 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ میں جناب راجہ محمد افضل خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر حلیم رضا صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر حلیم رضا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون 35 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 45 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 45 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ اگلی کارروائی شروع کی جائے ۔ میں ایوان کے فاضل ممبران سے کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو میرا فیصلہ ہے اور اس سلسلے میں میں ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ کورم کے متعلق اکثر یہاں پر مسئلہ اٹھتا رہتا ہے تو میں نے بہت سی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں سپیکر صاحبان کے ہاں ایک طریقہ کار کا مطالعہ کیا ہے کہ ایوان میں debates کے دوران کسی ممبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تقریر کر کے لابی میں چائے پینے چلا جائے ۔ جو فاضل ممبر دوسرے ممبران کو اپنی تقریر سنانا چاہتا ہے اس کا بھی اخلاقی فرض ہے کہ وہ بھی دوسروں کی تقاریر سنے ۔ اکثر پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں کسی ممبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی تقریر تو دوسروں کو سنائے اور خود کسی کے خیالات سے مستفید ہونے کی کوشش نہ کرے ۔ تو عام طور پر یہ ہوتا رہا ہے ۔ دنیا بھر کی اکثر اسمبلیوں میں یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ اگر کوئی ممبر تقریر سے پہلے موجود نہیں ہے تو اس کو تقریر کا موقع نہیں دیا جاتا ۔ اگر اس نے کسی کی تقریر نہیں سنی ہے تو یہ سپیکر کی صوابدید ہوتی ہے اور اگر تقریر کرکے وہ جلدی سے غائب ہو جاتا ہے تو اگلی بار اس کو موقع نہیں ملتا ۔ میں نے ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں کیا ۔ مگر میں ممبران کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں بھی اسی طرح سوچتا ہوں کہ جو فاضل رکن دوسروں کو

اپنی بات سنانا چاہتا ہے اس پر اخلاقی ذمہ داری ہے کہ دوسروں کی بات بھی سنے ۔

دوسری بات میں آپ پر چھوڑتا ہوں وہ یہ ہے کہ House of Commons میں تو convention کی بجائے ایک قسم کا conventional rule بنایا گیا ہے لیکن بہت سی دوسری اسمبلیوں میں بھی اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ اگر کھانے یا چائے کا وقت اسمبلی کی کارروائی کے دوران آ جاتا ہے تو وہ اسمبلی break نہیں ہوتی ۔ House of Commons میں صبح کے چار چار بجے تک سیشن جاری رہتا ہے اور وہ ڈنر کے لیے break نہیں کرتے ۔ کئی مرتبہ جمعہ کو صبح کا سشن چار چار پانچ پانچ بجے شام تک چلتا رہتا ہے وہ گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے کے قریب بھی lunch کے لیے brcak نہیں کرتے لیکن eonvention انہوں نے یہ بنا لی ہے کہ اس ایک گھنٹہ میں اگر صبح کا سیشن ہو تو lunch کا وقت اور اگر evening کا سیشن ہو تو چائے اور ڈنر کے وقت کوئی فاضل رکن اپنے اس حق کو کہ کورم پورا نہیں ہے استعمال نہیں کرتا ۔ میں نے ایک مرتبہ بتایا تھا کہ House of Commons کی کارروائی دوران میں صرف چوبیس رکن موجود تھے ۔ میں نے اس کی ہسٹری trace کی تو وہ ڈنر کا وقت تھا ۔ چند منسٹر بیٹھے ہوئے تھے ۔ دو چار Opposition کے راہنما بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہاں پر چند صرف اراکین بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہ ایسی پارلیمنٹ جس میں 70 سے زیادہ منسٹر ہوتے ہیں چوبیس ممبران موجود تھے ۔ اس پر اگر آپ مناسب سمجھیں تو فاضل وزراء ہمارے حزب اختلاف کی جماعتوں کے قائد اور دوسرے اراکین جو اس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں وہ آپس میں صلاح مشورہ کرکے مجھے اس بارے میں اپنی رائے سے مستفید کریں تو میں ان کا مشکور ہوں گا ۔ یہ تو بہرحال آپ پر منحصر ہوگا مجھ پر نہیں ہوگا ۔ اگر اس کے باوجود کوئی فاضل رکن اعتراض کرنا چاہے تو اس کا constitional right موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ جناب کی تجویز ہے ۔ وہ اہم اور معقول ہے ۔ اور جہاں تک جناب نے ہاؤس آف کامنز کا حوالہ دیا ہے یا ہاؤس آف لارڈز کا ۔ وہاں آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا

کہ تمام کام جماعتی بنیاد پر ہوتا ہے اور پارٹی کی بنیاد پر ہوتا ہے - دو پارٹیاں ہیں - ان کی طرف سے ساری لیجسلیشن ہو یا جو بھی کارروائی ہاؤس کی ہو - وہ پارٹی representation basis پر ہوتی ہیں - تو اس میں قطعاً یہ دقت واقع نہیں ہوتی کہ وہ کوئی بھی ترمیم ہو یا کسی قسم کا کام ہو - تو اس سلسلے میں ہر ممبر کا یہاں بیٹھنا یا کسی ممبر کو موقع نہ ملنا ممکن نہیں ہوتا - یہاں پر تو سلسلہ یہ ہے - جناب والا - کہ لیجسلیشن مثال کے طور پر ہوتی ہے تو اس میں 3/4 آدمیوں کی ترامیم ہوتی ہے - باقی کسی کی ترمیم ہی نہیں ہوتی اور وہ بھی انفرادی نوعیت کی ہوتی ہیں - پارٹی basis کی نہیں ہوتیں - تو وہ ممبر جو اس میں participation کر رہے ہوتے ہیں - ان کا ایجنڈے میں نام ہوتا ہے - پھر ان کے لیے ایک منٹ کی گنجائش نہیں ملتی -

مسٹر سپیکر - ہم اگر اس پر کام کرنا چاہیں تو پھر اس میں کوئی نہ کوئی حل نکل سکتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ باہمی گفت و شنید سے جناب ہو سکتا ہے -

مسٹر سپیکر - پہلا فیصلہ تو میں نے خود کیا ہے - دوسرا فیصلہ میں نے آپ پر چھوڑا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس بارے میں وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف آپس میں بیٹھ کر جو فارمولا تیار کریں میرے خیال میں ہاؤس کے کسی ممبر کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا -

مسٹر سپیکر - ہاؤس آف کامنز میں ایک کنونشن ہے - کہ اس وقت Division Demand نہیں ہوتی - وہ اگر گورنمنٹ کو throw out کرنا ہے تو کسی اور وقت پر ڈویژن کی ڈیمانڈ کرکے کی جائے گی - میں اس کو مزید دیکھوں گا کہ کوئی زیادہ controversial legislation اس وقت نہ ہوتی ہو - مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی اپنی سوچ میں شامل کروں تاکہ ہم کسی با مقصد نتیجہ پر پہنچ سکیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل ٹھیک ہے جناب والا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تقاریر کا موقع فراہم کرنے کا میرے خیال میں فاضل اراکین اس پر بالکل متفق ہیں ۔ کیونکہ اگر بحث کے معیار کو بلند رکھنا ہے اور contribution کا سوال ہے کہ حاجی صاحب بھی کچھ contribute کر رہے ہیں ۔ دوسرے فاضل اراکین بھی ۔ وزراء صاحبان بھی contribute کر رہے ہیں ۔ جناب والا بھی کچھ contribute کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ تقاریر سنی جائیں اور سنائی جائیں جوابات دیے جائیں ۔ arguments ہوں ۔ تو بات بنتی ہے ۔ اس سے پھر کسی فاضل ممبر کو اختلاف رائے نہیں ہو سکتا ۔ دوسرے پوائنٹ کے سلسلے میں آپ نے ہاؤس آف کامنز ۔ کی کنونشن کا ذکر کیا ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ ہم نے تمام پارلیمانی روایات کو follow کرنا ہے اور بحال رکھنا ہے ۔ تو اس سلسلے میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اور اگر آپ مجھے حکم کریں گے ۔ لیکن جناب والا ۔ آپ کی موجودگی میں ۔ آپ کی راہنمائی میں اگر میں یہ تجویز کروں کہ آپ chair پر ہوں اور قائد حزب اختلاف اور میں ہم سب شاگردوں کی طرح بیٹھ کر آپ سے سیکھیں اور اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہوگا ۔ جناب والا ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان میں برطانوی طرز کی پارلیمانی جمہوریت کا نفاذ نہیں چاہتے ہیں اور نہ ہی ہم کاپی کرنا چاہتے ہیں ۔ جہاں تک روایات کا تعلق ہے ان کو بحال رکھنا علیحدہ بات ہے ۔ لیکن ditto کاپی ۔ ایک نظام کی بالکل کاپی کرنا میں اس سے اختلاف رکھتا ہوں ۔ نہ پاکستان پیپلز پارٹی یہ چاہتی ہے اور نہ ہی معزز ایوان یہ چاہے گا ۔ ہم اپنے خیالات کے ساتھ ساتھ جدت بھی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایک مثالی ایوان اس کو بنانا چاہتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں وضاحت کرتا ہوں کہ آپ نے tradition کا ذکر فرمایا ہے ۔ تو اس کا جواب جناب فاضل وزیر قانون نے دے دیا ہے کہ سوائے اس کے کہ کورم کی جو تھوڑی بہت پابندی ہے ۔ tradition کا سہارا لے کر اس کو بھی ختم کیا جائے اور کسی قسم کا اچھا

precedent کسی قسم کی اچھی tradition کو وہ قطعاً اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ وہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم ditto اس کی کاپی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور جو گلا گھونٹنے والی بات ہے اس کو یہ تسلیم کرتے ہیں ۔ کورم کو پورا کرنا اکثریتی پارٹی کا کام ہے ۔ اگر یہ ہماری تقاریریں سننا نہیں چاہتے اور ہمیں صرف benches کو ایڈریس کرنے کے لیے چھوڑ جانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ بالکل غلط ہوگا اور ہم اس کی مخالفت کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ تو ظاہری طور پر اتفاق کر رہے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں اتفاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان کا point of view بتا رہا ہوں اور اس point of view سے میں قطعاً اتفاق نہیں کرتا ۔ پارلیمنٹ جو ہے ۔ وہ گیارہ مہینے in session رہتی ہے اور وہاں اپوزیشن کے وقار اور ان کے احترام کا خیال ہر وقت رکھا جاتا ہے ۔ لیکن یہاں پر حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بولنے والا ہے تو اس کا یا تو یہیں گلا گھونٹ دیا جاتا ہے یا باہر ان کے نواحقین پر مقدمے بنائے جاتے ہیں ۔ تو یہ افہام و تفہیم کا سلسلہ اگر لیڈرز میں بھی ہوا ۔ تو ہم اس کو قطعاً ماننے کو تیار نہیں ہیں اور یہ ہاؤس کو صرف حق ہے اور آئیندہ افہام تفہیم کا جو قصہ ہے ۔ جس نے اپوزیشن کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے ۔ ہم اس کو برداشت کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسلینیشن ۔ جناب والا ۔ میں دستی صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں ۔ وہ ہمارے بزرگ ہیں اور پارلیمنٹ کی ہسٹری سے وہ خود بھی واقف ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے نہایت سودبانہ انداز میں یہ عرض کیا تھا ۔ فاضل ایوان کے سامنے کہ جہاں تک برطانوی طرز کی پارلیمنٹری جمہوریت کا سوال ہے ۔ کوئی یہ کہے کہ اس کو وہاں سے اٹھا کر یہاں نافذ کر دیا جائے گا ۔ تو یہ ایوان ایسا کرنے کے لیے کبھی بھی تیار نہ ہوگا اور نہ ہی پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں یہ بات شامل ہے ۔ ہم

پارلیمانی روایات کو نہ صرف برقرار رکھیں گے ۔ بلکہ ہم مکمل کوشش کریں گے کہ تمام ایسی روایات جو اچھی روایات ہیں ان کو اپنایا جائے ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ اگر ہمیں کسی بھی دوسرے نظام میں اچھی چیز ملتی ہے تو ہم اس کو رد کریں گے ۔ لیکن برطانوی طرز کی پارلیمنٹری جمہوریت سے پہلے ہمیں اپنے دین میں ۔ اپنے اسلام میں کوئی اچھی چیز ملتی ہے تو وہ کیوں نہ اپنا لیں ۔ جناب والا ۔ اس لیے جناب دستی صاحب نے میری اس بات کو غلط سمجھا ہے ۔ جہاں جہاں اچھی چیزیں ہوں گی وہ انشاء اللہ اپنائی جائیں گی اور اس ایوان کو مثالی ایوان بنایا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو ایک تجویز پیش کی تھی اور اس کے ساتھ میں نے یہ بھی تجویز کر دیا تھا کہ فاضل ممبران اس پر سوچیں اور مجھے پھر اس کے متعلق جو بھی ان کا تاثر ہو اس سے مطلع کریں ۔ میں ان دوستوں کا جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے بہت مشکور ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ precedent یا tradition اس قسم کی قائم کرنی چاہیے جو مناسب ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلی بات کا فیصلہ تو میں نے کر دیا ہے ۔ دوسری بات میں نے آپ پر چھوڑ دی ۔ اور اب تو آئین میں یہ چیز بھی موجود ہے ۔ کہ 130 sittings ہوا کریں گی ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ Parliament بھی آٹھ نو مہینے meet کیا کرے گی اور صوبائی اسمبلیاں بھی اتنا ہی meet کیا کریں گی اور یہ تاثر جو سردار صاحب کا ہے کہ House of Commons گیارہ مہینے بیٹھتا ہے ۔ یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ وہ گرمیوں کی long vacations کرتے ہیں ۔ جو دو مہینے سے زیادہ ہوتی ہیں ۔ پھر وہ spring vacations بھی کرتے ہیں تو غالباً آپ کی صوبائی اسمبلیوں اور آپ کی Parliament کی working کسی طرح House of Commons سے کم نہیں ہوا کرے گی اور پچھلے سال کی تو دونوں Punjab Assembly اور National Assembly کی تاریخی sittings ہوئی تھیں ۔ بہرحال یہ ممبران نے فیصلہ کرنا ہے کہ اس سلسلہ میں وہ کس حد تک کیا سوچتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ ہم آپ سے تعاون کریں گے جب بھی آپ

فرماویں گے ۔ لیکن یہ کہ آپ bound کر لیں ۔ یہ نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے ساتھ تعاون کا قصہ نہیں ہے ۔ بات یہ ہے کہ ہم رواز کو follow کریں ۔ rules میں یہ دیا ہوا ہے کہ میں تو اس وقت تک کورم کو بھی نوٹس نہیں دے سکتا اور constitution کی رو سے بھی جب تک کہ مجھے کوئی ممبر نوٹ نہ کرائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ bound اس طرح سے ہوتا ہے کہ ویسے تو جناب والا ۔ آپ بھی ممبران کو احترام دیتے ہیں اور کرتے ہیں ممبران کی respect کرتے ہیں اور ہم بھی آپ کی عزت کرتے ہیں اس لحاظ سے کہ جب آپ کسی وقت بھی کوئی personally محسوس کریں گے کہ ہمارا بیٹھنا ضروری ہے تو ضرور بیٹھیں گے اور تمام کام کاج چھوڑ کر بیٹھیں گے ۔ لیکن bound نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے تو میری ایک سوچ تھی ۔ جس سے میں نے ایوان کو confidence میں لیا ہے ۔ اب یہ ایوان کا کام ہے کہ وہ میری سوچ سے اتفاق کرتا ہے یا نہیں کرتا ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سردار دستی صاحب صاحب نے Leader of the Opposition اور برسر اقتدار پارٹی کے جو قائد ایوان ہیں ان کے سمجھوتے کے متعلق بالواسطہ طور پر لیڈر آف اپوزیشن کے عدم اعتماد کے اظہار کی دھمکی دی ہے ۔ تو اس طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہاولپور کے استحصال کا اندیشہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ لازمی ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن بہاولپور کا ہو ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ جس طرح برسر اقتدار پارٹی کی طرف سے بہاولپور کی صحیح نمائیندگی نہیں ہوئی اور غیر منتخب شخص کو وزیر بنایا گیا ہے ۔ ہمیں یہ خوشی تھی کہ لیڈر آف اپوزیشن جو بہاولپور کی طرف سے ہیں ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے ۔ اس طرح مجھے خطرہ ہے کہ بہاولپور کا اعزاز بھی ختم ہو جائے گا ۔

میاں امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ ذرا یہ بتا کریں کہ

یہ پوائنٹ کس چیز کے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا ۔ آپ سے امداد کا طالب ہوں کہ یہ کیا پوائنٹ تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پوائنٹ کس چیز کے متعلق ہے آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا پوائنٹ آف انفارمیشن ہے ، یا کیا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ یہ تو جناب سپیکر کا کام ہے کہ اسے پوائنٹ آف آرڈر قرار دے دیں یا پوائنٹ آف انفارمیشن قرار دے دیں ۔ میں نے تو بات کرنی تھی وہ کر دی ہے ۔

(قہقہے)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی پوائنٹ نہیں بنتا ۔ پوائنٹ آف بہاولپور بنتا ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ بہتر یہ ہے کہ اسے پوائنٹ آف آرڈر قرار دے دیں تاکہ آئندہ بھی ہمیں اس موضوع پر بولنے کا موقع ملتا رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری نے زیر قاعدہ 156 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی یہ نوٹس دیا ہے کہ 21 فروری 1973ء کو میرے ایک سوال نمبر 1871ء کے جواب میں جناب وزیر تعلیم نے صوبائی اسمبلی پنجاب میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ حال ہی میں مرکزی حکومت سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ کالجوں میں سائنس پڑھانے والے Demonstrators کو لیکچرار کا درجہ دیا جائے گا ۔ بشرطیکہ وہ کم از کم ایم ۔ ایس ۔ سی سیکنڈ ڈویژن ہوں ۔ وزیر تعلیم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس وعدے کو جلد عملی جامہ پہنایا جاوے گا ۔ لیکن چھ ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس فیصلہ پر عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔ لہذا میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ جناب سپیکر ۔ یہ معاملہ مجلس دربارہ مواعید کے سپرد فرمائیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق جو نہیں ہیں let me hear them ۔

سید تابش الوری ۔ کیا جناب والا ۔ آپ نے اسے pending فرما دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس دن تک کے لیے جب تک ڈاکٹر صاحب تشریف نہیں لاتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میری ایک قرارداد بھی پچھلے سیشن سے جناب والا ۔ pending پڑی ہوئی ہے اس پر بھی جناب توجہ فرماویں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو بھی میں دیکھتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ ویسے جناب والا ۔ کیا آپ ہاؤس کو اعتماد میں لے کر یہ بتا سکیں گے کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے وزراء کرام کو یہ اختیارات دے دیئے ہیں کہ وہ continue کریں ۔ بہ حیثیت وزیر ، یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ ان سے پوچھیں ۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں ۔ میری اطلاع تو یہ ہے کہ محکمہ ان کو دلائے گئے ہیں ۔ مگر مجھے تو اس کی نقل نہیں آئی

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جب تک جناب کو مطلع نہ کیا جاوے اس وقت تک وہ یہاں ہاؤس میں بحیثیت وزیر کیسے آ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے مطلع نہیں کیا جاتا ہے اور نہ ہی مجھے اس کی ضرورت ہے کہ فلاں فلاں آدمی کو وزیر مقرر کر دیا گیا ہے ۔ یہ صرف وزیر اعلیٰ کے لیے ہے ۔

سید تابش الوری ۔ تو جناب والا ۔ ہم کیا سمجھیں کہ آیا یہ وزیر ہیں یا نہیں ، یہ کس حیثیت سے یہاں کام کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فی الحال تو presumption یہی ہے کہ وہ وزیر ہیں ۔ ملک مختار احمد اعوان صاحب اس کے متعلق بتائیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ مستقل آئین کی دفعہ 134 کے تحت انہوں نے ہمیں کل ہی authorise کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ چیف منسٹر نے آپ کو بطور وزیر کام کرنے کی اتھارٹی دی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جی ہاں جناب والا ۔ letters موصول ہوئے ہیں ۔ انہوں نے ہمیں کل ہی authorise کر دیا ہے ۔ ہم تب ہی تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ورنہ ہم یہاں بیٹھنے کی جسارت کیسے کر سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ یہی ہم پوچھنا چاہتے تھے ۔

قراردادیں

Mr. Speaker. Now we go on to the Private Members business. Haji Muhammad Saifullah Khan to move the resolution.

نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر بندش اور امتناع

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

> کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر مکمل بندش اور امتناع کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔ پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔

> کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال کی مکمل بندش اور امتناع کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔ پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال کی مکمل بندش اور امتناع کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد پیش کی گئی :

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال کی مکمل بندش اور امتناع کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ قرارداد ہذا کی بجائے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی جاوے :

اس ایوان کی رائے ہے کہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر مکمل بندش کے لیے حکومت پنجاب وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں کی حکومتوں سے صلاح مشورہ کرکے تمام صوبوں میں یکساں قانون کے نفاذ کی کوشش کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم پیش کی گئی :

کہ قرارداد ہذا کی بجائے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی جاوے ۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر مکمل بندش کے لیے حکومت پنجاب وفاقی حکومت اور دوسرے صوبوں کی حکومتوں سے صلاح مشورہ کرکے تمام صوبوں میں

یکساں قانون کے نفاذ کی کوشش کرنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم نہیں دی جا سکتی کہ اس قرارداد کی بجائے یہ قرارداد ہو ۔ بلکہ یہ ترمیم دی جا سکتی ہے کہ اس قرارداد میں اس طرح ترمیم کر دی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ صرف ترمیم کر دی جائے ۔ قرارداد وہی رہے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیونکہ قرارداد وہی رہے گی ۔ اس میں صرف ترمیم آئے گی جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد میں صرف ترمیم کی جاوے ۔

وزیر قانون ۔ ٹھیک ہے جناب مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم در ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں وقت کا تعین فرمایا جائے ۔ دو تین ماہ کے اندر میرا خیال ہے کہ رپورٹ آنی چاہیے ۔ کیونکہ دوسرے صوبوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا مطلب ہے کہ اگر وہ تین ماہ کے اندر مشورہ نہیں کرتے تو وہ بالکل قانون نہ بنائیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ تصور کیا جائے گا جیسا کہ حاجی صاحب نے اس کے متعلق قرارداد دی ہے ورنہ پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ پینڈنگ رہے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ فیڈرل گورنمنٹ کو تو آپ کہہ سکتے ہیں مگر دوسرے صوبوں کی حکومتوں کو آپ کیسے کہیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مستقل آئین ایک بنیادی دستاویز ہے جو ہمارے پاس موجود ہے ۔ اس میں ایسے آرٹیکل موجود ہیں کہ جن کی روشنی میں ایسے فیصلے کیے جانے لازمی قرار دیے گئے ہیں ۔ مزید وقت کا تعین اس لیے جبکہ ہم سفارش کر رہے ہیں مناسب معلوم نہیں ہوتا ۔ جو قرارداد میں نے پیش کی ہے وہ واضح اور جامع ہے ۔ آئین میں ہر چیز کے متعلق وضاحت موجود ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ ہم نے اسلام کے مطابق اپنے تمام قوانین کو ڈھالنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب کیا آپ نے ترمیم منظور کر لی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں قرارداد ترمیم شدہ صورت میں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں برائے منظوری پیش ہے :

> اس ایوان کی رائے ہے کہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر مکمل بندش کے لیے حکومت پنجاب وفاق حکومت اور دوسرے صوبوں کی حکومتوں سے صلاح مشورہ کرکے تمام صوبوں میں یکساں قانون کے نفاذ کی کوشش کرے ۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی)

پاکستان کے تمام صوبوں کے لیے کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی کی شرح کے لیے یکساں قانون بنانا

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ یہ قرارداد یہ ایوان وفاق مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنانے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ یہ قرارداد کہ یہ ایوان وفاق مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں

قانون بنائے۔ پیش کرنے اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ قرار داد جو میں نے سیدھے سادے الفاظ میں اس ایوان کی منظوری کے لیے پیش کی ہے ۔ اس کے مقاصد اس قرار داد کے نفس مضمون کی طرح بالکل سیدھے سادے ۔ عام فہم اور ہر قسم کی پیچیدگی سے مبرا ہیں ۔ جناب والا ۔ اس امر سے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے کسی شہری کو اختلاف نہیں ہوگا ۔

Sheikh Aziz Ahmad. Point of order. Sir, I beg to draw your attention to rule 104 (3) of the Rules of Procedure which lays down :

> Resolutions mentioned in the Constitution :
>
> As soon as the motion referred to in sub-rule (2) has been moved, the

Speaker shall call such members as may be in favour of the leave being granted to rise in their seats and if members less than one-fourth of the total membership of the Assembly rise in their seats, he shall declare that the member has not the leave of the Assembly and if members not less than the said number so rise he shall call upon the member to move the resolution.

جناب والا ۔ یہ ایک آئینی ضرورت ہے ۔

Mr. Speaker. I think, there is no such requirement in the Constitution.

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کرتا ہوں جناب والا ۔ آئین میں آرٹیکل 144 کے ماتحت یہ ایک رول ہے ۔

Mr. Speaker. Where it is given that one-fourth of the members shall rise ?

Sheikh Aziz Ahmad. This is the rule.

Mr. Speaker. This is the rule but that stage has passed. The House has given leave.

شیخ عزیز احمد ۔ آپ نے اس کو put نہیں کیا ۔

Mr. Speaker. I have put it.

شیخ عزیز احمد ۔ move کرنے کے لیے put کیا ہے ۔ لیکن اجازت حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کو put کیا ہے اور permission stage پر اس کی مخالفت نہیں ہوئی ۔ اس بات کی مثالیں موجود ہیں کہ جبکہ یہ oppose نہ ہوا ہو پھر اس پروونٹنگ نہیں کرائی جاتی ۔ قطع نظر اس کے کہ ممبران چاہے کتنے ہی کیوں نہ ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا اگلی سٹیج کا سوال پیدا ہو گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ پوزیشن تو اسی قسم کی ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmad. Does it mean that this rule is ultra vires of the Constitution ?

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ۔ مگر سپیکر کو رولز کے تحت کافی discretions ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اگر آپ رول معطل کر دیں تب discretions ہیں ۔

But it has not been suspended.

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ اس کی اجازت مل گئی ہے ۔ اس کے بعد اب یہ ریزولیوشن formally move بھی ہو گیا ہے ۔ اعتراض دیر سے اٹھایا گیا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس کو آپوز کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ریزولیوشن کی مخالفت کی گئی تھی مگر اس کی اجازت کی مخالفت کسی نے نہیں کی ۔ اس کی ایک سٹیج ہے ۔ انھوں نے اٹروڈیوس کرنے کی اجازت طلب کی تھی اور ہاؤس نے اس کی اجازت دے دی ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس امر سے ہاؤس کے کسی بھی ممبر کو یہ اختلاف نہیں ہوگا کہ پاکستان کے ہر ایک شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ سستا اور جلد انصاف حاصل کر سکے اور وہ سستا اور جلد انصاف صرف اس صورت میں ہی مہیا ہو سکتا ہے ۔ اسی صورت میں ہر شہری کو یہ حق دیا جا سکتا ہے جب ہم کورٹ فیس کے نظام کو ۔ عدالت کے دروازہ کھٹکھٹانے کے نظام کو اس قدر جامع ، موثر اور سہل بنائیں کہ پاکستان کا چھوٹے سے چھوٹا شہری غریب سے غریب شہری بھی بڑے سے بڑا انصاف حاصل کرنے میں کسی قسم کی دشواری اور دقت محسوس نہ کرے ۔ اس وقت ہمارے صوبہ میں بالخصوص اور ملک کے دوسرے حصوں میں بالعموم یہ امر قطعی طور پر محسوس کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کے غریب شہریوں کو انصاف کے حصول میں بے پناہ دشواریاں لاحق ہو رہی ہیں ۔ ہم باہر نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم اپنے ہی صوبے کے اندر رہ کر بات کرنی چاہتے ہیں ۔ ہمارے ہی صوبہ کو آپ دیکھ لیجئے کہ فائننس بل کے ذریعے کورٹ فیس کا ایسا نظام

مسلط کیا گیا ہے کہ کورٹ فیس انصاف کے دروازہ کھٹکھٹانے کے نظام کو بھی ایک ریونیو کی مد تصور کرکے اس کو اتنا زیادہ گراں کر دیا گیا ہے کہ عام شہری کے لیے اس کی رسائی قطعی طور پر نا ممکن ہوتی جا رہی ہے۔

جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی ہمارے ملک کے اندر بعض صوبے ایسے ہیں جہاں انصاف کے حصول کے لیے کسی قسم کا کورٹ فیس نہیں لگانا پڑتا ۔ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں کورٹ فیس کی شرح دس فیصد تک روا ہے اور وہ بھی اسی طریقے سے انصاف حاصل کرتے ہیں جس طریقے سے ہم انصاف کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ معزز معاشرے میں جمہوریت کے تحت اور جمہوری تقاضوں کے تحت کوئی بھی جمہوری حکومت انصاف کے دروازے کھٹکھٹانے کے لیے یا اپنے شہریوں کو انصاف حاصل کرنے کے بنیادی حق سے محروم کرنے کے لیے کورٹ فیس کا ایسا نظام مسلط کرے جس کے لیے عام شہری کے لئے اس کا حصول قریباً قریباً نا ممکن بن جائے ۔ جناب والا ۔ کورٹ فیس کا جو موجودہ نظام جو ہمارے صوبے میں رائج ہے اس سے نہ صرف یہ کہ عام شہریوں کو دقت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ بھی مقامات ہیں مثلاً آپ بلوچستان کو لے لیجیے ۔ سرحد کو لے لیجیے ۔ وہاں کے کورٹ فیس کے نظام کو آپ اٹھا کر دیکھ لیجیے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سندھ کو لے لیجیے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک کے دوسرے تمام صوبوں میں پنجاب کی نسبت کورٹ فیس انتہائی طور پر کم ہے ۔ وہاں پر ہر شخص کو انصاف سہل اور سستا مل جاتا ہے ۔ جہاں تک دیر کا سوال ہے ۔ دیر ہو سکتی اور ہر صوبے میں برابر کی ہوتی ہے مگر جہاں انصاف کے سستے حصول کا سوال ہے میں وہ یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کے مقابلے میں پاکستان کے مقابلے میں پاکستان کے دوسرے صوبوں میں انصاف بہت سہل اور سستا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب پنجاب اس ملک کا حصہ ہو ۔ جب ملک کے اندر جمہوریت نافذ ہو ۔ جب ملک کے آئین میں بنیادی حق کا تحفظ بھی دیا گیا ہو ۔ جب ملک کے آئین میں یہ بھی درج کر دیا گیا ہو کہ پاکستان کے ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ انصاف کے حصول کو جلد ، سستا اور سہل طریق پر حاصل کر سکے گا تو پھر ہمارے ہاں انصاف کے حصول کے لیے اس

آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۔ جمہوریت کی پامالی کرتے ہوئے اور بنیادی حق کو تلف کرتے ہوئے ہم نے کیوں ایسی قیود لگا رکھی ہیں ۔ ہم نے کیوں کورٹ فیس کا ایسا نظام مسلط کر رکھا ہے ۔ میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس روزانہ سینکڑوں لوگ آتے ہیں ۔ ابھی ابھی آج صبح بھی ایک آدمی آیا جس نے جناب والا ۔ حکومت سے دس ہزار روپیہ لینا ہے اور اس کا کلیم جائز اور صحیح ہے ۔ اس کے پاس کورٹ فیس تک لگانے کے لیے کسی قسم کی استطاعت نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا مکان ہے ۔ وہ یا تو مکان بیچے اور اپنا مطالبہ وصول کرے اور اگر وہ مکان نہیں بیچ سکتا تو اس کے پاس کوئی جگہ نہیں جہاں وہ انصاف طلب کر سکے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ انصاف کو مفت کر دیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ عدالتوں تک رسائی بغیر کسی کورٹ فیس کے کر دیں ۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ کورٹ فیس کے نظام کو یکسر ختم کر دیں بلکہ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ ہماری عدالتیں انصاف حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں کیونکہ عدالتوں کے بغیر کسی ملک میں اور کسی بھی معاشرے میں انصاف حاصل نہیں ہوا کرتا ۔ جہاں تک عدالتوں میں پہنچنے کا تعلق ہے تو جب تک یہ مقننہ یا جب تک یہ ایوان اور جب تک ہماری وفاقی حکومت اپنے ملک کے شہریوں کے لیے وہ سہولت پیدا نہ کرے گی جس کے تحت وہ عدالتوں تک رسائی حاصل کر سکیں ۔ محض یہ دعویٰ کر دینا ۔ محض آئین میں لکھ دینا کہ ہر شہری کو سستا ، جلد اور عام انصاف حاصل ہو جائے گا اس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کو حق حاصل ہے اور دوسری طرف آپ indirectly ایسی پابندیاں عائد کر دیتے ہیں کہ وہ حق بالکل ناحق بن کر رہ جاتا ہے اور شہریوں کے لیے قطعی طور پر مشکل ہو جاتی ہے کہ وہ اس کو حاصل کر سکیں ۔

جناب والا ۔ میں بالکل سیدھے سادھے انداز میں اس ملک کے عوام کے احساسات کو سامنے رکھا ہے اور ان لوگوں کے جذبات کو پیش کیا ہے جس کے داعی ہونے کا آپ بار بار اعلان کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہم غریبوں کے نمائندہ ہیں ۔ ہم غریبوں کے ووٹوں سے آئے ہیں ۔ ہم غریبوں کی

نمائندگی کر رہے ہیں تو پھر آپ بتائیے کہ آپ کے پاس کیا جواز ہے کہ آپ غریبوں کے لیے سستا انصاف حاصل کرنے کے لیے دروازے نہ کھولیں ۔ آپ ان کے لیے وہ سہولیات پیدا نہ کریں اور انہیں وہ آسانیاں بہم نہ پہنچائیں ۔ تو اس سلسلے میں میں اس ایوان سے مؤدبانہ یہ گزارش کروں گا کہ اس صوبے کے غریب عوام کو اس صوبے کے امیر عوام اور اس صوبے کے ہر باشندے کے یہ جذبات و احساسات اور انصاف کے تقاضے ہیں کیونکہ انصاف کے بارے میں اسلام میں بھی اور قانون میں بھی یہ امر واضح ہے کہ اس میں کسی قسم کی تشخیص نہیں کی جا سکتی کہ کون انصاف لے رہا ہے ۔ کس کے حق میں فیصلہ کیا جا رہا ہے اور کون فیصلہ کرا رہا ہے ۔ صرف اسلامی آئینی قانونی تقاضے انصاف کے دینے کے یہ ہوتے ہیں کہ فیصلہ حق پر ہو چاہے اس سے کوئی متاثر ہو ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عدالتوں تک رسائی زیادہ سے زیادہ آسان کریں ۔ حصول انصاف کو زیادہ سے زیادہ آسان کریں اور وہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب کورٹ فیس کی شرح تمام ملک میں یکساں کر دی جائے اور اس میں کسی قسم کی disparity نہ رہے کہ صوبے کے ایک حصے میں کچھ کورٹ فیس ہو اور دوسرے حصے میں کچھ کورٹ فیس ہو ۔ ہر صوبے کے حالات اور ملک کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وفاقی حکومت سے یہ التماس کی جائے اور یہ گزارش کی جائے کہ وہ تمام صوبوں میں عدالتوں کا یکساں نظام رائج کرے تاکہ یہ جو ہمارے اندر احساس پیدا ہوتا ہے کہ فلاں جگہ کورٹ فیس کم ہے فلاں جگہ پر انصاف سستا ہے ۔ فلاں جگہ پر انصاف کا حصول آسان ہے اور ہمارے ہاں پیچیدہ ہے وہ ختم ہو سکے ۔ اور صوبہ کے وسیع تر مفاد کے تحت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرار داد کو منظور کر لیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر ملک محمد اکرم اعوان کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب سپیکر ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبوں میں کورٹ فیس اور اسٹامپ ایکٹ کی شرح یکساں کر دی جائے ۔ اس بارے میں فاضل محرک حاجی محمد سیف اللہ خان نے جتنے بھی دلائل پیش کیے ہیں ان میں زیادہ تر یہ زور دیا ہے کہ غریب لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا اور اس سے شرح کم ہو جائے گی ۔ لیکن

ان کی تحریک کو اگر دیکھا جائے تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ تمام صوبوں میں شرح یکساں کر دی جائے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ فلاں صوبے کے برابر کر دیا جائے یا سرحد جیسا کر دیا جائے بلکہ یہ کہا ہے کہ اس کورٹ فیس کی شرح کو تمام صوبوں میں یکساں کر دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب میں زیادہ ہے تو وہ باقی صوبوں میں بھی زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ جو تحریک پیش کی ہے یہ قطعی طور پر مناسب نہیں ہے کیونکہ ہر صوبے کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ جناب والا۔ اگر کل کو بجٹ کے متعلق کوئی بات ہو تو یہ کہیں گے کہ ہر صوبے کا بجٹ یکساں کر دیا جائے۔ چونکہ چار صوبے ہیں اور ہر صوبے کا بجٹ یکساں کر دیا جائے تو یہ بات قابل عمل نہیں ہوگی۔ تو جس طرح چاروں صوبوں کا بجٹ یکساں نہیں ہو سکتا اسی طرح ہر صوبے میں کورٹ فیس کی شرح بھی یکساں نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر صوبے کے مخصوص حالات ہیں۔ ان کا طرز زندگی مختلف ہے۔ ان کا انکم ٹیکس کا طریقہ بھی مختلف ہے۔ تو ایسی صورت میں شرح کورٹ فیس ایک کرنا کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب والا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کورٹ فیس کی شرح کو گراں کر دیا گیا ہے حالانکہ انہوں اپنی تمام تقریر میں کہیں بھی یہ نہیں بتایا کہ کورٹ فیس میں کتنا فرق ہے۔ صرف یہ کہا ہے کہ وہاں زیادہ ہے۔ وہاں کم ہے۔ اگر فاضل محرک بتاتے کہ کس صوبے میں کتنا فرق ہے اور اس ایوان کو یہ بتاتے پھر تو کوئی بات تھی اور ہمیں پتا چلتا کہ کس جگہ پر زیادہ شرح ہے۔ صرف ان کا کہنا کہ ایک صوبے میں شرح کم ہے اور ایک میں زیادہ ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ یہ ایوان اس قرارداد کو منظور کرے۔ پھر جناب والا۔ انہوں نے کہا ہے کہ کورٹ فیس کی شرح کم ہونی چاہیے۔ حالانکہ یہ قرارداد کا اصل مدعا بھی نہیں ہے اور اس کے بعد اگر آپ کورٹ فیس کی شرح کو کم کر دیتے ہیں تو مقدمہ بازی جو پہلے ہی زیادہ ہے وہ مزید بڑھ جائے گی کیونکہ اب تو یہ لوگ مقدمہ بازی کرتے وقت یہ سوچتے ہیں کہ اس میں ہمارا اتنا کورٹ فیس خرچ ہو جائے گا اور ہمارا اتنا خرچہ آ جائے گا۔ لیکن اگر کورٹ فیس کی شرح اور زیادہ کم کر دی گئی

تو اس سے زیادہ پیچیدگیاں ہو جائیں ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہائی کورٹ میں 36 ہزار مقدمات pending ہیں ۔ تو ایسی صورت میں کورٹ فیس کو ختم کرکے اور کم کر دیا جائے تو یہ 36 ہزار مقدمات لاکھوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور ہماری عدالتوں کی مشکلات اور زیادہ بڑھ جائیں گی ۔ اس صورت میں کورٹ فیس کی شرح کو کم کرنا کسی صورت بھی مناسب نہیں ۔

جناب والا ۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کورٹ فیس کوئی غریب آدمی نہیں لگا سکتا ۔ اور یہ کہا کہ میرے پاس چند آدمی آئے ہیں ۔ ان کے پاس دعویٰ کرنے کے لیے کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ ہمارے موجودہ قانون کے تحت بطور pauper بھی دعویٰ کیا جا سکتا ہے ۔ غریب آدمی کے پاس اگر کورٹ فیس ادا کرنے کی اہلیت نہ ہو تو وہ بطور pauper دعویٰ کر سکتا ہے جس پر صرف ایک روپے کا کورٹ فیس لگتا ہے اور ہمارے ہاں یہ قانون موجود ہے کہ غریب کے بھی اور صاحب حیثیت کے لیے بھی کہ اگر وہ صاحب حیثیت ہے تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ ساڑھے سات فیصد لگائے ۔ اگر صاحب حیثیت نہیں وہ بطور pauper وہاں پر ایک روپے کا دعویٰ کر سکتا ہے چاہے ایک لاکھ کا دعویٰ ہو ۔ تو ایسی صورت میں ان کی یہ دلیل کہ بطور غریب آدمی دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ ان کی یہ دلیل تو رد ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارے ہاں ایسا قانون موجود ہے اس لیے کسی غریب آدمی کی حق تلفی نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کورٹ فیس کی شرح سے مدعی کا بڑا خرچہ ہو جاتا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ ایک آدمی جب کورٹ کو move کرتا ہے تو اسے کورٹ فیس ساڑھے سات فیصد کے حساب سے لگانا پڑتا ہے اور اگر وہ اپنے دعوے میں کامیاب ہو جاتا ہے یعنی اس کا دعویٰ سچ ہو جاتا ہے تو پھر جتنی رقم اس نے لگائی ہوتی ہے وہ اس کو دعوے کے ہمراہ ڈگری ہوتے ہے اور اسی طرح جتنا کورٹ فیس لگایا ہوتا ہے وہ بغیر خرچہ کے اس کو واپس مل جاتا ہے ۔ تو اس صورت میں اس کی گرہ سے کوئی خرچ نہیں ہوتا ۔ وہ جس آدمی نے

دینا ہوتا ہے اس آدمی پر پڑتا ہے اور چونکہ وہ default کرتا ہے اس لیے اسے بطور سزا کورٹ فیس ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس عرصہ میں اس نے اصل رقم نہیں دی ۔ جناب والا ۔ ایسی صورت میں یہ قرارداد بالکل مناسب نہیں ہے اور میں اس کی پر زور مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو مسترد کر دیا جائے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ صاحب نے یہ قرارداد اس مقصد کے لیے ایوان میں پیش کی ہے کہ ہم صوبائی اسمبلی کے ممبران وفاقی مقننہ کو یہ سفارش کریں کہ وہ ایسا نظام رائج کرے کہ کورٹ فیس تمام صوبوں میں یکساں ہو اور ایک جامع نظام ہو تاکہ کسی صوبے کے عوام یہ محسوس نہ کریں کہ انصاف کو حاصل کرنے کے لیے رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں اور یہ ممکن ہوتا جا رہا ہے کہ وہ انصاف کو حاصل کریں ۔ جناب والا ۔ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں اپنی جماعت کے ممبران کی خدمت میں ضرور گزارش کروں گا کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہماری جماعت کا کیا منشور تھا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب وہ برسر اقتدار آئے تھے تو وہ اپنے عہد کے مطابق ، اپنے motto کے مطابق اس ماٹو کے تحت تمام نظام حکومت کے اندر قوانین نافذ کرتے ۔ جو دلائل میرے بھائی علی بہادر نے دیئے ہیں مجھے ان سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ ان کی سوچ وہی پرانی سوچ ہے اور پرانے نظام کے اندر ہے ۔ جو دلائل انہوں نے دیئے ہیں ۔ وہی پرانے نظام کے ہیں ۔ ہم بار ہا کہتے چلے آ رہے ہیں یہ خراب نظام ہے یہ برا نظام ہے جو اس ملک میں رائج تھا اور اس نے اس ملک کا استحصال کیا ہے ہم نے اس نظام میں ایک جدت پیدا کرنی ہے اور ملک میں نیا نظام لانا ہے اور عوام کے استحصال کو ختم کرنا ہے ۔ ماضی کے تمام قوانین از سر نو بنانے کے لیے سوچنا پڑے گا ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ صوبہ پنجاب میں اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں باقی تینوں صوبوں کی نسبت پر لحاظ سے کورٹ فیس زائد ہیں ۔ اس لیے پنجاب کے محنت کش عوام ، وہ غریب مزدور جنہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے ۔ ان کی بہتری کے لیے لازمی طور پر وفاقی مقننہ کو پر زور سفارش کرنی چاہیے کہ دوسرے صوبوں کے ساتھ ہمارے

یہاں بھی قوانین ایسے ہی ہوں جو ان کے ساتھ ہم آہنگ ہوں ۔

جناب والا ۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک pauper کے متعلق کہا ہے اگر وہ غریب ہے تو pauper کے متعلق کیسے دعویٰ کر سکتا ہے ۔ وہ خود لائق وکیل ہیں اور جانتے ہیں کہ pauper کا مقدمہ کن مراحل سے گزرتا ہے اور اس کو معافی ہوتی ہے ۔ اس میں اس غریب آدمی کو داخل ہونے کے لیے کورٹ فیس لگانی پڑتی ہے اور جب ڈگری ہوتی ہے تو جو رقم انصاف کے حصول کے لیے داخل کی جاتی ہے اسے ملتی ہے ۔ لیکن جب ایک آدمی کے پاس رقم نہیں ہوگی تو وہ انصاف کے دروازے کیسے کھٹکھٹائے گا جیسا کہ پنجاب میں عموماً ہوتا رہا ہے ۔ بہاولنگر کی تحصیل منچن آباد میں میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ 75 فیصد انتقال بوگس ہو چکے ہیں ۔ کیونکہ پہلے ایک ایم ۔ پی ۔ اے تھا جو با اثر تھا ۔ اس نے کوئی فرضی آدمی کھڑے کر کے زمین کے انتقال کرا لیے اور قابض ہو گیا ۔ اب وہ غریب آدمی جس کے پاس 12 ایکڑ زمین ہے اس کے لیے یا تو ڈیڑھ ہزار روپے کا سٹمپ لگائے یا کسی کے پاس چار پانچ مربعے زمین ہے تو وہ پانچ چھ ہزار روپے کا سٹمپ لگائے ۔ اب اگر اس غریب آدمی کے پاس پیسے نہیں ہیں تو وہ دعویٰ کیسے کر سکتا ہے ۔ ایسے حالات میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ پہلے انصاف کے حصول کے لیے ایسی کوئی پابندی نہ لگائیں جہاں دروازہ کھٹکھٹا سکے ۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے ممبران سے التماس کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کو ایک واضح قرارداد پاس کرنی چاہیے کہ ہم قانون میں ایسی شرح بنائیں جو مناسب ہو اور جو دوسرے صوبوں کے ہم آہنگ ہوں اس کے مطابق سفارش کرنی چاہیے ۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ جو علیحدگی کا رجحان ہے وہ اسی طرح سے بڑھتا گیا ہے ۔ ایک قانون ایک صوبے میں ہے دوسرے صوبے میں کوئی قانون ہے ۔ تیسرے صوبے میں کوئی قانون ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ علیحدگی کے رجحانات بڑھتے گئے ہیں اور ایک قوم کی حیثیت سے پاکستان میں نہ ابھر سکے ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے کورٹ فیس اور سٹمپ ڈیوٹی کی جو قرارداد پیش کی ہے کہ تمام صوبوں میں یکساں شرح ہونی چاہیے میں اس کی مخالفت

کرتا ہوں ۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر صوبہ اپنی استطاعت کے مطابق بوجھ اٹھاتا ہے ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ اگرچہ مجموعی طور پر غریب ہے لیکن باقی دوسرے صوبوں یعنی بلوچستان اور سرحد کی نسبت یہاں کے لوگ معاشی طور پر بہتر ہیں اس لحاظ سے شرح میں کچھ فرق ہونا چاہیے اور پنجاب یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ ہماری مرکزی حکومت نے تعلیمی اصلاحات نافذ کی ہیں ابھی مزید سکولوں کو کھولنا ہے ۔ اس سلسلے میں کس قدر مالی بوجھ حکومت پاکستان کو اٹھانا پڑ رہا ہے اور مرکزی حکومت فنانس کے بوجھ کو تاوقتیکہ مضبوط پوزیشن میں نہ ہو اور وہ اس میں نہ دیں تو یہ استعمال نہیں کر سکتے اور یہ ریونیو کہاں سے آئے گا ۔ اس سلسلے میں پنجاب کو بخوشی یہ بوجھ برداشت کرنا چاہیے اور اس کے لیے پنجاب کو تیار رہنا چاہیے ۔

حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ غریب لوگ کورٹ فیس ادا نہیں کر سکتے ۔ اس سلسلے میں صورت حال یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ کھاتے پیتے ہیں جو مقدمے کرتے ہیں وہی وکیلوں کی بڑی بڑی فیسیں ادا کرتے ہیں اور اگر اس میں سے تھوڑی سی رقم گورنمنٹ کے خزانے میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ مجسٹریٹ اور سول ججوں کی کمی ہے اس لیے مزید مجسٹریٹ اور سول جج کہاں سے آئیں گے جب تک گورنمنٹ کے خزانے میں پیسہ نہ ہوگا ۔ اس سلسلہ میں پنجاب کا فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنا حصہ ادا کرے ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام مسائل دوسرے صوبوں کے برابر ہوں ۔ وہ صوبے پسماندہ ہیں ان کو زیادہ مدد کی ضرورت ہے اور وہ بہت پیچھے ہیں ۔ اگرچہ مجموعی طور پر سارا پاکستان غریب ہے لیکن پنجاب کی حالت دوسرے صوبوں کی نسبت بہتر ہے ۔ میرا نکتہ یہ ہے کہ ہمیں یہ بخوشی قبول کرنا چاہیے اور اس بوجھ کو اٹھانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے اور دوسرے صوبوں کو مجبور نہیں کرنا چاہیے ۔ میں ان الفاظ سے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ میں بھی ایک وکیل ہوں اور واقعی یہ اسمبلی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو غرض و غایت ان کے پیش نظر ہے اس سے ریونیو حاصل نہیں

ہو سکتا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یکساں نظام ہونا چاہیے ۔ جس طرح میرے بھائی علی بہادر نے کہا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ دوسرے صوبوں کا کورٹ فیس کم ہے اور پنجاب میں زیادہ ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یکساں کے ساتھ اگر اسمبلی اس ریزولیشن کو پاس کرنے کے موڈ میں ہو تو ارزاں کا لفظ بطور ترمیم پیش کرتا ہوں ۔ یکساں کے ساتھ ارزاں کا لفظ شامل کرنا چاہیے ۔

سردار صفدر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ جناب حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی قرارداد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں آٹے اور دال کا بھاؤ ایک ہی ہو ۔ انہوں نے تمام صوبوں کے لیے یکساں شرح تجویز کرکے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے پس ماندہ علاقوں کے ساتھ بہت بڑی نا انصافی کی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں ایسے علاقے بھی ہیں جو ترقی یافتہ ہیں اور ایسے علاقے بھی ہیں جہاں لوگوں کو پینے کا پانی بھی میسر نہیں آتا ۔ جیسے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اگر ہم تمام ملک کے لیے ٹیکسیشن کے سلسلہ میں یا کورٹ فیس کے سلسلہ میں ایک ہی سلوک کریں گے تو یہ مختلف طبقات کے ساتھ نا انصافی ہوگی ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان کے وہ پس ماندہ علاقے جہاں نہ سڑکیں ہیں نہ کاشت کے لیے پانی میسر ہے ۔ نہ ان علاقوں میں کوئی ترقی ہوئی ہے ۔ اسی طرح پنجاب کے اندر آپ وادی سون کو دیکھیں کہ جہاں پینے کے لیے پانی میسر نہیں آتا ۔ اسی طرح بہاولپور کا علاقہ ہے ۔ چولستان کا علاقہ ہے ۔ جب تک تمام ملک کے لوگوں مالی حیثیت کا اور ان کی آمدن کا موازنہ نہیں کریں گے اور ان کے حالات کو ملحوظ رکھ کر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہوگی جو ابھی تک اپنی بنیادی ضروریات کے لیے کوشاں ہیں ۔ کورٹ فیس کے متعلق جو پہلے سے مقرر ہے میں یہ نہیں کہتا کہ پہلی حکومتوں نے پورے پورے انصاف کے ساتھ مقرر کی تھی لیکن انہوں نے کم از کم مختلف علاقہ جات کے ماحول کو اور مختلف طبقات اور علاقہ جات کے لوگوں کی آمدن کے ذرائع ملحوظ رکھتے ہوئے کورٹ فیس کی یہ شرح مقرر کی تھی ۔ لیکن میرے فاضل دوست اس قرارداد کے ذریعے ان پس ماندہ علاقوں کے ساتھ جو انصاف پہلے ہوا ہے اسے بھی ختم

کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ بہت بڑی نا انصافی ہے ۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ پاکستان کے تمام علاقوں کو اور تمام لوگوں کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ پس ماندہ ہیں ۔ جن لوگوں کی آمدنی کم ہے ۔ جن کو بنیادی ضرورتیں حاصل نہیں ہیں پہلے ہم انہیں ان علاقوں کے ان لوگوں کے ساتھ برابر کریں کہ جہاں یہ سہولتیں میسر ہیں نہ کہ ہم انہیں ٹیکسیشن کے سلسلے میں اپنے ساتھ برابر کریں ۔ یہ تو بہت بڑی نا انصافی ہوگی ۔

جناب سپیکر ۔ میری پارٹی اور میری حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوگوں کو سستے اور آسان طریقے سے انصاف کے ذرائع پیدا کیے جائیں ۔ اگر ہم نے کورٹ فیس کی شرح جو اس وقت پنجاب میں زیادہ ہے اور دوسرے علاقوں میں کم ہے تمام ملک میں یکساں طور پر نافذ کر دی تو اس سے یقیناً انصاف سستا نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک وعدہ خلافی ہوگی کہ جو ہم نے عوام سے کیا ہے کہ لوگوں کو سستا انصاف مہیا کیا جائے گا ۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ اگر ہم کورٹ فیس کی شرح پر نظر ثانی کرنی چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ حکومت کی آمدن کو اور ذرائع سے پورا کریں بلکہ انصاف کے حصول کے لیے کورٹ فیس کی قدغن قطعی طور پر ختم ہونی چاہیے کیونکہ اسلامی طریقہ انصاف میں حکومتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو نہایت درست اور صحیح انصاف آسان طریقے سے مہیا کریں ۔ کورٹ فیس کی قدغن سے انصاف سستا نہیں ہوتا ۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جن کے حقوق غصب ہوتے ہیں لیکن وہ محض کورٹ فیس ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے انصاف سے محروم رہ جاتے ہیں ۔اس لیے میں یہ تجویز کروں گا کہ کم از کم ہم اس شعبے کو ٹیکسوں سے پاک کر دیں کیونکہ انصاف حاصل کرنا ہر مسلمان کا اور ہر شہری کا بنیادی حق ہے اور یہ بنیادی حق مہیا کرنا حکومت کا فرض ہے ۔ اس لیے حکومت کو نہیں چاہیے کہ وہ یہ حق ادا کرنے کے لیے اور یہ فرض پورا کرنے کے لیے اور لوگوں کو انصاف دینے کے لیے کسی سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول کرے ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اور ذرائع موجود ہیں ۔ ملوں میں اتنی ایکسائز ڈیوٹی غبن ہوتی ہے آپ یقین کریں کہ آپ کو اس ڈیوٹی کا دسواں حصہ بھی میسر نہیں ہوتا ۔ اسی طرح انکم ٹکس کا اتنا غبن ہوتا ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ انکم ٹیکس کا دس فیصد بھی گورنمنٹ کو میسر نہیں آتا اور 90 فیصد غبن ہو جاتا ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس ملک میں محاصل وصول کرتے ہیں ۔ جو لوگ ٹیکسیشن کے نظام کو چلاتے ہیں وہ ان تمام سرمایہ داروں سے اور ان لوگوں سے جن کی اہلیت اور حیثیت اس قابل ہے کہ وہ ٹیکس ادا کر سکیں ملے ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ڈی ۔ سی کے پاس اور ہمارے کمشنر کے پاس اتنی آمدن نہیں ہو سکتی جو آپ سنٹرل ایکسائز کے ایک سب انسپکٹر کے گھر جا کر دیکھیں گے ۔ آپ کو دنیا کی تمام آسائشیں اس کے گھر میں ملیں گی ۔ جو چیزیں حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے والے افسران کو میسر نہیں ہو سکتیں وہ ان کو میسر ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام ٹیکس جو کہ حکومت کو ملنے چاہئیں ۔ جو سرکاری خزانے میں اور بیت المال میں آنے چاہئیں وہ غبن ہو جاتے ہیں ۔ تو ہم ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر سوچتے ہیں کہ ہم کورٹ فیس کی شرح یکساں کر کے غریب لوگوں کو ایک عذاب میں ڈال دیں گے ۔ تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ہمیں اس طرح نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام کورٹ فیس ختم کر کے لوگوں کو بالکل مفت اور صحیح انصاف مہیا کرنا چاہیے ۔ یہی ہمارا منشور بھی ہے اور یہی ہمارا وعدہ ہے کہ ہم لوگوں کے حقوق دلانے کے لیے سستا انصاف دیں گے ۔ بلکہ مفت انصاف دیں گے اور اس پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائیں گے ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست خاجی محمد سیف اللہ خان سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے اگر وہ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلامی معاشرہ میں انصاف کے لیے اس قسم کی کوئی قدغن نہیں ہوتی آج یہ قرارداد پیش کرتے کہ حکومت کسی قسم کی کوئی کورٹ فیس نہ لے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اور ذرائع اختیار کرے تو میں پہلا شخص ہوتا کہ جو اس کی حمایت کرتا اور سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے کرتا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری حکومت بھی اس کی تائید کرتی ۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری حکومت انصاف کو سستا کرنے کے لیے کورٹ فیس کی قدغن کو ختم کرنے کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی ذرائع اختیار کرے گی کیونکہ جو بھی وعدہ ہم نے کیا ہے انشاء اللہ ہم اسے پورا کریں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن حاجی محمد سیف اللہ خان نے جو قرار داد مستقل آئین کی روشنی میں اس ایوان میں پیش کی ہے کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم سٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دیگر صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔ میں اس کی پر زور مخالفت کرتا ہوں اس لیے کہ جب اس ایوان میں اس قرار داد پر بحث ہو رہی تھی تو دونوں اطراف سے مختلف قسم کے دلائل پیش کیے گئے ۔ مثلاً چند فاضل اراکین نے عوام کے ساتھ کیے گئے وعدوں کی نشان دہی کی اور بعض فاضل اراکین نے ملک کے معاشی نظام پر سیر حاصل تبصرہ کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ غریب شہریوں کو انصاف کے حصول میں ماضی میں بے شمار دشواریوں کا سامنا رہا ۔ بالکل اس طرح جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں ملک کے پسے ہوئے غریب عوام ، کسان ، مزدور ، محنت کش طرح طرح کی اذیتیں سہتے رہے ۔ اور جہاں تک حصول انصاف کا طریق کار تھا اس میں خامیاں تھیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ پریس گیلری کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ 12 بجے ان کا ایک فنکشن ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر پریس کی طرف سے درخواست آئی ہے تو میں دس منٹ میں بات ختم کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بعد میں لئے سرے سے تقریر کر لیں ، اب ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن حاجی محمد سیف اللہ خان کی قرار داد کی بھرپور مخالفت میں میں جانے کے وقفہ سے پہلے عرض کر رہا تھا کہ دونوں جانب سے فاضل اراکین نے جو دلائل پیش کیے ان کی روشنی میں مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں یہ

صرف اسٹامپ ڈیوٹی کے بارے میں اور نہ صرف اسٹامپ ایکٹ کے بارے میں بلکہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں امیر اور غریب کے درمیان جو تضاد موجود ہے اس پر مختصراً تبصرہ کر سکوں ۔ اس قرار داد میں وفاقی حکومت سے سفارش کرنے کے لیے ایوان کی رائے معلوم کی گئی ہے کہ صوبہ پنجاب وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ پاکستان کے تمام صوبوں میں یکساں قانون بنائے جائیں ۔

جناب والا ۔ میں اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ ماضی میں ترقی کے مساوی مواقع حاصل نہیں تھے بلکہ اس طریق پر حصول انصاف کے سلسلہ میں بھی ماضی کے نا اہل اور غیر مخلص قیادتوں کے استحصالی ذہنوں نے حصول انصاف کے طریق کار کو صحیح نہ کیا ۔ اگر تمام صوبوں میں ایسے یکساں قوانین بنانے کا سوال آج اس ایوان میں پیدا کیا گیا ہے تو پھر سب سے پہلے ہمیں پاکستان کے معروضی حالات اور پاکستان کے تمام صوبوں میں معروضی حالات کا تجزیہ علیحدہ علیحدہ کرنا مقصود ہوگا ۔ آج سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پنجاب ۔ سندھ ۔ سرحد اور بلوچستان کے کسان ۔ مزدور ۔ طالب علم ۔ محنت کش اور انقلابی دانشور کی حالت مختلف ہے ۔ جناب والا ۔ معزز اراکین اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر صوبہ پنجاب میں غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے کے تمام تر طریقے عوامی حکومت اپنا رہی ہے تو بالکل اسی انداز میں پاکستان کے تمام صوبوں میں کچلی ہوئی انسانیت کی زندگی کو صحیح خطوط پر استوار کرنا جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اپنے فرائض منصبی میں سمجھتے ہیں ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کے حالیہ بیانات اور ان کی پچھلے چند دنوں کی تقاریر جو کہ آزاد کشمیر کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کی ہیں وہ اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہیں کہ استحصال جہاں بھی ہو اور استحصال کے مکمل خاتمہ کے لیے امیر غریب کے فرق کو ختم کرکے ترقی کے یکساں مواقع مہیا کرنا آج کی قیادت کا فرض ہے ۔ ہم اس فرض کو پورا کرنے کے لیے دن رات محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ فاضل اراکین نے کورٹ فیس کے بارے میں جو ارشاد کیا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن لوگوں کو کورٹ فیس ادا کرنا پڑتا

ہے ۔ یہاں پھر ایسے لوگ جن کے جائیدادوں کے بارے میں دعاوی declaratory suits کہا جائے یا اور کسی شکل میں مختلف عدالتوں میں pending ہیں یا پھر ایسے لوگ جو ایسے دعوے دائر کرنے کی تمنا رکھتے ہیں تو جناب والا ۔ اس میں property disputes ہیں یعنی اگر پراپرٹی ایک شخص کے پاس ہے تو اس کی declaration چاہیے اور یہ rights کی entitlement کی بات ہے ۔ جناب والا ۔ لیکن ہمارا معاشرہ تیزی کے ساتھ ایک ایسی منزل کی جانب رواں ہے جہاں پر بالآخر غیر طبقاتی معاشرے کے قیام کی منزل ہوا کرتی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر سینکڑوں افراد کی بات کی جاتی ہے تو سینکڑوں لوگ ایسے ہوں گے جو کورٹ فیس کی زیادتی کی وجہ سے اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے ۔ تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج یہ ایوان ان کروڑوں غریب عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے یہاں پر موجود ہے نہ کہ سینکڑوں عوام جن کی نشاندھی کی گئی ہے ۔ اگر عوام کے وسیع تر مفاد میں قوانین بنانا مقصود ہے تو پھر جناب والا ۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کتنے فی صد لوگوں کے پاس اس صوبے میں یا اس ملک میں پراپرٹی ہے اور کتنے فی صد کے پاس نہیں ہے ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک کے 95 فیصد غریب عوام کے حقوق کے تحفظ کی طرف بنیادی طور پر اور سب سے پہلے توجہ دی جانا مقصود ہے نہ کہ اس بات کو ترجیحات میں لے آئیں کہ ایسے لوگ جن کی properties ہیں ان کی entitlement کے جھگڑوں کو کیسے نپٹایا جائے ۔

جناب والا ۔ ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ روٹی کپڑا اور مکان مہیا کریں گے ۔ یہ کہ کورٹ فیس میں کمی کرنا ہے جس کی شرح ساڑھے سات فیصد ہے تو پنجاب کے معروضی حالات ایسے تھے جو دوسرے صوبوں کے نہیں ہیں ۔ ہر صوبے کے اپنے حالات ہوتے ہیں کہ کس طریقے پر ٹیکس عائد کیے جائیں ۔ کس طریقے سے ٹیکس وصول کیا جائے ۔ ہر صوبے کے ٹیکس کو وصول کرنے کا طریقہ اپنے حالات کے مطابق ہوتا ہے ۔ بعض صوبوں میں minerals یعنی معدنیات موجود ہیں تو وہاں کسی ایک چیز پر ٹیکس لگے گا دوسروں پر نہیں ۔ لیکن پنجاب میں معدنیات نہیں ہیں یہاں ایسے وسائل نہیں ہیں کہ ایسا کوئی ٹیکس لگایا جائے ۔ اسی طرح حضور والا ۔ ٹیکس کو سامنے رکھتے ہوئے

کورٹ فیس اور سٹیمپ ڈیوٹی لگاتے ہیں ۔ تو میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ کورٹ فیس ایکٹ اور سٹیمپ ایکٹ اگرچہ سنٹرل گورنمنٹ بناتی ہے لیکن یہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اور ہر صوبے کے اپنے اختیار میں ہے کہ اس میں ہر قسم کی ترامیم کی جا سکتی ہیں ۔ کیونکہ ایسا کرنا کوئی ناممکن نہیں ہے ۔ اس لیے یہ بات ہر صوبے پر چھوڑ دی جائے کہ انھوں نے کس طرح ٹیکس لگانا ہے اور کس طرح وصول کرنا ہے ۔ کس طرح سٹیمپ ڈیوٹی عائد کرنا ہے ۔ کس قسم کے دعاوی دائر کیے جاتے ہیں ۔ جو دعاوی پنجاب میں دائر کیے جاتے ہیں وہ بلوچستان ۔ سندھ سے مختلف ہیں ۔ ان تمام عوامل کے تجزیہ سے میں ثابت کرتا ہوں اور یہ بنیادی وعدہ ہے کہ ہم نے غریب عوام کے لیے پورے پاکستان میں ہر شعبہ زندگی میں ترقی کے مساوی مواقع دیئے ہیں ۔ لیکن یہاں ایک بات بتا دوں کہ وہ ایک سال میں پوری نہیں کی جا سکتی ۔ آپ کو کئی مراحل سے گزرنا ہے ۔ یہ ایک دن یا ایک رات میں نہیں ہو سکتا ۔ یہ ہمارا وعدہ تھا کہ عوام کو ترقی کے مواقع ہر شعبہ زندگی میں مہیا کریں گے ۔ ہم اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں اور آج کے ایوان کو یہ اختیار ہے اور قومی اسمبلی کے ممبران حضرات دن رات لگے ہوئے ہیں اور خلوص سے کام کر رہے ہیں کہ وہ منزل حاصل کر سکیں جس منزل پر پہنچ کر استحصال کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے ۔ یہ ہمارے دین کے عین مطابق ہے ۔ یہ مساوات ہی کی منزل ہے جسے آج سائنس کے دور میں سوشل معیشت کہا جاتا ہے ۔ سوشل معیشت سے ایسی تمام پیچیدگیاں دور کی جا سکتی ہیں اور اگر یہ حکومت ایسا کرے تو یہ ان کا منتخب حق ہے ۔ اگر قائد عوام یا پیپلز پارٹی کی حکومت صوبائی اسمبلیوں کے رکن یا کارکن جن کا پانچ سال کا عرصہ آئین میں متعین ہے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم بھرپور کوشش کریں گے کہ تمام کو ترقی کے مساوی مواقع مہیا کیے جائیں ۔

ان دلائل کی روشنی میں آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ فاضل رکن حاجی سیف اللہ صاحب نے اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ ہم کن لوگوں کے داعی ہیں ۔ لیکن میں آج آپ کو بتا دوں کہ یہ 1973ء کا ایوان ، یہ فاضل اراکین جو غریب عوام کی وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں ۔ ہم نے ان کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے ایسی قانون سازی کرنا ہے جو اس بات کی شاہد ہو ۔

ہم اس بات کے داعی ہیں کہ ہم عوام کے مفاد کے لیے ایسے قوانین ضرور بنائیں گے جن سے عوام کو ایسے تمام مواقع مہیا کیے جائیں ۔ یہ کہ ایسی قرار دادیں پاس کریں یہ ہمارا عہد ہے اور ہم ہمیشہ اپنا عہد پورا کریں گے اور پورے پاکستان کی ترقی کے لیے مساوی مواقع مہیا کیے جائیں گے ۔ جہاں تک صوبے کے اپنے اختیارات کا تعلق ہے ہم ایسے قوانین خود پاس کر سکتے ہیں ۔ میں ان دلائل کے ساتھ فاضل اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس قرار داد کو رد کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرار داد جو خالصتاً اس صوبہ پنجاب کے عوام اور انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت سیدھی سادھی اور صاف الفاظ میں پیش کی گئی ہے ۔ میرے فاضل دوست نے یا تو اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی یا اس لیے کہ یہ قرار داد حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہے اس کو رد کرنے کی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو میرے فاضل دوست نے اصولی طور پر اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ انصاف سستا ہونا چاہیے اور دوسری طرف وہ بھی کہتے ہیں کہ صاحب ! انصاف سستا تو ہونا چاہیے مگر پنجاب کے لیے نہیں بلوچستان کے لیے ہونا چاہیے ۔ سندھ کے لیے ہونا چاہیے ۔ سرحد کے لیے ہونا چاہیے ۔ پنجاب ایک ترقی یافتہ صوبہ ہے ۔ اس صوبے کے عوام کے وسائل بہت بڑے ہیں ۔ اس لیے شرح اور بڑھائی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ میں کہتا ہوں کہ پنجاب کو مارا ہی اس چیز نے ہے ۔ میرے پنجاب کے عوام کی حق تلفی اس لیے ہوئی کہ پنجاب کے عوام کو پنجاب کے عوام نے ہی نقصان پہنچایا ہے یہ غلط فہمی ڈال کر پنجاب ترقی یافتہ صوبہ ہے ۔ کیا لاہور کو دیکھ کر ۔ لائل پور کو دیکھ کر ۔ راولپنڈی یا اسلام آباد کو دیکھ کر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ پنجاب ایک ترقی یافتہ صوبہ ہے ۔ پنجاب کو دیکھنا ہے تو دیہات میں جا کر دیکھیں ۔ پنجاب کو دیکھنا ہے تو پسماندہ علاقوں میں جا کر دیکھیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس قرارداد کے محرک حاجی محمد سیف اللہ صاحب اپنے مکمل اختیارات استعمال کر چکے ہیں اور وہ تقریر کر چکے ہیں ۔ وہ اس وقت کیسی تقریر فرما رہے وہ میرے چند منٹ پہلے کی تقریر کو دہرا

رہے ہیں ۔ رولز کے تحت اب وہ تقریر نہیں کر سکتے ۔ یہ موقع انہیں فراہم نہیں کر سکتے ۔

Mr. Speaker. He has the right of winding up his debate.

مسٹر سپیکر ۔ اور winding up کا مطلب یہ ہے کہ جو قرارداد محرک نے پیش کی ہے اور جو بحث initiate کی ہے اس پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کا جواب دے دیا جائے ۔

وزیر قانون ۔ میں آپ سے متفق ہوں ۔ جناب والا ۔ میں مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ repetition نہیں ہونی چاہیے ۔ اگر ہوگی تو ایوان کو حق ہے کہ وہ اس کا جواب دے ۔ یہ کسی طرح حق مجروح نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے حاجی صاحب سے یہ توقع نہیں ہے کہ وہ repetition کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وزیر قانون صاحب نے جو بات پیش کی ہے وہ اس سے مختلف ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ بات یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب قانون سے ہٹ کر باتیں کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker. I would not accept that.

میاں منظور احمد موہل ۔ رولز کا حوالہ دے کر بتائیں کہ کس رول کے تحت حاجی صاحب تقریر نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹیکنیکلی ان کے دونوں اعتراضات ٹھیک ہیں لیکن انہوں نے ان اعتراضات کو ہر وقت استعمال نہیں کیا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب کو حوالہ دینے کی چنداں ضرورت نہیں ۔ اگر موہل صاحب تقریر فرما رہے ہوتے تو انہیں میں ضرور حوالہ دیتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بنیادی طور پر وہ سیاست دان ہیں اور ان کا یہاں وزیر قانون ہونا سیاستدان ہونے کے نتائج میں سے ایک ہے ۔

*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*
*	*	*	*	*	*	*	*

مسٹر سپیکر ۔ اس حصہ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری گزارشات کے سلسلے میں بہت سے دلائل دیے گئے کہ یہ قرارداد ان دلائل کی بنا پر قابل قبول نہیں اور اس میں جیسے کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ایک دلیل یہ بھی دی گئی کہ پنجاب کے عوام خوشحال ہیں ۔ پنجاب ترقی یافتہ ہے ۔ پنجاب میں اگر کورٹ فیس کی شرح اور رسوم اسٹامپ کی شرح بڑھا دی جائے ۔ اس سے بھی زیادہ کر دی جائے تو پنجاب کے عوام برداشت کر سکتے ہیں ۔ میں علی وجہہ البصیرت اور ببانگ دہل اس چیز کی تردید کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ پنجاب اس وقت پاکستان کا سب سے زیادہ پس ماندہ علاقہ ہے ۔ پنجاب کے عوام ملک کے سب سے زیادہ غریب عوام ہیں ۔ اس وقت ملک میں سب سے زیادہ حق تلفی پنجاب کی ہوئی ہے ۔ خدا کے لیے اس قسم کا تاثر دینے کی کوشش نہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ میں اس چیز کا بھی ازالہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کوئی بھی مہذب معاشرہ ۔ کوئی بھی جمہوری ملک اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ انصاف کا حصول ٹیکسوں

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

کی بنیاد پر رکھیں ۔ جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں انصاف پر شہری کا بنیادی حق ہے اور اس کے متعلق اگر آپ نے ٹیکسوں اور ریونیو کو بڑھانے کے نظریہ کے تحت سوچنا شروع کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انصاف کے دروازے صرف ان لوگوں کے لیے کھلے رہیں گے اور صرف وہی لوگ انصاف حاصل کر سکیں گے جن کے پاس پیسہ ہو ۔ جن کے پاس دولت ہو ۔ آج یہاں یہ کہا گیا ہے کہ دعوے امیر لوگ کرتے ہیں ۔ عدالتوں کے دروازے امیر لوگ کھٹکھٹاتے ہیں اور یہ ٹیکس ۔ یہ کورٹ فیس اور یہ رسوم اسٹامپ اور ان کی زیادتی اور شرح کا تضاد صوبوں کے درمیان اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ امیر لوگ زیادہ سے زیادہ متاثر ہوں ۔ اس سے غریب لوگ متاثر نہیں ہوں گے ۔ کاش کہ وہ جانتے کہ امیروں کو عدالتوں میں جانے کی ۔ سرمایہ دار کو عدالتوں میں جانے کی ۔ جاگیرداروں کو عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے ۔ ان کے پاس اپنی عدالتیں ہیں ۔ ان کے پاس اپنی طاقت ہے ۔ ان کے پاس اپنی قوت ہے جس کے بل بوتے پر وہ عوام کو کچلتے ہیں اور پھر انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ عدالتوں کے دروازے پر جائیں اور وہی ایک راستہ ہے عوام اور غریب لوگوں کے لیے جس سے وہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں ۔ کبھی آپ نے اس طرف بھی نظر کی ہے کہ آپ نے کیا قوانین بنائے ہوئے ہیں ۔ شرح کو ایک طرف رکھ دیں ۔ اس چیز سے قطع نظر کہ بلوچستان کی شرح کیا ہے ۔ اس چیز سے قطع نظر کہ سرحد کی شرح کیا ہے آپ نے غریبوں کو اس حد تک محروم کیا ہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہمارے ان کورٹ فیس کے قواعد میں ۔ ان رسوم کے قواعد میں اس حد تک اضافے کر دیے گئے ہیں کہ جو غریب کی پہنچ سے باہر ہیں اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جائداد کے تنازعے ہمیشہ اکثر غریب لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں ۔ غریب کبھی کسی امیر کی جائداد نہیں دبا سکتا ۔ غریب کو آپ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ اس نے کسی زمیندار کی اراضی اپنے قبضہ میں رکھی ہوئی ہو ۔ کسی جاگیردار یا کسی سرمایہ دار کے مکان پر یا اس کی جائداد پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہو ۔ آپ کو جتنی بھی مثالیں ملیں گی ان میں بیشتر ایسی ہوں گی کہ کسی بڑے آدمی نے کسی زمیندار آدمی نے ۔ کسی سرمایہ دار نے ۔ کسی زمیندار نے فلاں غریب کے دو مرلے ۔

فلاں غریب کے دو بیگھے ۔ فلاں غریب کا مکان ۔ فلاں غریب کی زمین ۔ فلاں غریب کا پلاٹ ہتھیایا ہوا ہے ۔ پہلے قانون کیا تھا اور اس قرارداد کے لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔ 1972-73 سے پہلے اس صوبے میں تھا اور جناب سے بہتر اس ایوان میں کوئی نہیں جانتا کہ اگر کسی کی جائداد پر کوئی مخالفانہ قبضہ کر لیتا ہے اور کسی کی جائداد پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ۔ کسی غریب کی جائداد پر مخالفانہ قبضہ کرنا چاہتا ہے ۔ اس کا صرف ٹائٹل کا جھگڑا ہے تو وہ معمولی سا دعویٰ کر کے جس پر چھ آنے کا کورٹ فیس بھی لگ سکتا تھا ۔ ایک روپے کا کورٹ فیس بھی لگ سکتا تھا ۔ بارہ آنے کا کورٹ فیس بھی لگ سکتا تھا اور وہ ایک روپے کے اندر اندر کورٹ فیس ادا کر کے اپنے حقوق متعین کرا سکتا تھا اور اپنے حق میں ٹائٹل لے سکتا تھا ۔ آج یہ ہے کہ اگر کوئی غریب صرف اپنا حق لینے کے لیے جائے اور اپنا ٹائٹل منوانے کے لیے جائے تو جتنی اس غریب کی جائداد کی مالیت ہے اس کے مطابق وہ ساڑھے سات فیصدی کے حساب سے کورٹ فیس لگائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان تفصیلات کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کورٹ فیس سے غریب متاثر نہیں ہوں گے ۔ میں انہیں سمجھا رہا ہوں کہ اس اثر غریبوں پر ضرور پڑتا ہے اور جب تک تفصیلات نہ بتائیں انہیں پتہ نہیں لگ سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ wind up کر رہے ہیں تو آپ کو اپنی حدود کا بھی پتہ ہونا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ میں نے پہلے یہ دلیل نہیں دی تھی ۔ اگر میں یہ وضاحت پہلے کر دیتا تو وہ یہ بات نہ کہتے ۔ اب ان کے اعتراض کے جواب میں مجھے وضاحت کرنی پڑی ہے ۔ جناب والا ۔ کہتے ہیں کہ صاحب ! یکساں قانون بنانے سے ایک بحران پیدا ہو جائے گا ۔ کہتے ہیں کہ یکساں قانون بنانا مناسب نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے یا انصاف کے حصول کے لیے مختلف راہیں متعین کرنا ہی میں سمجھتا ہوں جمہوریت کی نفی ہے ۔ آزاد معاشرے کی نفی ہے اور

انصاف کی پامالی ہے ۔ مجھے بتائیں کہ اگر بلوچستان کا ایک تاجر نو ہزار روپے کماتا ہے تو اس پر بھی وہی انکم ٹیکس لگتا ہے اور اگر پنجاب کا تاجر بھی نو ہزار روپیہ کمایا تو اس پر بھی وہی انکم ٹیکس لگتا ہے ۔ جب انکم ٹیکس کی شرح ایک ہے ۔ ایکسائز ڈیوٹی کی شرح سارے ملک میں ایک ہے ۔ سنٹرل ڈیوٹی اور کسٹمز کی شرح سارے ملک میں ایک ہے ۔ وہاں یہ تمیز نہیں ہے کہ پنجاب کے لیے جو مال درآمد ہو اس پر ڈیوٹی زیادہ ہو اور بلوچستان کے لیے جو مال درآمد ہو اس کی ڈیوٹی کم ہو اور سرحد کے لیے جو مال آئے اس پر ڈیوٹی کم ہو تو مجھے بتائیں کہ عدالتوں کا امتیاز ۔ یہ انصاف پر قدغن اور یہ فرق جو ہے اس کی کونسا معاشرہ اجازت دیتا ہے ۔ اگر آپ کے قول کے مطابق پسماندہ علاقوں کی شرح پنجاب جیسے ترقی یافتہ صوبے کے برابر ہو ۔ سندھ میں بھی وہی شرح ہو ۔ بلوچستان اور سرحد میں بھی وہی شرح ہو تو وہ تو روا رکھی جا سکتی ہے اور اگر ہم کہیں کہ انصاف کا بنیادی حق دینے کے لیے تمام ملک میں یکساں شرح نافذ کریں اور یکساں حقوق دیں اور یکساں قانون بنائیں تو کونسا تضاد پیدا ہوتا ہے ۔ کونسا بحران پیدا ہوتا ہے اور کونسی ایسی بات ہو جاتی ہے جو اس ملک میں پہلے نافذ نہیں ہے ۔

اب جناب ہمیں یہ بتایا جاتا ہے اور اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ جناب دیکھیں کہ اگر یکساں شرح ہوگی تو ہم بلوچستان کو محروم کر دیں گے ۔ یہ بھی دلیل دی گئی کہ اگر پس ماندہ علاقوں کی شرح یہاں پر برابر ہو گئی تو وہ مارے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ میں نے اس ایوان کو تو اختیار نہیں دیا ۔ میں اس ایوان سے تو مطالبہ نہیں کر رہا کہ آپ یہ شرح یکساں کر دیں ۔ اپ ہی وہ قانون بنا دیں ۔ میں تو آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس ادارے میں یکساں قانون بنانے کے لیے سفارش کریں ، جس ادارے میں بلوچستان کی بھی نمائندگی ہو ، جس ادارے میں سرحد کی بھی نمائندگی ہو ، جس ادارے میں سندھ کی بھی نمائندگی ہو اور جس ادارے میں پنجاب کی بھی نمائندگی ہو ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری سینیٹ ، ہماری پارلیمنٹ اور ہماری قومی اسمبلی قانون بناتے وقت وہاں اس چیز کا لحاظ نہیں رکھیں گے ؟ کیا ہمیں اس کے لیے گائیڈ لائن دینی ضروری ہے ؟ کیا وہ نمائندے اس قابل نہیں کہ وہ ان چیزوں کو مد نظر رکھ سکیں اور ایسی شرح بنائیں جو سارے صوبوں کے لیے

قابل قبول ہوں ، سارے صوبوں کے لیے یکسانیت پیدا ہو تاکہ وہ ہر ایک کے لیے قابل عمل ہو جائے ؟ یہ کہنا بالکل غلط ہے ۔ اگر ہم انہیں یہ اختیار دے دیں جہاں سارے ممبران موجود ہیں اور پھر کسی صوبے کی حق تلفی ہو ، کسی کو نظر انداز کیا جائے ، کسی کے ساتھ زیادتی کی جائے ، تو میں یہ نہیں مان سکتا کہ اس سے اس قسم کا کوئی خطرہ لا حق ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ میرے ایک فاضل دوست ، جناب سردار صغیر احمد ، جب جذبات کی رو میں بہے تو انہوں نے فرمایا کہ جناب ، میں تو اس چیز کے حق میں ہوں ۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کے حق میں ہوں کہ کورٹ فیس ختم کر دی جائے ، مفت انصاف ملنا چاہیے اور دوسری طرف ان کی اپنی ترمیم جو ان کی عدم موجودگی کی بنا پر پیش نہ ہو سکی ، اس کے برعکس ہے ۔ مجھے تو وہ دعوت دیتے ہیں کہ ایسی قرارداد لائیں تو میں پارٹی ڈسپلن کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے حق میں ووٹ دوں گا ۔

Mr. Speaker. Something which has not happened in the House, you need not refer to that.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کو تو میں نے چھوڑ دیا ہے ۔ میں تو اس کا ذکر نہیں کر رہا ۔ میں تو اس چیز پر تبصرہ کر رہا ہوں جو وہ کہہ گئے ہیں ۔ یعنی اگر آپ قرارداد لائیں کہ انصاف مفت ہو تو میں پارٹی ڈسپلن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے حق میں ووٹ دوں گا اور میں اپنی پارٹی کو بھی مجبور کروں گا کہ وہ اس کے حق میں ووٹ دے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس سے قبل بھی میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی جس میں انہوں نے ایک جائز ترمیم دی تو میں نے اسے قبول کر لیا کہ وہ واقعی صحیح ہے ۔ انہیں اس کا حق پہنچتا تھا ۔ جو کچھ وہ کہہ رہے تھے اگر وہ بھی کچھ کرنا چاہتے تو بآسانی ایک ترمیم دے سکتے تھے کہ تمام صوبے میں کورٹ فیس ختم کر دی جائے ۔ اگر آپ انہیں اب بھی اجازت دے دیں کہ وہ اس کی تحریک کر دیں تو میں اپنی اس قرارداد کی ترمیم کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ میں تو خود خواہش مند ہوں ، میں تو خود چاہتا ہوں کہ غریبوں کو سستا ، مفت اور عام انصاف ملے ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اگر اس میں کوئی جائز پابندیاں لگائی جائیں ، جائز رسوم اسٹامپ لگائی جائیں ،

جائز طریق کار متعین کیا جائے تو وہ مناسب ہے اور اگر گورنمنٹ کے وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے ، اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ انصاف مفت ہو جائے تو ہم لبیک کہیں گے - ہم حاضر ہیں - ہم تو اس چیز کے خواہش مند ہیں - محض کہہ دینا ہی کافی نہیں ہوتا - میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کی منظوری پنجاب کے عوام کے ساتھ ایک عظیم تر انصاف کے مترادف ہوگی کہ ان کے لیے بھی انصاف کے دروازے اسی طرح کھولے جانے چاہییں ، ان کے لیے بھی انصاف کا حصول اسی طریقے سے سستا اور ممکن ہو جائے جس طرح اس ملک کے دوسرے حصوں میں ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں چاہتے میں کہتا ہوں کہ اس وقت تو ہمیں اس کی مخالفت کرنے کا حق پہنچتا تھا جب صوبے میں حکومت کسی اور پارٹی کی ہوتی اور پارلیمنٹ میں کسی اور کی اکثریت ہوتی - پھر وہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا - میں سمجھتا ہوں کہ یا تو حکمران جماعت کے فاضل ممبران کو اپنی حکومت پر ، اپنی پارلیمنٹ کی نیت پر اعتبار نہیں اور اگر ہے تو مجھے بتائیں کہ کون سا نقصان واقع ہوگا -

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - فاضل رکن حاجی محمد سیف اللہ کی تمام تقریر کا اگر تجزیہ کیا جائے تو سوائے پاکستان کے مختلف صوبوں کے درمیان منافرت پھیلانے کے اور کوئی بات سامنے نہیں آتی - میں نا خوشگوار کا لفظ استعمال کروں گا اور میں ایسے صوبائی منافرت نہیں کہوں گا - اس معزز ایوان میں اس طریق پر بحث نہیں کی جا سکتی جس سے صوبائی منافرت پھیلائے جانے کی بات کا ذرہ بھر شائبہ ہو - پنجاب کے عوام کے حقوق کے تحفظ کا نام دے کر اگر پنجاب ، سرحد ، بلوچستان اور سندھ کے عوام کے درمیان منافرت پھیلانا مقصود ہے ، تو جناب والا - اس ایوان میں ایسی بحث کی اجازت رولز کے تحت نہیں -

سید ثابش الوری - یہ کون سا پوائنٹ آف آرڈر ہے - جناب والا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان - اسے پوائنٹ آف ڈکٹیشن تو کہہ سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے اس ایوان سے استدعا کروں گا کہ یہ قرارداد صوبے کے عوام کے وسیع تر مفاد میں ہے - ہم اس کو نافذ کرنے ، اس کو وجود میں لانے اور اس

پر عمل کرنے کا اختیار وفاقی مقننہ کو دے رہے ہیں ، جہاں پر بھی یہ قرارداد آپ کے ہاتھ میں آئے گی ، وہاں بھی آپ کے ہاتھ میں یہ اختیار آئے گا۔ اگر وفاقی مقننہ اس سے اتفاق کر لے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کے عوام ، صوبے کی عدالتوں ، صوبے کے انصاف ، جمہوری اور مہذب معاشرے کے قیام کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اور خدمت نہیں ہو سکتی۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ کورٹ فیس اور رسوم اسٹامپ کی شرح تمام ملک میں یکساں کرنے کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دیگر صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 66 بابت 1973ء)

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 210 دن کے اندر اندر آنی چاہیے ۔

قراردادیں

(مفاد عامہ کے معاملات سے متعلق)

مسٹر سپیکر ۔ اب محترمہ ناصرہ کھوکھر اپنی قرارداد پیش کریں ۔ فاضل رکن تشریف فرما نہیں ہیں ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک قرارداد پیش کریں ۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

صوبہ پنجاب میں تمام صنعتوں کو مختلف علاقوں بالخصوص پسماندہ علاقوں میں پھیلانا

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر چند شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کو روکا جائے اور اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ قائم ہونے والی تمام صنعتوں کو مختلف علاقوں بالخصوص پس ماندہ علاقوں میں پھیلایا جائے تاکہ وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پایہ ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر چند شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کو روکا جائے اور اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ قائم ہونے والی تمام صنعتوں کو مختلف علاقوں بالخصوص پس ماندہ علاقوں میں پھیلایا جائے تاکہ وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پایہ ہو سکیں

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ملکی معیشت میں صنعتوں کی اہمیت سے کوئی حقیقت پسند اور با شعور شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ جدید سائنسی دور میں صنعتی ترقی ایک بنیادی اہمیت رکھتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ ذرا ایک لمحہ توقف کیجیے ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد پر بحث میں کون کون سے فاضل اراکین حصہ لینا چاہتے ہیں ، جنہوں نے اس کی مخالفت کی ہے وہ سردار صغیر احمد اور میاں خان محمد ہیں ۔

سردار نصراللہ خان دریشک ۔ جناب والا ۔ میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ مجھے اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ یہ بہت اہم قرارداد ہے ۔ میرا دوڑ دوڑ کر بڑا برا حال ہو گیا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ روایت موجود ہے ۔ آئین کی دفعات کے تحت ۔

مسٹر سپیکر ۔ آئین کی دفعات کی تو اور بات ہے ۔ آئین کو تو کوئی رولز govern نہیں کر سکتے ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک ۔ یہ میری درخواست ہے ۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو مہربانی ہوگی ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ ان کی درخواست مان لی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایوان سے پوچھ لیتا ہوں ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے بڑی کوشش کی ہے بھاگ کر یہاں پہنچنے کی ۔

وزیر قانون ۔ ویسے سانس تو پھولا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاؤس اگر اس کو reconsider کرے تو میں قواعد معطل کر دیتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ہم تو کوئی بھی قدم حزب اختلاف کے فاضل اراکین کی اجازت کے بغیر اٹھانا نہیں چاہتے ۔ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو ہمارے فاضل ممبران تو پہلے ہی راضی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پوزیشن بڑی واضح ہے کہ میری اس قرار داد کے بعد اس کو take up کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کو پہلے نہیں لے رہا ہوں ۔

That may be kept pending.

سید تابش الوری ۔ تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

وزیر قانون ۔ ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ۔

Mr. Speaker. I suspend the rules and I deem it that it is still on the agenda Yes Syed Tabish Alwari.

(اس مرحلہ پر بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں)

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر صاحبہ جدید سائنسی دور میں صنعتی ترقی ایک بنیادی اہمیت رکھتی ہے جس کے بغیر ملکی معیشت کا استحکام کسی طور پر بھی ممکن نہیں ہوتا ۔ پاکستان ایسے ترقی پذیر ملک میں اس کی اہمیت اس اعتبار سے اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ یہاں عام آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے کے اور معیشی استحکام پیدا کرنے کے لیے زراعت کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی اپنی جگہ ناگزیر حیثیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ ارتکاز کا عمل معیشت و معاشرت کے کسی بھی شعبے میں ہو عموماً کسی طور پر بھی پسندیدہ نہیں ہوتا یہ ارتکاز اگر دولت کا ہو تب بھی خراب ہے ۔ یہ ارتکاز اگر اختیارات کا ہو تب بھی مضر ہے اور یہ ارتکاز اگر صنعت کا ہو تب بھی نا مناسب ہے اور اس کے ہمیشہ بڑے خطرناک نتائج برآمد ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں ۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس وقت ہمارا یہ صوبہ پنجاب بھی صنعتوں کے ارتکاز کے مسئلے سے دو چار ہے ۔ صنعتوں کے ارتکاز نے ہمارے لیے بے شمار گوناں گوں مسائل پیدا کر دیے ہیں جس سے ہماری پوری پوری معاشرت بری طرح متاثر ہو رہی ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ جس طرح اختیارات کے ارتکاز نے ون یونٹ کے خاتمے کی صورت میں ہمیں ایک خطرناک انجام سے دو چار

کیا اسی طرح اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ صنعتوں کے ارتکاز نے بھی چند شہروں کے اندر بہت سے مسائل کو جنم دیا ہے ۔ جناب والا ۔ سب جانتے ہیں کہ اس صنعتی ارتکاز نے چند بڑے بڑے صنعت کاروں کو اجارہ دار بنا دیا ہے اور صرف چند بڑے بڑے شہروں کو صنعتی اجارہ داری بخش دی ہے ۔ اس کے نتیجہ میں مختلف علاقوں کے درمیان بے پناہ تفاوت اور ایک بہت بڑی خلیج حائل ہو گئی ہے ۔ ایک طرف ایسے علاقے ہیں جہاں صنعتوں کی بہتات کی وجہ سے اب آئندہ ترقی کی تمام گنجائشیں ختم ہو گئی ہیں اور دوسری طرف ایسے پسماندہ علاقے ہیں جہاں لوگ صنعتوں کو ایک مدت سے ترس رہے ہیں اور ان کے لیے روزگار اور ترقی کے تمام مواقع مفقود ہو چکے ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس صوبے کے نوے فیصدی کارخانے چند بڑے شہروں میں قائم ہیں ۔ جن کی تعداد چھ اور سات سے زیادہ نہیں ہے ۔ اس کے مقابلے میں دس فیصدی کارخانے دوسرے تمام علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مختلف علاقوں اور لوگوں کا معیار زندگی مختلف ہے اور وہ ایک ہی صوبے میں رہتے ہوئے مختلف قسم کے افسوسناک حالات سے دو چار ہیں ۔ بلکہ مختلف علاقوں کے درمیان اس تفاوت کے نتیجے میں عوام میں بھی ایک اضطراب اور بے چینی جنم لے رہی ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ کسی بھی صوبے میں اجتماعی ترقی کے لیے اجتماعی خوشحالی کے لیے تمام علاقوں کی ہمہ جہتی ترقی ضروری ہوتی ہے اور پنجاب اسمبلی کو یہ فخر حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں ایک ایسی مثالی قرار داد منظور کرے جس کے نتیجے میں تمام صوبے کے علاقوں کو مساوی طور پر منصفانہ طور پر ترقی کے مواقع میسر آ سکیں اور اس سلسلے میں صنعتی میدان سب سے زیادہ اہم ہے جس کے ذریعے ہم نہ صرف یہ کہ معیشی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکتے ہیں بلکہ شہریوں کے مختلف طبقوں کو روزگار فراہم کرنے کے سلسلے میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ایوان میں آج کی یہ اہم ترین قرار داد منظور کر لی گئی تو اس کے چند بڑے بنیادی فوائد ہوں گے ۔ سب سے پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ اس قرار داد کے نتیجے میں جب ایک ہمہ جہتی اور ہمہ گیر پالیسی مرتب ہوگی تو ترقی یافتہ اور پسماندہ علاقوں کے درمیان جو موجودہ ترقی اور پسماندگی کا تفاوت موجود ہے

وہ کم سے کم ہوتا چلا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دفاعی نقطۂ نظر سے بھی صنعتوں کے اس ارتکاز سے پیدا شدہ پیچیدگیوں سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی کیونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ ایک مخصوص علاقے میں یا شہروں میں صنعتوں کے قیام سے دفاعی طور پر بہت سے اندیشے اور خطرات لاحق ہو جاتے ہیں جن کا ہم نے ماضی میں بھی مشاہدہ کیا ہے اور آئندہ بھی ان کا امکان ہے کیونکہ ہم ایسے دشمن کے ہمسایہ ہیں جن سے اس قسم کے خطرات بدستور وابستہ ہیں ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان صنعتوں کو پھیلایا جائے تاکہ ایک جگہ یا چند جگہوں پر ان صنعتوں کے ارتکاز سے ہمارے لیے کسی نقصان اور تباہی کا کوئی بھی خطرہ پیدا نہ ہو سکے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے اگر ہم نے ان صنعتوں کو پھیلا دیا تو شہروں میں مزدوروں اور صنعتکاروں کے جو بے پناہ گوناگوں مسائل جنم لے رہے ہیں ان سے بھی ہمیں کسی حد تک چھٹکارا مل سکے گا ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شہر میں زیادہ سے زیادہ فیکٹریاں قائم ہو جانے کے بعد ایک فیکٹری کی ہڑتال پورے شہر کی صنعتی زندگی کو متاثر کرتی ہے ۔ اگر ان صنعتوں کو پھیلا دیا جائے تو اس سلسلے میں صنعت اور محنت کا جو تعطل پیدا ہوتا ہے اس سے بھی ہمیں کسی حد تک بچنے کا موقع مل سکے گا ۔ جناب والا ۔ اگر میری اس قرار داد کو منظور کر لیا گیا تو ایک اور بہت بڑا مسئلہ جس سے ہم اس وقت دو چار ہیں حل کرنے کی بھی صورت نکل سکے گی اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ بڑے شہر بری طرح سے پھیلتے جا رہے ہیں ۔ وسیع ہوتے چلے جا رہے ہیں اور دیہات سکڑ رہے ہیں ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دیہات سے لوگ بڑی تیزی کے ساتھ روزگار نہ ہونے کے باعث شہروں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں ۔ جس سے شہروں کے بہت سے نئے مسائل نئے انداز سے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ ہمارے چند بڑے بڑے شہر جن میں لاہور ، پنڈی اور ملتان شامل ہیں ۔ دیہاتیوں کے اس انتقال آبادی کی وجہ سے بے شمار مسائل سے دو چار ہیں جن کے نتیجے میں شہریوں کو شہری زندگی کے بہت سے فوائد اور لوازمات سے محروم ہونا پڑ رہا ہے ۔ اگر ہم نے ان صنعتوں کو پھیلا دیا تو پھر ان شہروں کو پھیلنے کے عمل سے روکا جا سکے گا اور اس طرح دیہات و قصبات میں جاذبیت بڑھے گی ۔ دیہات و قصبات میں جب صنعتوں کو قائم کیا جائے گا تو وہاں لوگ مقامی طور پر روزگار کے مواقع حاصل کر سکیں گے اور چھوٹے

قصبوں اور شہروں کو زیادہ مفید اور جامع بنا کر بڑے قصبوں اور شہروں کی صورت دی جا سکے گی ۔ ان مقامات پر نہ صرف یہ کہ عام دیہاتیوں کو حصول معاش کا موقع ملے گا ۔ بلکہ دیہات کے جو پڑھے لکھے نوجوان ہیں ان کی بھی مقامی طور پر کھپت ہو سکے گی کیونکہ اب یہ ہوتا ہے کہ دیہات کے جو لڑکے بھی پڑھتے ہیں وہ وہاں سے فوری طور پر شہر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ۔ لیکن اگر ہم نے اپنی صنعتوں کو مقامی ضروریات کے پیش نظر مقامی آبادی کی خواہشات کے مطابق مختلف علاقوں میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو مختلف علاقوں کا خام مال مقامی طور پر استعمال کیا جا سکے گا ۔ اور مقامی آبادی کو بھی اس صنعتی ترقی میں برابر کا حصہ مل سکے گا ۔ جناب والا ۔ اسی طرح ہمارے سامنے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ صنعتوں کے قیام کے ساتھ ہمیشہ مختلف قسم کی معیشی سرگرمیاں تیز تر ہوتی ہیں ۔ بڑی صنعتیں چھوٹی صنعتوں کو جنم دیتی ہیں اور چھوٹی صنعتوں کے ساتھ بیشمار تجارتی شعبے خود بخود نمودار ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ اگر اس سلسلہ میں ہماری حکومت واضح منصوبہ بندی کے ساتھ مختلف علاقوں کی مختلف ضروریات کے پیش نظر وہاں کے خام مال اور جغرافیائی کیفیت کی بنیاد پر ہمہ جہتی صنعتوں کے قیام کا ایک لائحہ عمل تیار کرے تو نہ صرف یہ کہ ہم اپنے علاقے میں خوشحالی اور ترقی کے بہتر مواقع فراہم کر سکیں گے بلکہ دوسرے صوبوں کے لیے بھی ایک بڑی ترقی پسندانہ اور روشن مثال قائم کریں گے ۔

جناب والا ۔ موجودہ حکومت نے اور اس سے پہلے مستعفی یا ختم ہونے والی حکومتوں نے ہمیشہ پسماندہ علاقوں کے ساتھ بڑی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے ہمیشہ ہمارے وزراء اکرام ہمارے وزیر اعظم ہمارے صدر جب کبھی پسماندہ علاقوں میں تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں یہ مژدہ سنا کر آتے ہیں کہ اب تمھیں دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے دوش بدوش لانے کے لیے ہم اپنے تمام تر وسائل صرف کر دیں گے ۔ لیکن حقیقت میں ہوتا یہ ہے کہ جب وہ شہروں میں لوٹتے ہیں تو شہروں کی رعنائیوں اور دوسری مصروفیتوں میں پسماندہ علاقوں سے کیے گئے وعدے فراموش کر جاتے ہیں ۔ میں اس سلسلہ میں بہاولپور ڈویژن کی خاص طور پر مثال دینا چاہتا ہوں جو پسماندگی کی وجہ سے آج اس صوبہ میں محرومی کی ایک واضح علامت بن گیا ہے ۔ نا انصافی

اور حق تلفی کی انتہا ملاحظہ کیجیے کہ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی (P.I.D.C) نے گزشتہ سالوں میں مغربی پاکستان کے تمام ڈویژنوں میں مختلف بڑی بڑی صنعتیں قائم کی ہیں لیکن بہاولپور ڈویژن وہ واحد بد قسمت اور مظلوم ڈویژن ہے جس میں P.I.D.C نے آج تک ایک پیسے کی صنعتی سرمایہ کاری بھی نہیں کی اور نہ اب تک اس سلسلہ میں اس نے کوئی پروگرام مرتب کیا ہے یہ صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ چند بڑے بڑے صنعتکار چند بڑے بڑے سرمایہ دار اور چند مقتدر سیاستدان اپنے چند مخصوص شہروں میں ہر قسم کی صنعتیں لگانا چاہتے ہیں تاکہ ان کی اجارہ داری اور تسلط برقرار رہ سکے ۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ حکومت جو اس قسم کی اجارہ داریوں کو توڑنے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے یہ حکومت جو اس دعویٰ کے ساتھ آئی ہے کہ وہ پسماندہ علاقوں کے دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ کرے گی وہ بھی ماضی کی حکومتوں کی طرح معاشی ناہمواریوں ، نا انصافیوں ، بد عنوانیوں اور کوتاہیوں میں بدستور مصروف کار نظر آتی ہے

جناب والا ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف بعض مفاد پرست صنعتکار استحصال کر رہے ہیں بلکہ حکومت بھی ان کے اس استحصال میں برابر کی شریک ہے ۔ ہو یہ رہا ہے کہ پسماندہ علاقوں کے نام پر زر مبادلہ منظور کرایا جاتا ہے ۔ صنعتیں قائم کرنے کی منظوریاں حاصل کی جاتی ہیں لیکن پھر ان پسماندہ علاقوں سے صنعتی منظوری منتقل کرا کے بڑے شہروں میں ان سے سے فائدے حاصل کیے جاتے ہیں ۔ میں آپ کو مثال دینا چاہتا ہوں ۔ بہاولپور ٹیکسٹائل مل کے نام سے ایک ٹیکسٹائل مل کی منظوری حاصل کی گئی اور اس کی یہ بنیاد بنائی گئی کہ بہاولپور چونکہ پسماندہ ہے ۔ بہاولپور میں چونکہ cotton زیادہ پیدا ہوتی ہے اور بہاولپور کے عوام اس سلسلہ میں بہت سی محرومیوں کے شکار ہیں ۔ اس لیے یہ مل بہاولپور میں قائم ہونی چاہیے لیکن وہ مل بعد میں کراچی منتقل ہو گئی ۔ صادق آباد ٹیکسٹائل کے نام سے حکومت سے ایک منظوری حاصل کی گئی لیکن وہ صادق آباد ٹیکسٹائل مل آج لاہور اور ملتان کی شاہراہ پر قائم ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین یہ قرار داد پر جنرل بحث کر سکتے ہیں جس طرح یہ ان کی اپنی قرار داد ہے ۔ لیکن کسی

خاص مل کو کسی خاص مقام پر نہیں لگایا گیا یا لگایا جائے ایسا مطالبہ کرنا اس قرار داد کا مقصد نہیں ہے ۔

The member is most irrlevent. He should be asked to be relevant.

سید تابش الوری ۔ میں یہ حوالہ دے رہا ہوں کہ پسماندہ علاقوں سے کیا کیا زیادتیاں ہوئی ہیں ۔ صادق آباد ٹیکسٹائل مل صادق آباد کے لیے منظور کی گئی تھی لیکن اس کو ملتان منتقل کرا لیا گیا اور وہ آج بھی ملتان کی شاہراہ پر صادق آباد ٹیکسٹائل مل، کے نام سے قائم ہے اسی طرح سے گھی مل بہاولپور کے لیے منظور کرائی گئی تھی مگر وہ وہاں سے لائل پور منتقل کر دی گئی ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ماضی کی حکومتوں کی اس غلط پالیسی کا شاخسانہ ہے کہ آج ہم ایسی پسماندگی اور معاشی بد حالی سے دو چار ہیں اور اگر اس حکومت نے بھی انہی روایات کو برقرار رکھا تو یہ پسماندہ علاقے جو صدیوں سے پسماندگی اور محرومیوں سے دو چار ہیں وہ آئندہ بھی ترقی کی کرنوں سے محروم رہیں گے ۔ اس لیے میں توقع کرتا ہوں کہ یہ ایوان جس کے 80% ارکان پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اس موقع پر اس اہم ترین قرار داد کی حمایت کریں گے تاکہ ان کے پسماندہ علاقوں کے عوام کے لیے صنعتی ترقی کے مواقع حاصل ہونے سے ان کا معیار زندگی بلند ہو سکے ۔ ان کو روزگار کے مواقع میسر آ سکیں اور ان کو اچھی شہری سہولتیں میسر آ سکیں ۔ اگر اس ایوان کو پسماندہ علاقوں سے واقعی محبت ہے اور اراکین سمبلی اپنے پسماندہ عوام کی حقیقی طور پر خوشحالی چاہتے ہیں تو اس قرار داد کی حمایت ان کا ایک مقدس فرض ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں خان محمد ۔

سردار صفیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس وقت ایوان میں سید ناظم حسین شاہ صاحب تشریف رکھتے ہیں جو پینل آف چیئرمین میں دوسرے ممبر ہیں ۔ ان کی موجودگی میں جونیئر ممبر بطور چیئرمین اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا ۔

The House is, therefore, not in order.

ایک ممبر ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

میاں خان محمد ۔ جناب چیئرمین میں اس قرار داد کی اس بنا پر مخالفت کرتے

اٹھا ہوں کہ اس قرار داد پر بحث کرنا ۔ اس کو یہاں پر پیش کرنا اور پھر اس کو پاس کروانا میرے خیال میں تضیع اوقات کے مترادف ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت پہلے ہی اس امر پر گامزن ہے کہ صنعتوں کو دور دراز علاقوں پر پھیلا دیا جائے اور جن علاقوں کو پسماندہ قرار دیا جا چکا ہے ان کی پسماندگی کو صنعتوں کے قیام سے دور کر دیا جائے تو پھر اس قسم کی قرار داد پیش کرنا اور اس کو موضوع بنانا اور اس پر بحث کرنا یہ واقع تضیع اوقات کے مترادف ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اس اسمبلی میں اس سے پہلے ایک قانون پاس کر چکے ہیں جس کا نام تھا چھوٹی صنعتوں کے قیام کا قانون ۔ تو جب ہم قانون پاس کر چکے ہیں کہ چھوٹی صنعتیں دور دراز کے علاقوں میں لگائی جائیں تو پھر اس قرار داد کو یہاں پیش کس لیے کیا گیا ہے جبکہ قانون کے مقابلہ میں قرار داد کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے ۔ اور پھر جناب والا ۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے ہر شخص کو ۔ دور دراز کے علاقے کے لوگوں کو invitation دی ہے کہ وہ جتنی صنعتیں چاہیں لگائیں اور ان کے لیے جتنا سرمایہ ان کو درکار ہے جتنی دوسری سہولتیں درکار ہیں وہ ان کو بہم پہنچا دی جائیں گی تاکہ تمام تکالیف کو دور کر دیا جائے ۔ ۔ قائد عوام نے گورنمنٹ ہاؤس میں بھی تمام ممبران اسمبلی کے سامنے یہ فرمایا تھا کہ آپ ایک کروڑ مانگیں ۔ ہم دو کروڑ دیں گے ۔ اور اگر صنعتوں پر دو کروڑ خرچ کریں ۔ ہم چار کروڑ دیں گے ۔ ایسے حالات میں جب کہ حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ۔ جب کہ حکومت کی طرف سے کوئی رکاوٹ اس میں پیدا نہیں کی جاتی ۔ تو پھر یہ تاثر دینا کہ حکومت پسماندہ علاقوں کو پھر پسماندہ رکھنا چاہتی ہے ۔ اور ان کی ترقی کے لیے کوئی کام نہیں کرنا چاہتی ۔ میرے خیال میں یہ ظلم ہے ۔ حکومت پر بہتان ہے ۔ اور اس قسم کا رویہ جو ہے ایوان میں اختیار نہیں کیا جانا چاہیے ۔ اس میں جناب والا ۔ ایک خاص قسم کی مجبوری بھی ہوتی ہے ۔ مثلاً جن علاقوں میں صنعتیں قائم ہو چکی ہیں ۔ وہاں یہ عین ممکن ہے ۔ خام مال وہیں سے ملتا ہو ۔ ایک علاقہ ہے وہاں پر گنا پیدا کیا جاتا ہے ۔ اور گنا سے وہاں پر شوگر مل چلائی جاتی ہے ۔ اب اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ ایک نئی صنعت ، ایک نئی شوگر مل لگانی ہے اور وہاں پر پہلے دو تین ۔ چار ملیں ہیں اور یہاں پر نہیں لگانی چاہیئیں ۔ کیونکہ وہاں پر صنعت کا ارتکاز ہو جائے گا ۔

اور یہاں پر شوگر ملیں اور زیادہ ہو جائیں گی ۔ اور پھر نئی مل جو لگانی ہے اس کو اس علاقے سے دور لگایا جائے تو پھر میرا خیال ہے اس قوم کی ایک مثال بن جائے گی ۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ایک قوم نے منصوبہ بنایا تھا کہ کالج لاہور میں بنائیں اور ہوسٹل امرتسر میں بنائیں ۔ اس میں ہمیں نقصان پہنچے ۔ جہاں پر خام مال پیدا ہوتا ہے وہاں پر صنعتیں ضرور لگیں گی ۔ اگر اس اصول پر جو اس قرار داد میں پیش کیا گیا ہے ۔ اگر ہم عمل کریں گے تو ہمیں بے حد نقصان پہنچے گا ۔ اس چیز کے لیے وسائل نقل و حمل کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے ۔ اب ہمارا ملک یہ جو کہا گیا ہے کہ شہروں کے اندر صنعتیں بہت لگ گئی ہیں ۔ پانچ چھ شہروں کے اندر بہت زیادہ صنعتوں کا ارتکاز ہو گیا ہے ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی بالکل غلط ہے ۔ لاہور شہر پنجاب کا سب سے بڑا شہر ہے ۔ آپ انگلیوں پر گن سکتے ہیں کہ یہاں صرف چند صنعتیں ہیں ۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ اس شہر کے اندر اور زیادہ صنعتیں قائم کی جائیں ۔ اور پھر دوسرے شہروں کے اندر بھی قائم کی جائیں ۔ حکومت بھی یہ چاہتی ہے کہ اس ملک کے اس صوبے کے ہر ایک فرد کو ہر ایک مکان کے اندر ایک کارخانہ لگا دیا جائے تاکہ ہمارا ملک صنعتی طور پر زیادہ سے زیادہ ترقی کر سکے ۔ تو اس وجہ سے جہاں پر نقل و حمل کے وسائل زیادہ ہوں گے ۔ یا سہولتیں زیادہ ہوں گی ۔ وہاں صنعتیں زیادہ سے زیادہ کامیاب ثابت ہوں گی ۔ آپ ایک دور دراز علاقے میں صنعت لگا لیں ۔ لیکن وہاں پر پہنچنے کے لیے آپ کے پاس نقل و حمل کے وسائل نہ ہوں ۔ سہولتیں نہ ہوں تو وہ آپ کی صنعتیں بالکل بے کار ہو جائیں گی ۔ آپ کو نقصان ہوگا ۔ آپ کو گھاٹا پڑے گا ۔ اور آپ مجبور ہوں گے کہ اس صنعت کو آپ کسی دوسری جگہ پر منتقل کریں گے ۔ یا اس کو بالکل بند کر دیں ۔

یہاں پر جناب تابش الوری صاحب نے یہ فرمایا کہ بہاولپور ٹیکسٹائل مل بہاولپور کے لیے منظور ہوئی تھی اور اس کو بعد میں کراچی منتقل کر دیا گیا ۔ پھر صادق آباد میں ٹیکسٹائل مل منظور ہوئی تھی لیکن اس کو ملتان میں منتقل کر دیا گیا ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب اس قسم کی دھاندلیاں ہوا کرتی تھیں ۔ جب عوام کا

استحصال ہوتا تھا ۔ جب ان کے مفادات کو نقصان اس طریقے سے پہنچایا جاتا تھا ۔ وہ اب دن گئے ۔ اب وہ دور چلا گیا ۔ اب وہ دور آ رہا ہے جہاں انصاف کا دور دورہ ہوگا ۔ جس میں انصاف ہوگا ۔ جو علاقے دور دراز کے ہیں ان کو سہولتیں حکومت میسر کرتی ہے ۔ جن کے فائدے کے لیے کوئی قدم اٹھاتی ہے ۔ اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے مفادات کو ملیا میٹ کرکے کسی خاص علاقے کو فائدہ پہنچایا جائے ۔ یہ صوبہ ہر پاکستانی کا صوبہ ہے ۔ یہاں پر رہنے والوں کا صوبہ ہے ۔ صنعتیں جو لگیں گی وہ ہر ایک فرد کے لیے ہوں گی ۔ کسی ایک فرد کے لیے نہیں ہوں گی ۔ کسی ایک شخص کو فائدہ پہنچانے کے لیے حکومت اس قسم کی تبدیلیاں جو ہیں مثلاً ملیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کر دیں ۔ یہ حکومت نہیں کرے گی ۔ آپ یہاں بیٹھے ہیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس اسمبلی کے اندر ہیں ۔ اس طاقت سے جو عوام نے ہمیں دی ہے ۔ ہم اس قسم کی کوئی بہادری ۔ اس قسم کی کوئی چیز یہاں نہیں ہونے دیں گے کہ ایک علاقہ کی صنعت منظور کی جائے ۔ اور پھر اس کو منتقل کرکے دوسرے علاقے میں پہنچا دیا جائے ۔ اب وہ دن ختم ہو چکے ہیں ۔ اب نیا دور ہے ۔ عوامی دور ہے ۔ اور عوامی دباؤ کے سامنے کوئی حکومت جو ہے اس قسم کی چیز نہیں کر سکتی ۔ اور اس حکومت سے اس قسم کی توقع رکھی ہی نہیں جا سکتی ۔ تو ان کے دلائل کے ساتھ میں یہ درخواست کروں گا کہ اس قرار داد کو نا منظور کیا جائے ۔ کیونکہ اس کے زیر بحث لانے کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ حکومت خود بخود پہلے ہی اس پالیسی پر عمل پیرا ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے وہاں صنعتیں قائم کی جائیں تو ہر طبقہ فکر کی طرف سے اس قرار داد کو حمایت مل سکتی ۔ لیکن فاضل رکن جس نے یہ قرار داد پیش کی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے نیک نیتی پر یہ قرار داد پیش نہیں کی ۔ آپ جانتے ہیں کہ حکومت نے خود ایسے اقدامات کیے ہیں کہ اب پسماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لیے وہاں صنعتیں قائم کی جائیں ۔ اس حکومت کے دور میں جتنی بھی صنعتیں منظور ہوئی ہیں آپ فہرست اٹھا کر دیکھ لیں ۔ وہ تمام کی تمام زیادہ تر

پسماندہ علاقوں میں ہیں ۔ میرے فاضل دوست نے یہ قرار داد پیش کرکے ایک انگلی خون کی لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے کی کوشش کی ہے ۔ انھوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ شاید حکومت ایسا کرنا نہیں چاہتی ۔

سید تابش الوری ۔ میں فاضل ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ کون سے علاقے میں یہ صنعتیں لگائی گئی ہیں ۔ وہ اس کا ذکر کریں ۔ پسماندہ علاقوں میں خصوصاً کہاں لگائی گئی ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ آپ فہرست اٹھا کر دیکھیں ۔ جتنی صنعتیں منظور ہوئی ہیں ۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ صنعتیں لگ چکی ہیں ۔ بلکہ جتنی صنعتیں اس حکومت نے منظور کی ہیں وہ زیادہ تر پسماندہ علاقوں کی ہیں ۔ ایسے اضلاع کے لیے ہیں جو ترقی یافتہ نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ اگر آپ کے علم میں ہے تو آپ بتا دیں ۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ یہ مناظرہ نہیں کر سکتے ۔ ان کو تقریر کا وقت ملے گا ۔ یہ میری تقریر میں اگر کسی بات کی تردید کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ۔ اور بیٹھے بٹھائے سوال نہیں کر سکتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہمیں حق ہے کہ ہم وضاحت چاہیں کہ وہ علاقہ بتائیں جو ہماری معلومات میں نہیں ۔ جہاں صنعتیں منظور ہو چکی ہیں ۔ کیونکہ وہ اپنی معلومات کی بنا پر کہہ رہے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ مجھے یہ بتانے میں خوشی ہے کہ زیادہ جو ملیں منظور ہوئی ہیں وہ ضلع میانوالی ، ضلع جھنگ ، ضلع جہلم ، ضلع کیمبلپور ، ضلع مظفر گڑھ ، ضلع راولپنڈی اور بہاولپور کے پسماندہ علاقوں کے لیے منظور ہوئی ہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا ۔ میرے فاضل دوست نے محض شہیدوں کی صف میں شامل ہونے کی کوشش کی ہے ۔ یہ تاثر دے کر کہ حکومت ایسا نہیں کرنا چاہتی اور حزب اختلاف کا مطالبہ ہے ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک کسی خاص علاقے میں صنعتوں کے ارتکاز کا تعلق ہے ۔ اس کے لیے کچھ معلمی

اصول بھی ہیں ۔ کچھ اقتصادی اصول بھی ہیں ۔ کچھ کاروباری اصول بھی ہیں تجارت کے اصول بھی ہیں ۔ دو طریقوں سے صنعتوں کا ارتکاز ہوتا ہے ۔ کسی خاص صنعت کے لیے مخصوص حالات ۔ خاص علاقہ ۔ خام پیداوار اور اس کی کھپت مارکیٹ کا ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ میرے فاضل دوست نے خود فرمایا ہے اور اپنی ہی قرار داد کی خود contradiction کی ہے ۔ ایک بڑی صنعت سے چھوٹی صنعت جنم لیتی ہے ۔ جب ایسا ہوگا تو یقیناً صنعتیں ارتکاز پذیر ہوں گی ۔ وہ مرتکز ہوں گی ۔ اگر مرتکز نہیں ہوں گی تو ملک کو صنعتی ترقی نصیب نہیں آ سکتی ۔ ان کا مرتکز ہونا صنعتی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے ۔ اور دوسری چیز یہ ہے کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے وہاں ان کے ماحول کے مطابق ۔ ان کے مخصوص حالات کے مطابق ۔ ایسی صنعتیں لگائی جائیں جو کامیاب ہو سکیں ۔ یہ قرار داد پیش کرکے جہاں صوبائی اسمبلی کے وقت کی قدر نہیں کی گئی ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ وہاں وفاقی مقننہ سے یہ درخواست کرنا کہ ایسے قوانین مرتب کریں کہ صنعتوں کا ارتکاز نہ ہو سکے ۔ ان پر کام بڑھانے سے زیادہ اور کچھ نہیں ۔

(اس مرحلہ پر بیگم بلقیس حبیب اللہ کی جگہ سید ناظم حسین شاہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے وہ قرار داد پڑھ لیں ۔ پھر وہ تقریر کریں ۔ یہ تو براہ راست اس ہاؤس کی قرار داد ہے اور یہ حصہ سوئم کی قرار داد ہے اس کا وفاقی مقننہ سے سفارش کا کوئی تعلق نہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں حاجی صاحب کا شکر گزار ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی صاحب ۔ فاضل مقرر نے میرے آنے سے پہلے تقریر شروع کی ہوئی تھی ۔ اور آپ کو پوائنٹ آف آرڈر اس وقت اٹھانا چاہیے تھا ۔ سردار صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کر رہا تھا کہ فاضل رکن نے ایک خاص قسم کا تاثر یہاں دینے کی کوشش کی ہے ۔ حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھیں گے ۔

کہ اگر کسی شہر کی آبادی زیادہ ہے تو وہاں مزدور زیادہ ہوں گے ۔ اُن مزدوروں کو روزگار مہیا کرنے کے لیے ہمیں وہاں زیادہ صنعتیں لگانی پڑیں گی اور ایک ایسی جگہ ہے جہاں آبادی کم ہے اور labour مہیا نہیں ہے ۔ اگر وہی صنعتیں وہاں لگا دی جاویں تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صنعتیں کامیاب ہو سکتی ہیں اور نہ اس آبادی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ جو کہ بے روزگاری کا شکار ہیں ۔ اس کے لیے کسی خاص قسم کا قانون بنانا ۔ کسی خاص قسم کے hard and fast rules کا تعین کرنا میں سمجھتا ہوں کہ صنعتی ترقی کے لیے نقصان دہ ہوں گے ۔ اس سے صوبہ کے عوام کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔ اس کے لیے جو اصول معاشیات کے اصول ہیں ۔ اس پر عمل کرنے سے صرف صنعتی ترقی ہو سکتی ہے ۔ جہاں جس صنعت کی ضرورت ہوگی وہاں پر ہمیں صرف وہی صنعت لگانی پڑے گی ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی صنعت کی بہت ساری ملیں ایک ہی جگہ قائم کرنی پڑیں ۔ کیونکہ ان کی وہاں صنعتی ضرورت ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی صنعت جو ایک خاص مقام کے لیے ضروری ہو ۔ وہاں اسے قائم کیا جاوے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مچھلی کو خشک کرنے یا بند کرنے کی صنعت بہاولپور کے ریگستان میں قائم کریں ۔ اُس کو آپ کو کراچی ہی میں قائم کرنا پڑے گا ۔ اسی طرح پر آپ گنے کی مل کو کسی صورت میں بھی ایسے علاقہ میں نہیں لگا سکتے ہیں ۔ جہاں کپاس پیدا ہوتی ہے ۔ اس کو آپ کو ایسے علاقہ میں نصب کرنا پڑے گا ۔ جہاں گنا پیدا ہوتا ہے ۔ چاہے وہاں کتنی ہی ملیں ہوں ۔ تو جناب سپیکر ۔ میں ان دلائل کے ساتھ اس قرارداد کی پر زور مخالفت کرتا ہوں کہ اس قسم کی قرارداد کے پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ، عوامی حکومت نے پہلے ہی پس ماندہ علاقے کی ترقی کے لیے وہ اقدامات کیے ہیں ۔ جو آج تک ان کی پیش رو حکومتوں نے میرے فاضل دوست کی پیش رو حکومتوں نے نہیں کیے ۔ آپ دیکھیں کہ پیپلز ورکس کونسل کے لیے جب صوبہ میں چھ اضلاع میں روپیہ کا تعین کیا گیا ۔ تو آپ دیکھیں گے کہ چھوٹے اضلاع میں جو پس ماندہ ہیں ۔ ان میں زیادہ رقوم دی گئی اور جو بڑے اضلاع ہیں اور مقابلتاً کم ترقی یافتہ ہیں ۔ اُن میں کم رقوم دی گئی ہیں ۔

مثال کے طور پر میں یہاں عرض کرتا ہوں کہ میرا ضلع سرگودھا ہے اس کو صرف پچاس لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں ضلع جھنگ جو آبادی کے لحاظ سے اور رقبہ کے لحاظ سے 1/3 حصہ ہے ۔ اس کو اس سے دوگنا رقم یعنی ایک کروڑ کی رقم دی گئی ہے ۔ وہ اس لحاظ سے دی گئی ہے کہ جھنگ کو سرگودھا کے مقابلہ میں بھی پس ماندہ علاقہ سمجھا جاتا ہے ۔

ایک آواز ۔ یہ غلط ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ یہ غلط نہیں ہے ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ غلط نہیں ۔ میں حقیقتاً آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ غلط نہیں ہے ۔ آپ list اٹھا کر دیکھ لیں ۔ میں کسی صوبے یا کسی ضلع کی بات نہیں کر رہا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ جناب سردار صاحب آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں ۔ قواعد سے تو آپ ماشاء اللہ اچھی طرح سے واقف ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ وہ غلط انکشافات فرما رہے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں ایسی statement کی ذمہ داری لیتا ہوں ۔ میں اس ایوان میں نہایت ذمہ داری کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پیپلز ورکس کے لیے جو رقوم متعین کی گئی ہیں ۔ وہ ضلع کے حدود اربعہ ۔ رقبہ یا آبادی کے لیے لحاظ سے نہیں ۔ بلکہ ان کی پسماندگی اور ان کے ترقی یافتہ ہونے کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی گئی ہیں ۔ چھوٹے اضلاع کو جو پسماندہ ہیں مقابلتاً زیادہ رقوم دی گئی ہیں ۔ آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں ۔ آپ دیکھیں گے کہ میری statement بالکل درست ہے اور میرے فاضل دوست کا اعتراض سراسر غلط ہے ۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس حکومت کی نیت کیا ہے ۔ اس حکومت کا عمل کیا ہے ۔ یہ حکومت کیا کرنا چاہتی ہے ۔ یہ حکومت پہلے ہی پس ماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لیے وہاں صنعتیں قائم کرنا چاہتی ہے اور ان کو فوقیت دیتی ہے ۔ ان علاقوں پر جو پسماندہ ہیں ۔ اس لیے یہ قرار داد محض اس مقننہ کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے اور یہ غلط تاثر دینے کے لیے پیش کی گئی ہے کہ یہ حکومت ایسے اقدامات نہیں کر رہی اور حزب اختلاف کے لوگ اس بات کا اعادہ کرتے ہیں ۔ تو میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے اس قرار داد کی پر زور

مخالفت کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ شیخ عزیز احمد ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس قرار داد کی مکمل حمایت کرتے ہوئے مختصراً یہ عرض کروں گا کہ ہمیں پھر وہی شکایت لاحق ہو رہی ہے کہ جب بھی اس ایوان میں کوئی قرار داد پیش کی جائے تو ہمیں چند اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام ، عوام کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ، اس صوبہ اور ملک کے وسیع تر مفادات اور استحکام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر غور و فکر کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے ۔ اصل بات دیکھنے کی یہ ہوتی ہے کہ بات کہنے والے نے بات کیا کی ہے ۔ مگر افسوس کہ میرے فاضل ممبران نے اس امر کو نہیں دیکھا کہ قرار داد پیش کیا کی گئی ہے ۔ اس کا صوبے کے مفادات سے کیا تعلق ہے ۔ اس کا صوبے کے عوام کو کیا فائدہ پہنچے گا ۔ تمام تر زور اس چیز پر لگایا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں اور وہ اس بنا پر سمجھتا ہوں کہ ان دلائل سے مجھے کوئی بھی ایسی بات نظر نہیں آئی جو انھوں نے اس کی مخالفت میں کی ہو ۔ محض اس بنا پر کہ وہ دلائل حزب اختلاف کی جانب سے دیے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے شیخ عزیز احمد صاحب کو بلایا تھا ۔ حاجی صاحب آپ کے بلائے بغیر بلا اجازت تقریر کر رہے ہیں ۔ کیا آپ نے انھیں اجازت دے دی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی صاحب قواعد انضباط کار سے اچھی طرح سے واقف ہیں ۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید وہ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ۔ حاجی صاحب ۔ آپ پہلے تقریر کر چکے ہیں ۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی فاضل ممبر یا مقرر کے دلائل آپ کو پسند آئیں یا نہ آئیں ہر ایک کی اپنی اپنی مرضی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے حق ہے ہر قرار داد پر بولنے کا ۔ میں اس قرار داد پر پہلے نہیں بول چکا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کی باری جب آئے گی اس وقت بولیں ۔ اس وقت تو میں نے شیخ عزیز احمد کو بلایا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ ایک پارلیمانی اصول جناب کی وضاحت کے لیے عرض کر دوں ۔ کیونکہ chair کو میں guide تو نہیں کر سکتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں اور Parlimentary History میں بولنے کا حق دیا جاتا ہے لیا نہیں جاتا اور یہ قاعدہ ہے کہ کوئی قرار داد اگر زیر غور ہو ۔ تو اس پر بولنے کے لیے ممبر کو اپنا نام دینے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ قواعد آپ اٹھا کر دیکھ لیں ۔

> Every member has a right to participate in a motion which is under consideration in the House.

اور اس کا قاعدہ یہی ہوتا کہ وہ کھڑا ہو جائے اور اگر سپیکر صاحب اس کے کھڑا ہونے اور بولنے پر اعتراض نہیں کرتے تو یہ expected چیز ہوتی ہے کہ :

> He has been allowed to speak

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی صاحب میں نے تو شیخ عزیز احمد صاحب کا نام پکارا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو نہیں ہیں جناب ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ نہیں ہیں تو آپ کھڑے کیوں ہو گئے ان کے بعد اور بھی بہت سے ممبر ہیں ۔ منظور احمد موہل صاحب ہیں ان کا نمبر ہے ۔ آپ اپنی باری پر بولیں اور جس طریقہ سے آپ فرما رہے ہیں کہ جناب ہر ممبر کا حق ہے تو پھر تو سب ممبر حضرات کھڑے ہو جائیں اور بولتے رہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. They can speak turn by turn.

مسٹر چیئرمین ۔ جب آپ turn by turn مان رہے ہیں ۔ تو آپ اپنی ہی turn پر بولیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ قواعد میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہم chair کو لکھ کر intimate کریں کہ ہم نے بولنا ہے ۔ کوئی قاعدہ کوئی rule بتا دیں ۔ اگر chair ایک ممبر کو اجازت دے دیتی ہے ۔ ۔ ۔

Sardar Saghir Ahmad. The learned memberr has been checked by the chair, sir.

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کو یہ کیسے خوش فہمی ہو گئی ہے کہ chair نے آپ کو allow کر دیا ہے ۔ میں تو آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں اور اپنی turn پر بولیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں تو جناب آدھی تقریر کر چکا ہوں ۔ میری turn کوئی مقرر تو نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ بتائیں کہ اگر کوئی آپ کا privilage ہو جس پر آپ کی turn مقرر نہ ہو ۔ تو پھر تو اور بات ہے ۔ اب اگر شیخ عزیز احمد نہیں ہیں تو منظور احمد موہل صاحب کی باری ہے ۔ وہ بول لیں ۔ پھر جب آپ کی turn آئے گی تو آپ بھی بول لینا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب آپ نے منظور احمد موہل کو call نہیں کیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میں نے شیخ عزیز احمد کا نام لیا ہے اور آپ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پارلیمانی طریقہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی ممبر بولنا چاہے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو جائے ۔ آپ مجھ سے یہ سوال کر سکتے تھے کہ آپ ابھی نہ بولیں دوسرا بولے ۔ جب میں تقریر شروع کر چکا ہوں ۔

Then it is my right and I can speek.

میں تو آدھی تقریر ختم کر چکا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ جب حاجی صاحب نے تقریر شروع کی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی فاضل ممبر کی تقریر پر اعتراض کرنا چاہتے تھے مگر جب یہ بات لمبی ہو گئی تو معلوم ہوا کہ وہ تقریر کر رہے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ سردار نصراللہ صاحب دریشک کا نام میاں منظور احمد موہل صاحب سے پہلے ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا لسٹ سردار صغیر احمد صاحب نے دی ہے ؟

مسٹر چیئرمین ۔ یہ مجھ سے پہلے کی بنی ہوئی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جن ممبران نے بولنے کی خواہش کی تھی سپیکر صاحب نے ان کے نام لکھے ۔ مجھے ان کی ترتیب یاد ہے ۔ سردار نصراللہ خان دریشک صاحب کا نام میاں منظور احمد موہل صاحب سے پہلے ہے ۔ جاوید حکیم صاحب قریشی کا نام بھی پہلے ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ جن ممبران نے بولنے کی خواہش کی ہوگی ۔ انھوں نے نام دیے ہیں ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ یہ سپیکر صاحب نے لسٹ دی ہے لہذا یہ اسی طرح سے چلے گی ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میرا نام بھی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ہاں آپ کا نام بھی ہے ۔ جس ترتیب سے نام ممبران دیتے ہیں اسی ترتیب سے وہ اپنی اپنی باری پر بولتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جو میں نے کیا ہے وہ پارلیمانی روایات کے مطابق کیا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ آپ کی رولنگ آ چکی ہے ۔ اس لیے فاضل ممبر کو چاہیے کہ وہ مزید کچھ نہ فرمائیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ بھی پارلیمانی روایات ہوتی ہیں کہ اگر سپیکر کسی فاضل ممبر کو یہ استدعا کرے کہ وہ مزید کچھ نہ کہیں تو وہ تشریف رکھیں ۔ حاجی صاحب آپ سے استدعا کی جاتی ہے کہ آپ تشریف رکھیں ۔ میاں منظور احمد موہل تقریر کریں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے جب ممبران نے نام دیے تھے ۔ اس وقت بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ صدارت کر رہی تھیں ۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ کس ترتیب کے ساتھ نام آئے تھے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ منظور احمد موہل صاحب کے بعد چودھری علی بہادر خان کی باری ہے اور ان کے بعد آپ کی ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ جناب والا ۔ یہ لسٹ سپیکر صاحب نے دی ہے اس لیے ہم اس کے پابند ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ آج اس ہاؤس میں سید تابش الوری صاحب کی ایک قرار داد ہے جو نہایت ہی اہم ہے ۔ وہ قرار داد صوبہ پنجاب کی صنعتی ترقی سے متعلق ہے ۔ میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور یہ ہمیں نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کس طرف سے آئی ہے اس کے محرک کون تھے تحریک کرنے والے تھے بلکہ ہمیں حقیقت پسندی کا ثبوت دینا چاہیے کہ دیکھیں کہ یہ قرار داد ہے کیا چیز ۔ کیا وہ ایسی قرار داد ہے جو صوبہ کے عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق ہے ۔ کیا وہ قرار داد ایک ایسی قرار داد ہے جو پسماندہ علاقوں کی بہتری کے لیے پیش کی گئی ہے یا وہ اس کے برعکس ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس قرار داد کے الفاظ کا تعلق ہے ۔ میں اس ہاؤس میں ان کو پھر دہراتا ہوں ۔ وہ فرماتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اندر چند شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کو روکا جائے ۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ جو بن چکی ہیں ان کو منتقل کر دیا جائے ۔ یہاں پر ایک دوست نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جو صنعتیں بن چکی ہیں ان کو کسی اور جگہ پر منتقل کریں یا کوئی ایسی بات کریں ۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاں پہلے زیادہ صنعتیں ہیں تو وہاں پر ان کے ارتکاز کو روکا جائے ۔ وہاں پر اور صنعتیں نہ لگائی جائیں اور اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا جائے ۔ وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ کوئی خاص سخت یا نرم رول اس کے لیے بنایا جائے ۔ جس طرح میرے محترم دوست سردار صغیر احمد صاحب نے کہا ہے کہ صنعتوں کے بارے میں کوئی نرم یا سخت رول نہیں بنایا جا سکتا ۔ میں اس سے متفق ہوں لیکن محرک کیا چاہتے ہیں ۔ محرک یہی چاہتے ہیں کہ ایک اصول طے کیا جائے ۔

انہوں نے یہاں پر پیپلز ورکس پروگرام کی بھی بات کی تھی ۔ میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ ایسا ہوا ہے ۔ ہمارے 19 اضلاع میں سے 10 اضلاع کو پسماندہ قرار دے دیا گیا ہے ۔ تعمیراتی پروگرام میں اور باقی 9 کو مقابلتاً

پسماندہ قرار نہیں دیا گیا ۔ فارمولا وضع کیا گیا ہے تعمیراتی پروگرام کے متعلق تو اس میں صنعتوں کا جناب والا ذکر نہیں ہے ۔ اس میں یہ کہ 55 فیصدی ان اضلاع کو جو پسماندہ ہیں ۔ 45 فیصدی ان کو جو ان سے مقابلتاً ترقی یافتہ ہیں اور اس کے بعد 30 فیصدی جناب والا ۔ آبادی کے لحاظ سے ۔ محرک یہ چاہتے ہیں کہ ایسا اصول وضع کیا جائے جس سے صنعتوں کا ارتکاز نہ ہو سکے ۔ حکومت وقت کا فرض ہے ۔ حکومت وقت نے فیصلہ کرنا ہے کہ کس اصول پر اس ارتکاز کو روکا جائے ۔ کس اصول پر اس ارتکاز کو روکنا ہے ۔ آگے چل کر وہ کہتے ہیں کہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ قائم ہونے والی تمام صنعتیں مختلف علاقوں بالخصوص پسماندہ علاقوں میں پھیلائی جائیں ۔ وہ یہ بھی قدغن نہیں لگاتے کہ جہاں پہلے کوئی صنعت ہے وہاں بالکل نہ لگائی جائے وہ ایک specialization کر رہے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ پسماندہ علاقوں سے ترجیحی سلوک روا رکھیں تاکہ وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پایہ ہو سکیں ۔ مجھے اپنے بھائیوں کی عقل پر رونا آتا ہے کہ ان کو کیا ہو گیا ہے ۔ وہ کہاں چلے گئے ہیں ۔ وہ کیا mandate لے کر یہاں آئے تھے ۔ پھر آج یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تضیع اوقات ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ کھسیانی بلی کھنبہ نوچے ۔ ان کے پاس کوئی بات نہیں ہے ۔ ان کے پاس کوئی جامع مواد نہیں ہے ۔ یہ تضیع اوقات نہیں ہے ۔ ہمیں اس صوبے کے عوام کے تحفظ کے لیے کوئی بات کرنی چاہیے ۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرنی چاہیے ۔ وہ ہم یہاں پر بیٹھ کر کر سکتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آج کی یہ قرار داد پسماندہ علاقوں کے لوگوں کے لیے سب سے بڑھ کر ہے ۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی قرار داد نہیں ہو سکتی ۔ یہ کہا گیا ہے کہ تضیع اوقات ہے لیکن مجھے آپ سے بالکل اختلاف ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ خواتین نے کوئی مخالفت نہیں کی وہ بلی کہہ رہے ہیں ان کو وہ بلا کہیں ۔ (قہقہہ)

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں ابھی عرض کروں گا کہ حکومت تمام علاقوں کے لیے باپ کی مانند ہوتی ہے ۔ تمام علاقے اس کی اولاد ہوتے ہیں اگر باپ کا سلوک اولاد کے ساتھ مختلف ہوگا تو لازمی طور پر

اولاد کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت پھیلے گی ۔ یہی وجہ ہے جناب والا ۔ کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ایسا طریقہ کار اختیار کریں کہ ایک علاقہ دوسرے علاقے کے خلاف آواز بلند نہ کرے اس کو احساس ہی نہ ہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔ میں یہ کہوں گا اور پھر ہماری پارٹی کا منشور ہے کہ ہم اس mandate کو لے کر آئے ہیں کہ ہم استحصال کو ختم کریں گے ۔ علاقائی استحصال کو ختم کریں گے ۔ انسانی استحصال کو ختم کریں گے ۔ ہم تو یہ چیز لے کر آئے ہیں ۔ ہم نے عوام سے ووٹ بھی اسی وجہ سے لیے تھے ۔ ہم نے عوام کو فریب دیا تھا کہ اگر ہم برسر اقتدار آئے تو مساوات پھدی ہوگی ۔ یہ نہیں ہوگا جو پہلے کی حکومتیں کرتی تھیں کہ جہاں پہلے صنعت تھی وہاں پر دوسری لگائی جاتی تھی ۔ ہم ایسی بات نہیں کریں گے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ خام مال یہاں ہو ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا تمام خام مال لاہور میں ہے ۔ کیا تمام خام مال گوجرانوالہ اور لائل پور میں پیدا ہوتا ہے ۔ یہ آپ کہاں کی بات کرتے ہیں ۔ میں اس بات سے متفق ہوں کہ تمام موجودہ صنعتیں پہلی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہاں قائم ہوئی ہیں ۔ تو محرک یہ چاہتے کہ اس چیز کا اعادہ نہ کیا جائے بلکہ اصولی طور پر ہمیں ایسی پالیسی بنانی چاہیے کہ جس کے تحت پسماندہ علاقوں کی حق تلفی نہ ہو ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں صاحب ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اس میں وقت کی کوئی قیود نہیں ہیں ۔ گھنٹی بجا کر آپ ایک نئی روایت پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ دیکھیں یہ قطعاً نہیں ہو سکتا یہ کوئی رول نہیں ہے ۔ اگر میں غیر متعلقہ بات کروں تو آپ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر متعلقہ بات کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ وقت کی کوئی قدغن نہیں لگا سکتے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں صاحب ۔ رول 101 میں واضح ہے کہ کوئی فاضل رکن 10 منٹ سے زیادہ نہیں بول سکتا ۔

میاں منظور احمد موہل - مجھے جناب والا - ابھی 5 منٹ ہوئے ہیں -

مسٹر چیئرمین - آپ کے 10 منٹ ہو گئے ہیں -

میاں منظور احمد موہل - میں چونکہ دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتا ہوں - اس لیے میری باری میں گھنٹی بجائی جاتی ہے - تو جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ بہاولپور صنعتی لحاظ سے پسماندہ ہے - پہلی حکومتوں نے بے انصافی کی ہے - ہماری عوامی حکومت کو چاہیے کہ وہ کوئی ایسا فارمولا اختیار کریں کہ کسی علاقے میں یہ تاثر نہ پھیلے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے - اگر صنعتوں کے ارتکاز کو ایک خاص علاقہ میں نہ روکا گیا تو لازمی طور پر یہ تاثر پیدا ہوگا کہ آپ اس کے ساتھ ترجیحی سلوک روا رکھ رہے ہیں - یہ لازمی امر ہے یہ تاثر تو ضرور پیدا ہوگا کہ موجودہ حکومت سابقہ حکومت کی طرح اس ارتکاز کو نہیں روک رہی بلکہ وہاں پر صنعتوں کا جال پھیلا رہی ہے جہاں پہلے بہت سی صنعتیں تھیں - تو اس سلسلے میں یہاں پر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لسٹ بنائی گئی ہے حالانکہ فاضل ممبر کی تقریر میں ہم نے point out کیا تھا کہ وہ کون سی لسٹ ہے - آپ براہ مہربانی ان علاقوں کے نام بتا دیں لیکن چونکہ کوئی لسٹ نہیں تھی اور ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ان کے پاس کوئی تعمیری پروگرام نہیں ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے اس لیے یہاں پر ہاؤس کو inform نہ کر سکے کہ کن کن علاقوں میں موجودہ حکومت صنعتیں قائم کرنا چاہتی ہے - جناب والا - شکریہ -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر - مسٹر جاوید حکیم قریشی -

مسٹر جاوید حکیم قریشی - جناب سپیکر - جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پسماندہ علاقوں میں نہ صرف یہ کہ صنعتی ترقی بلکہ تمام ترقی ہونی چاہیے -

مسٹر سپیکر - جاوید حکیم صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں - میں ایک امر کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ incident ایک دفعہ پہلے بھی ہو چکا ہے اور آج پھر repeat ہوا ہے - وہ incident یہ ہے کہ panel of the Chairmen میں order of precedent تو ہے لیکن یہ آرڈر نہیں ہے کہ اگر

پینل کا ایک رکن صدارت کر رہا ہو اور order of precedent میں پہلا ممبر آ جائے تو وہ کرسی vacate ہوگی۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں اگر پینل کا چیئرمین بیٹھا ہوا ہو اور ڈپٹی سپیکر آ جائے تو پھر کیا پوزیشن ہوگی ؟

مسٹر سپیکر ۔ پھر ڈپٹی سپیکر صدارت کرنے کا مجاز ہے ۔ میں اس کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پینل میں یہ نہیں ہے They all enjoy equalstatus. اور اگر کوئی صدارت کر رہا ہے اور اس سے order of the list میں پہلے آ جاتا ہے تو Presiding Officer is not required to vacatethe chair. This has happened to day and I would like to dispel this impression. Yes Mr. Javeed Hakim Qureshi.

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اصولی طور پر اس بات سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ پسماندہ علاقوں میں نہ صرف یہ کہ صنعتی ترقی بلکہ ان کی مجموعی ترقی کے لیے ہمہ جہتی کوششیں ہونی چاہئیں ۔ لیکن میں جناب والا ۔ آج کی قرار داد کی بنیادی وجہ یہ پاتا ہوں کہ اس قرار داد سے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ موجودہ حکومت شائد پسماندہ علاقوں کی ترقی میں دلچسپی نہیں رکھتی ۔ لہذا آج موجودہ حکومت کو ایک راہنما اصول بنانا چاہیے کہ پسماندہ علاقوں میں صنعتی ترقی کا اہتمام کیا جائے جبکہ بنیادی طور پر یہ بات غلط ہے ۔ اس لیے پاکستان پیپلز پارٹی اپنے منشور کے لحاظ سے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے پروگرام کے لحاظ سے اس بات کی پابند ہے کہ پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی اور پسماندہ علاقوں کی مجموعی ترقی کے لیے کوششیں کی جائیں ۔ خود فاضل دوستوں نے آج کی محفل میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام اور دوسرے پروگراموں میں پسماندہ علاقوں کی ترقی کا خیال رکھا گیا ہے ۔ یہی بات صنعتی ترقی کے سلسلے میں موجودہ حکومت کے سامنے ہے اور موجودہ حکومت نے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی ہے ۔ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت نے بھی نئی صنعت کے سلسلے میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ علاقے جہاں پر خام مال مہیا ہے ۔ جہاں پر مزدور مہیا ہیں ۔ جہاں پر لیبر مل سکتی ہے اور جہاں پر آسانی کے ساتھ اس بات کا بندوبست ہو سکتا ہے اس

صنعت کو قائم کیا جائے ۔ جہاں تک شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری موجودہ حکومت پر عائد نہیں ہوتی ۔ اس لیے کہ چند شہروں میں صنعت کا جو ارتکاز ہوا ہے وہ پہلی حکومتوں کے دور میں ہوا ہے ۔ میرے فاضل دوستوں نے بڑے بڑے شہروں کے نام لیے ۔ ان بڑے شہروں میں کوئی قابل ذکر صنعت نہیں ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ موجودہ عوامی حکومت نے آ کر یہ صنعت وہاں پر قائم کی ہے ۔ کالا شاہ کاکو ۔ لاہور اور ملتان میں بڑے بڑے کارخانے قائم کیے گئے ہیں اور انہیں مرتکز کیا گیا ہے ۔ ایک جگہ تو اس سے پہلے ill planning کا نتیجہ ہے اور اس سے پہلے غلط منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے جب کہ اس دور میں جو کچھ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور اس سلسلے میں یہی کوشش ہے کہ صوبہ کے بلکہ ملک بھر کے مختلف علاقوں میں صنعتوں کو پھیلایا جائے ۔ لہذا آج کی قرار داد کے اگر الفاظ یہ ہوتے کہ موجودہ حکومت نے پسماندہ علاقوں میں صنعتی ترقی بلکہ ہمہ جہتی ترقی کے لیے جو کوششیں شروع کر رکھی ہیں ان کو مزید بڑھایا جائے تو ہم اور یہ ایوان اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہے کہ موجودہ حکومت کی اس پالیسی کو مسلسل جاری رکھا جائے یہ نیک نیتی پر مبنی ہوتا اور یہ بات ٹھیک ہوتی ۔ لیکن اس قرار داد کے ذریعے یہ تاثر دینا کہ حکومت نے اس راہنما اصول کو بھلایا ہوا ہے یہ ایک قسم کا الزام ہے ۔ اور یہ قرار داد اس لیے نیک نیتی پر مبنی نہیں رہتی کہ یہ ایک الزام کی شکل میں ہمارے سامنے آتی ہے ۔ اس الزام کی شکل میں کہ حکومت نے اس بات کا خیال نہیں رکھا ۔ جناب والا ۔ میں اسی بنیاد پر اس قرار داد کی مخالفت کر رہا ہوں کہ یہ قرار داد ایک الزام کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے وگرنہ حکومت پہلے ہی اس بات کا انتظام کر رہی ہے ۔ موجودہ حکومت ۔ اس ہاؤس کے تمام فاضل اراکین اور پیپلز پارٹی کے خاص طور پر اراکین اس بات سے بالکل متفق ہیں اور وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس ملک میں مساوی ترقی ہونی چاہیے ۔ اس ملک کے تمام علاقوں میں ترقی کے مساوی مواقع مہیا ہونے چاہئیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا اس پر پہلے ہی ایمان ہے ۔ یہ بات پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ ہمیں یہ بات اچھی طرح سے یاد ہے ۔ ہم اپنے

عوام سے اس بات کا وعدہ کرکے آئے ہیں کہ ہم ان ہمہ جہتی ترقی کا خیال رکھیں گے اور اگر پاکستان پیپلز پارٹی اس بات کا خیال نہیں رکھے گی تو پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے اراکین اپنے منشور سے منحرف ہوں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اراکین خاص طور پر اسمبلی کے اراکین اپنے اپنے حلقہ نیابت میں اس بات کے پابند ہیں کہ وہ وہاں جا کر پسماندگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ لہذا اس قسم کی کوششوں کے متعلق تمام فاضل اراکین اس بات کی گواہی دیں گے کہ اس قسم کی کوششیں جاری ہیں۔ ہر رکن کی یہ کوشش ہے کہ جہاں جہاں پسماندہ علاقہ ہے اس کا خاص خیال رکھا جائے۔ جناب والا۔ میں اپنے ضلع راولپنڈی کی مثال دیتا ہوں۔ آپ کے سامنے فاضل رکن بابو محمد حنیف صاحب بھی تشریف فرما ہیں وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری کو پسماندہ علاقہ قرار دیا جا چکا ہے اور حکومت نے تحصیل مری میں ترقیاتی کاموں کے لیے۔ حکومت نے مری تحصیل کی مجموعی ترقی کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں اور اس سلسلہ میں کوششیں جاری ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح مری تحصیل کو ہمارے ضلع میں پسماندہ علاقہ قرار دے کر اس کا خصوصی خیال رکھا جا رہا ہے اسی طرح پورے صوبے میں پسماندہ علاقوں کا بخوبی خیال رکھا جا رہا ہے۔ لہذا میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا۔ اصولی طور پر میں اس بات کا پابند ہوں اور اس سے یہ مطلب نہ لیا جائے کہ قرار داد کی مخالفت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پسماندہ علاقوں میں صنعتی ترقی کے خواہشمند نہیں ہیں یا ہم شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کے حامی ہیں بلکہ ہم تو شہروں میں صنعتوں کا ارتکاز ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پسماندہ علاقوں میں صنعتی ترقی کے خواہاں ہیں لیکن چونکہ موجودہ حکومت پہلے ہی اس پالیسی پر عمل درآمد کر رہی ہے لہذا یہ قرار جو الزام کی شکل میں آ رہی ہے اس کی مخالفت کرنا ہمارا فرض ہے۔

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری۔ جناب سپیکر۔ میں بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرف بیٹھے ہوئے حضرات کے خیالات سنتا رہا ہوں اور مجھے نہایت تعجب

کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس طرف سے مجھے تضاد فکر اور تضاد خیال کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکا۔

مسٹر سپیکر۔ یہ آج Government business day ہے یا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ اس طرف سے کچھ حضرات نے تقاریر فرمائی ہیں اور سب نے قرار داد کی مخالفت کی ہے اس لیے کہ یہ حزب اختلاف کی قرار داد ہے۔ میں نے اب تک جو کچھ سنا اس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ موجود حکومت پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے بلکہ ایک فاضل مقرر نے فرمایا کہ اس قرار داد پر عمل کر رہی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اس صورت میں اس قرار داد کی منظوری ضروری نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب یہ حکومت اس بات کا تہیہ کیے ہوئے ہے کہ پسماندہ علاقوں کو دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ لانے کے لیے صنعتی ترقی کے دور میں داخل کیا جائے تو وہ آج اس قرار داد کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں۔ یہ قرار داد ایک اصولی قرار داد ہے۔ یہ ایوان اس صوبے میں ایک سپریم اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ قوت حاکمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حیثیت میں اس کا ایک بنیادی فرض ہے کہ وہ مختلف شعبوں میں پالیسی بنانے کے سلسلے میں اہم ترین مشورے دے۔ ہماری آج کی قرار داد کے ذریعے اس حکومت کو صرف یہ مشورہ دینا مقصود ہے کہ وہ صنعتوں کے ارتکاز کو روکے کیونکہ صنعتوں کے ارتکاز کو روکنے اور اجارہ داری کو ختم کرنے کے لیے مرکزی سطح پر ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اسی بنیاد پر شہروں میں جو صنعتی اجارہ داری ہے اس کو توڑنا نہایت ضروری ہے۔ ہم نے اس قرار داد میں یہ نہیں کہا کہ صنعتوں کے ارتکاز کو ختم کر دیا جائے بلکہ ہم نے یہ کہا ہے کہ صنعتوں کے ارتکاز کو روکا جائے۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ آئندہ تمام صنعتیں پسماندہ علاقوں میں لگائی جائیں بلکہ ہم نے یہ کہا ہے کہ اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ قائم ہونے والی صنعتوں کو مختلف علاقوں میں بالخصوص پسماندہ علاقوں میں پھیلایا جائے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرار داد انتہائی بے ضرر ہونے کے باعث

اپنی بنیادی اہمیت کے پیش نظر اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے متفقہ طور پر منظور کیا جائے تاکہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے وہ لوگ جو پسماندہ علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں وہ اپنے عوام کو جا کر نہ صرف فخر کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ ہم نے ان کے مستقبل کو بہتر بنانے کی خاطر ایوان سے اہم فیصلہ کروایا ہے بلکہ اس ملک کے معاشی استحکام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری حکومت پسماندہ علاقوں کے لیے کوئی حقیقی منصوبہ رکھتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض شعبوں میں پسماندہ علاقوں میں ترقی کا کام ہوا ہے۔ اس لیے صنعتی میدان میں بھی پسماندہ علاقوں کی نمائندگی نہایت ضروری ہے۔ جب تک پسماندہ علاقے صنعتی میدان میں آگے نہیں لائے جائیں گے وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ نہیں ہو سکیں گے۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کے توسط سے ایک بار پھر دردمندانہ گزارش کرتا ہوں کہ پسماندہ علاقوں کی بہبود اور بھلائی کے لیے اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر۔ جناب سپیکر۔ میں اس قرار داد کی مخالفت تو نہیں کر رہی ہوں لیکن فاضل رکن کو پتہ ہونا چاہیے کہ صنعت لگانے کے لیے اس علاقے کی جغرافیائی حالت کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے اور جغرافیائی حالات کے مطابق وہاں صنعتیں قائم کی جاتی ہیں۔ اس میں ایک بات تو یہ کہ وہاں آمد و رفت اور رسل و رسائل کے ذرائع درست ہوں یعنی ریل کے ساتھ اور بندرگاہ کے ساتھ وہ علاقہ ملا ہوا ہو۔ دوسرے وہاں سڑکوں کا جال بچھا ہونا چاہیے یہ نہایت ضروری ہے۔ تیسرے وہاں اسی چیز کی صنعت لگائی جانی چاہیے جو چیز وہاں زیادہ پیدا ہوتی ہے تاکہ اس چیز کو بھیجنے میں دقت محسوس نہ ہو۔ اس لیے جب تک پسماندہ علاقوں میں ریلوں اور سڑکوں اور بندرگاہ کی سہولت نہ ہو اس وقت تک پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کرنا درست اور قرین قیاس نہ ہوگا کیونکہ وہ صنعتیں ہمیں بہت مہنگی پڑیں گی۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ۔ جناب والا۔ صنعتوں کے متعلق مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے کہ پسماندہ علاقوں میں ضرور ہونی چاہئیں۔ مگر میں اس قرارداد کی مخالفت کرتی ہوں۔ بہاولپور کے ممبران اسمبلی حزب اختلاف کے ہوں یا

حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہوں ۔ وہ اس چیز سے آپ اپنے کو بے بہرہ پاتے ہیں کہ وہاں ترقی نہیں ہوئی ۔ میں یہ کہتی ہوں کہ وہاں ترقیوں کا جال بچھا دیا گیا ہے جو ہر شعبہ سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ کہنا کہ وہاں صنعتیں نہیں ہیں یہ بالکل غلط ہے میں ایسی باتوں کی حمایت نہیں کرتی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں ذاتی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تقریر میں ذاتی وضاحت نہیں ہوا کرتی ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ میں اس بات کی بالکل مخالفت کرتی ہوں کیونکہ اسمبلی ارکان اور حکومت اس میں ہمیشہ کوشاں رہے ہیں ۔ یہ کہنا کہ پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم نہیں کی گئی ہیں یہ بالکل غلط ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کے خلاف ممبران کو اکسانا ہے ۔ اس لیے میں اس قرار داد کی مخالفت کرتی ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ چونکہ انھوں نے بہاولپور کا نام لیا ہے کہ وہاں صنعتوں کا جال بچھا دیا گیا ہے حالانکہ وہاں کوئی صنعت نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: This is no point of information. Syed Tabish Alwari please.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں صرف اتنی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ محترمہ بلقیس حبیب اللہ صاحبہ نے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ مختلف علاقوں میں مقامی ضروریات اور حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صنعتیں قائم کی جائیں ۔ میں نے اپنی قرار داد میں یہ کہا ہے کہ آئندہ قائم ہونے والی تمام صنعتوں کو مختلف علاقوں بالخصوص پسماندہ علاقوں میں پھیلایا جائے تاکہ وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پایہ ہو سکیں اور اس کی وضاحت میں نے اپنی تقریر میں کر دی ہے کہ مختلف علاقوں کے حالات کا مطلب یہی ہے کہ جغرافیائی حالات کے مطابق صنعتیں قائم کی جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر

چند شہروں میں صنعتوں کے ارتکاز کو روکا جائے
اور اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا جائے کہ آئندہ
قائم ہونے والی تمام صنعتوں کو مختلف علاقوں
بالخصوص پس ماندہ علاقوں میں پھیلایا جائے تاکہ
وہ دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پایہ ہو سکیں۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور نہیں کی گئی)

دریائے سندھ پر غازی گھاٹ پتن پر ایک پختہ پل کی تعمیر

مسٹر سپیکر ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

سردار نصراللہ خان دریشک ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ دریائے سندھ پر
غازی گھاٹ پتن پر ایک پختہ پل بنا کر ضلع
ڈیرہ غازی خان کو پنجاب کے باقی علاقہ سے ملا
دیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ دریائے سندھ پر
غازی گھاٹ پتن پر ایک پختہ پل بنا کر ضلع
ڈیرہ غازی خان کو پنجاب کے باقی علاقہ سے ملا
دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

میاں مظفر احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اگلی قرار داد میری ہے ۔ کارروائی ختم ہونے میں ابھی ایک منٹ باقی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب موہل صاحب ابھی کورم کا سوال اٹھا لیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کیا آپ نے ایوان کا وقت بڑھا دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر - جی ہاں - ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 9 نومبر 1973ء بروز جمعہ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) -

---